کنز المدارس بورڈ کے نصاب میں شامل

قرآن وسنت کی روشنی میں شخصیت میں نکھار پیدا کرنے
والے آداب اور سلیقہ مندی پر مشتمل اہم کتاب "بنام"

آدابِ زندگی

پیشکش:
المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)
Islamic Research Center
R&D Kanz-ul-Madaris Board

آدابِ زندگی

مؤلف

ڈاکٹر فرحان اختر عطاری مدنی

پیش کش

المدينة العلمية
Islamic Research Center
R&D Kanzul Madaris Board

ناشر

مکتبۃ المدینہ کراچی

نام کتاب	آدابِ زندگی	
مؤلف	ڈاکٹر فرحان اختر عطاری مدنی	
پیش کش	المدینۃ العلمیۃ Islamic Research Center R&D Kanzul Madaris Board	
پہلی بار	ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء	تعداد: 6000 (چھ ہزار)
دوسری بار	صفر المظفر ۱۴۴۶ھ، اگست 2024ء	تعداد: 5000 (پانچ ہزار)
تیسری بار	ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ، اکتوبر 2024ء	تعداد: 6000 (چھ ہزار)
ناشر	مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی کراچی	

جملہ حقوق بحق مکتبۃ المدینہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ

MAKTABA TUL MADINAH

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

Faizan-E-Madina,Mohalla Sodagaran,Old Sabzi Mandi,Karachi

UAN : +922111252692, Ext : 1144 , , :92-313-1139278, Ext : 9223

www.dawateislami.net www.maktabatulmadinah.com

ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadinah.com

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

کراچی: عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ نزد عسکری پارک کراچی	+92 312 2802126	لاہور: داتا دربار مارکیٹ نزد سستا ہوٹل گنج بخش روڈ لاہور	+92 42 37300561
ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان	+92 61 4511192	اسلام آباد: فیضان مدینہ، شبیر شریف روڈ، جی 11 مرکز، اسلام آباد	+92 314 5208663
فیصل آباد: امین پور بازار فیصل آباد	+92 41 2632625	راولپنڈی: اقبال روڈ فضل داد پلازہ بیسمنٹ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی	+92 51 5553765
حیدر آباد: فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن حیدر آباد	+92 313 0492960	پشاور: سٹی ٹاور شاپ # الیف 15,16 کابلی روڈ پشاور	+92 341 1458486
کراچی: اردو بازار نزد سوبھراج ہسپتال کراچی	+92 318 3402526	کراچی: رضا مسجد چشتیہ مارکیٹ کورنگی 4 نمبر کراچی	+92 311 2569741
گجرانوالہ: عرفات کالونی شیخوپورہ موڑ جی ٹی روڈ گجرانوالہ	+92 316 7223528	گجرات: گلی فیضان مدینہ شاہ جہانگیر روڈ گجرات	+92 312 6372786
آزاد کشمیر: نزد فیضان مدینہ چوک شہیداں میر پور آزاد کشمیر	+92 300 5787824	خان پور: شاہی روڈ نزد دورانی چوک خان پور	+92 312 7436719

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن حوالہ نمبر: 293

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ”آدابِ زندگی“ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تَفْتِیْشِ کُتُب و رَسائل کی جانِب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کُفریہ عِبارات، اَخلاقیات، فقہی مَسائل اور عَربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر مُلاحَظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کِتابت کی غَلَطیوں کا ذِمَّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تَفْتِیْشِ کُتُب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

09-04-2024

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

DAWAT-E-ISLAMI

مکتبۃ المدینہ

MAKTABA TUL MADINAH

پیش لفظ

اسلام ایک دینِ کامل اور مکمل طور پر فطرت کے مطابق ہے۔ اس کے دیگر مذاہب سے ممتاز (نمایاں) ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دیگر مذاہب انسان کو مکمل ضابطہ حیات (زندگی گزارنے کے تمام قواعد و طریقے) دینے سے قاصر (عاجز و بے بس) ہیں جبکہ اسلامی تعلیمات انسان کی زندگی کے تمام شعبوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ تعلیمات و احکام انفرادی اصلاح سے لے کر اجتماعی اصلاح تک یعنی فرد سے لے کر اجتماع تک کی اصلاح کے متعلق ہیں۔ انہیں تعلیمات کا ایک حصہ آدابِ زندگی / سوشل مینرز بھی ہیں جو کہ ایک انسان کو معاشرے میں رہنے کا درست سلیقہ اور صحیح ڈھنگ (طریقہ) سکھاتے ہیں۔

موجودہ دور میں ہمارے معاشرے میں جس قدر اخلاقی و سماجی انحطاط پایا جا رہا ہے، تاریخ کے اوراق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا انحطاط پہلے کبھی نہ تھا۔ یہ انحطاط دین کی صحیح معلومات نہ ہونے یا معلومات ہونے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ عام عوام تو کیا بسا اوقات بظاہر اہلِ علم نظر آنے والے بھی اخلاقی پستیوں کا شکار نظر آتے ہیں لہٰذا آج کے دور کے تعلیمی نصاب کا تقاضا بن چکا ہے کہ تعلیمی اداروں میں سماجی آداب کو بطورِ مضمون پڑھایا جائے۔

اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے منظور شدہ تعلیمی بورڈ بنام "کنز المدارس بورڈ" نے دینی جامعات کے نصاب میں خاص اس موضوع کو پڑھائے جانے کا فیصلہ کیا۔

اس موضوع کا انتخاب کرنے کے بعد جب کتاب کا انتخاب کرنے کی باری آئی تو تلاش کے باوجود ایسی کوئی کتاب نہ مل سکی جو بورڈ کے تعلیمی معیار پر پوری اترتی کیونکہ اگرچہ سوشل مینرز کے بارے میں درجنوں کتابیں موجود ہیں لیکن ان میں شرعی لحاظ سے خرابیاں اور سُقم پایا جاتا ہے۔ جبکہ ایک مسلمان کے لئے اخلاقی و سماجی ادب وہی کہلائے گا جو اسلام کے نزدیک اخلاقی و سماجی ادب ہو گا لہٰذا کنز المدارس بورڈ کے شعبہ "ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ" کو ایسی کتاب لکھنے کا ہدف دیا گیا جو عمدہ اسلوب کے ذریعے اخلاقیات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ شرعی لحاظ سے بھی درست ہو، اس سلسلے میں چیئرمین کنز المدارس بورڈ و رکن شوریٰ حاجی جنید مدنی زِیدَ مَجْدُہٗ کی خصوصی توجہ اور معاونت شامل حال رہی جس نے کتاب کی تحریر کو حد درجہ آسان بنا دیا اور الحمد للہ! اللہ پاک کی توفیق اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نظر عنایت سے یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔

(حصّہ اوّل)

روزمرہ کے کام اور سلیقہ مندی

(Household Chores And Their Best Ways Of Doing)

اجمالی فہرست (حصّہ اوّل)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	صفائی کی اہمیت	07
2	بالوں کی صفائی کے آداب	12
3	مسواک کے آداب	18
4	ناخن کاٹنے کے آداب	22
5	سرمہ لگانے کے آداب	25
6	جوتا پہننے کے آداب	28
7	پانی استعمال کرنے کے آداب	31
8	بیت الخلاء کے متعلق آداب	35
9	کھانے کے آداب	40
10	پینے کے آداب	54
11	اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے کے آداب	59
12	سلام کے آداب	64
13	ہاتھ ملانے / ملاقات کے آداب	67
14	دفتر میں ملاقات کے آداب	70
15	گھر، کمرے اور کلاس روم میں آنے جانے کے آداب	72
16	سونے، جاگنے کے آداب	79
17	لباس کے آداب	85
18	عطر / خوشبو لگانے کے آداب	90
19	چھینکنے اور کھانسنے کے آداب	94
20	راستے کے آداب	98
21	عوامی مقامات کے آداب	102
22	گفتگو کے آداب	105
23	مہمان نوازی کے آداب	111
24	سفر / سواری اور ڈرائیونگ کے آداب	116
25	عوامی ذرائع آمد و رفت میں سفر کے آداب	125
26	معلم و متعلم کے آداب	129
27	نظامت اور ماتحت عملہ کے آداب	135
28	اچھے شہری کے آداب	137
29	موبائل اور سوشل میڈیا کے استعمال کے آداب	139

اجمالی فہرست (حصّہ دوم)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	وقت کی پابندی	144	19	سچائی	189
2	وقت کا ضیاع	147	20	جھوٹ	192
3	خود کام کرنا	149	21	عفوودرگزر	194
4	خود کام نہ کرنا	152	22	انتقام / بدلہ	197
5	اخوت	154	23	حیا	199
6	نااتفاقی	157	24	بے حیائی	202
7	ہمدردی	159	25	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	204
8	تکلیف دینا	162	26	گناہوں پر مدد	207
9	صلہ رحمی	164	27	نیک صحبت	209
10	قطع رحمی	167	28	بری صحبت	211
11	پڑوسی کے حقوق	169	29	حسنِ ظن	213
12	پڑوسی سے بدسلوکی	172	30	بدگمانی	216
13	احترام کرنا	174	31	رحم دلی	218
14	احترام نہ کرنا	177	32	دل کی سختی	221
15	ادب	179	33	ایثار	223
16	بے ادبی	182	34	مفاد پرستی	226
17	ایمانداری	184	35	راہِ خدا میں خرچ	228
18	دھوکا دہی	187	36	بخل	231

پہلا باب

صفائی کی اہمیت

(The importance of cleanliness)

دینِ اسلام نے جہاں انسان کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک کر کے عزّت و رِفعت (بلندی) عطا کی وہیں ظاہر و باطن کی پاکیزگی کی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعے انسانیت کا وقار بلند کیا، بدن کی پاکیزگی ہو یا لباس کی صفائی، ظاہری شکل و صُورت کی خوبی ہو یا طور طریقے کی اچھائی، مکان اور ساز و سامان کی صفائی ہو یا سواری کی دُھلائی الغرض ہر چیز کو صاف ستھرا رکھنے کی دینِ اسلام میں تعلیم اور ترغیب دی گئی ہے۔

قرآن پاک سے طہارت کی اہمیت

قرآن مجید میں اللہ پاک نے طہارت کے متعلق سورہ مائدہ کی آیت نمبر 6 میں ارشاد فرمایا: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْاؕ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اگر تم بے غسل ہو تو خوب پاک ہو جاؤ۔

نیز سورہ توبہ کی آیت نمبر 108 میں ارشاد ہوا:

﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْاؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ(۱۰۸)﴾[2]

ترجمۂ کنزالعرفان: اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

احادیث مبارکہ سے طہارت کی اہمیت

نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صفائی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اس کو ایمان کا حصہ قرار دیا، چنانچہ حضرت سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ[3] صفائی ایمان کا حصہ ہے۔

نیز آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جسمانی طہارت اور پاکیزگی کا ایک جامع نظام عطا فرمایا، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

---

[1] سورۃ المائدۃ، 6:5

[2] سورۃ التوبۃ، 108:9

[3] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم الحدیث: 534

سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عَشَرَةٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالِاسْتِنْشَاقُ وَنَتْفُ الإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ، قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ[1] دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کٹوانا، ناخن ترشوانا، جوڑوں کا دھونا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، بغل کے بالوں کو اتارنا، زیر ناف بالوں کو مونڈنا اور استنجا کرنا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا اور دسویں میں بھول گیا شاید وہ کلی ہے۔

اقوالِ بزرگانِ دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: صفائی ستھرائی شریعت کو مطلوب بھی ہے اور یہ سنت بھی ہے نیز ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نفاست پسند (صفائی پسند) تھے اور آپ نے صفائی کی تاکید بھی فرمائی ہے۔[2]

امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: طہارت کے چار درجات ہیں: (1) ظاہر کو ناپاکیوں، نجاستوں اور پاخانے وغیرہ سے پاک کرنا (2) اعضاء کو جرائم اور گناہوں سے پاک کرنا (3) دل کو برے اخلاق اور ناپسندیدہ عادتوں سے پاک کرنا (4) باطن کو غیر اللہ سے پاک کرنا۔[3]

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو با آسانی اس بات کا اندازہ ہو گا کہ جسمانی صفائی کا تعلق فقط ہمارے جسم و لباس سے نہیں ہے بلکہ جسمانی صفائی میں ہر وہ چیز داخل ہو گی جس کا ہمارے جسم و لباس کے ساتھ تعلق ہو گا۔

مسواک

صفائی ستھرائی

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم الحدیث: 604

[2] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، صفائی ستھرائی کی اہمیت، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 1

[3] غزالی، محمد بن محمد، احیاء العلوم (مترجم)، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 2012ء، ج 1، ص 397

جسم ولباس کے علاوہ چند دیگر اشیا جو ہماری ذاتی صفائی کا حصہ ہیں:

رومال (Handkerchief)	سواری (Bike, Car, Cycle)
گھڑی (Wristwatch)	موبائل فون (Cell phone)
قلم (Personal Pen)	لیپ ٹاپ (Laptop)
بیگ (Luggage)	ٹیبلٹ (Tablet)
چادر (Shawl)	کمپیوٹر (Computer)
عینک (Glasses)	جوتا (Shoe)
بنیان (Vest)	جرابیں (Socks)
کتب (Personal Books)	ٹوپی (Cap)

ذاتی صفائی کے فوائد

قرآن پاک و حدیث مبارکہ میں ذاتی صفائی کے بارے میں کافی زور دیا گیا ہے، یہاں ذاتی صفائی کے کچھ فوائد ذکر کئے جائیں گے تاکہ صفائی کے بارے میں مزید رغبت اور خواہش پیدا ہو۔

- جسم ولباس کی صفائی کے ذریعے کئی بیماریوں سے حفاظت حاصل ہوتی ہے۔
- شخصیت پُرکشش (Attractive) ہوتی ہے۔
- وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

- خود اعتمادی (Self confidence) میں اضافہ ہوتا ہے۔
- بات کا اثر بڑھ جاتا ہے۔
- لوگ عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
- لوگ قریب آنا پسند کرتے ہیں۔
- دوسرے بھی آپ سے ترغیب حاصل کرتے ہیں۔

ذاتی صفائی میں جو چیزیں شامل ہیں جیسے بال اور کپڑے وغیرہ، اسلام ان چیزوں کی صفائی کے متعلق اجمالی اور تفصیلی دونوں طرح کی رہنمائی فراہم کرتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اسلام کی ان تعلیمات کو اپنا کر ہم ایک پر کشش اور باوقار شخصیت بنیں۔

دوسرا باب

بالوں کی صفائی کے آداب

(Etiquette for hair care)

اللہ پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، جیسے انسان تمام مخلوق میں افضل ہے اسی طرح انسانی جسم میں سر بھی سب سے اہم ہے، اللہ پاک نے مرد اور عورت کے سر کو بالوں سے مزین کیا اور بالوں کی وجہ سے انسان کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کیا نیز اللہ پاک نے مرد کے چہرے پر بھی بال اگائے، داڑھی رکھنے سے مرد کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے۔ انسانی بال بھی اللہ پاک کی نعمت ہیں، لہٰذا ان کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا چاہئے اس طرح کرنے سے بالوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ سے بالوں کی صفائی اور حفاظت کی اہمیت

احادیث مبارکہ میں بالوں کی طہارت و نظافت کے حوالے سے کئی مقامات پر توجہ دلائی گئی اور جسم کی صفائی کے ساتھ ساتھ بالخصوص بالوں کی صفائی کا حکم دیا گیا، چنانچہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک شخص کو بکھرے بالوں کے ساتھ دیکھا تو فرمایا: "یہ شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو جمع کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ[1] جس نے بال رکھے ہوئے ہیں وہ بالوں کی عزت کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا نَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ[2] میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کو سب سے عمدہ خوشبو لگایا کرتی تھی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سر اور آپ کی داڑھی میں دیکھتی تھی۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ بالوں کی تکریم یہ بھی ہے کہ ان کو تیل لگایا جائے، دھویا جائے اور

[1] ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب فی اصلاح الشعر، رقم الحدیث: 4163

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الطیب فی الراس واللحیۃ، رقم الحدیث: 5923

جب ان کو کاٹا جائے تو ان کو دفن کر دیا جائے، خاص طور پر خواتین اس بات کا لازمی اہتمام کریں کہ ان کے بالوں پر اجنبی کی نگاہ نہ پڑے۔[1]

زلفیں رکھنا

زلفیں رکھنا نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔ زلفیں رکھنے والا اگر اس نیت سے زلفیں رکھے کہ یہ ہمارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنت ہے تو ان شاءاللہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلّم إِلَى نِصفِ أُذُنَيهِ[2] رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بال آدھے کانوں تک تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قد درمیانہ تھا، دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بال بہت لمبے تھے جو کانوں کی لو تک تھے۔[3]

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 42

[2] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب صفۃ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: 6069

[3] ایضاً، باب فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، رقم الحدیث: 6065

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بال کندھوں سے اوپر اور کانوں کی لو(Earlobe) سے نیچے تھے۔[1]

ان تینوں روایات سے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بال مبارک کے تین طریقے سمجھ میں آتے ہیں کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زلفوں کے انداز کیا تھے۔

فرمان امیر اہلسنت دامت بر کاتہم العالیہ

ہمیں چاہئے کہ موقع بہ موقع تینوں سنتیں ادا کریں یعنی کبھی آدھے کان تک تو کبھی پورے کان تک اور کبھی کندھوں تک زلفیں رکھیں۔[2]

1۔ نصف کان تک

2۔ کانوں کی لو کے برابر

3۔ کندھوں سے اوپر اور کانوں کی لو سے نیچے

بالوں کی صفائی اور حفاظت کے آداب

- سر اور داڑھی کے بال وقتاً فوقتاً صابن سے دھولیجئے۔
- بالوں کو دھونے کے لئے صاف پانی کا استعمال کیجئے۔
- بالوں کو قدرتی طریقے پر خشک کیجئے۔
- بالوں سے پانی خشک کرکے ہی ٹوپی یا عمامہ پہنئے۔
- نہانے کے بعد بالوں میں تیل لگا کر کنگھی کیجئے۔

[1] ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب ماجاء فی الشعر، رقم الحدیث:4187

[2] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص40

- خوشبودار تیل استعمال کیجئے۔
- تیل لگانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر اپنی الٹی ہتھیلی پر تیل ڈالئے پھر پہلے دونوں ابروؤں (Eyebrows) پر پھر دونوں آنکھوں پر اور پھر سر پر لگایئے۔[1]
- جب بالوں میں تیل لگایئے تو ٹوپی یا عمامہ باندھنے سے قبل سر بند استعمال کیجئے کہ یہ سنت مبارکہ ہے۔

سر بند: رومال نما ایک ایسا کپڑا جو بالوں پر ٹوپی کے نیچے باندھا جائے یا رکھا جائے۔

- اپنی کنگھی کو ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور دھولیجئے تاکہ اس کا میل (Dirt) نکل جائے۔
- بڑھے ہوئے بالوں کو 6 سے 8 ہفتے میں ضرور تراش (Trim) لیجئے۔
- مونچھوں کے بال ہونٹ پر آنے سے قبل تراش لیجئے۔
- داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو سرخ یعنی Red یا زرد یعنی Yellow رنگ میں رنگ لیجئے کہ یہ مستحب ہے۔

ان امور سے بچئے

- بالوں کو گرد آلود (میلا) اور بکھرا ہوا نہ رکھئے۔
- بغیر بسم اللہ پڑھے تیل نہ لگایئے۔
- بدبودار تیل سے گریز کیجئے۔
- نہانے کے بعد بالوں میں تیل لگائے بغیر کنگھی نہ کیجئے۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 44

- گیلے بالوں پر ٹوپی یا عمامہ نہ پہنیے۔
- بالوں کو منہ میں ہرگز نہ لیجیے۔

بال خراب ہونے کے اسباب

ان اسباب کو ترک کرکے ہم اپنے بالوں کی حفاظت اچھے انداز میں کرسکتے ہیں۔

- آلودگی (Pollution)
- سگریٹ نوشی (Smoking)
- پریشان فکری (Stress)
- ڈپریشن (Depression)
- کیمیکل (Chemical)
- کھارا پانی (Salt Water/Chlorinated Water)

اگر آپ بالوں کی حفاظت نہیں کریں گے تو ایک وقت پر یہ نشو و نما (Growth) کرنا کم کردیں گے اور خشک ہو کر ٹوٹنا شروع ہو جائیں گے جس سے ممکن ہے کہ آہستہ آہستہ گنج ظاہر ہو جائے۔

تیسرا باب

مسواک کے آداب

(Manners for using a Miswak)

ہمارا پیارا دین "اسلام" ہے اور اسلام میں صفائی ستھرائی کو بہت اہمیت حاصل ہے بلکہ اللہ پاک صاف ستھرے اور پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے اور ان سے محبت فرماتا ہے۔ ہم نماز پڑھنے کے لئے 5 بار وضو کرتے ہیں، جس سے ہاتھ پاؤں اور چہرہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے جبکہ منہ اور دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک بہترین چیز ہے اور اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسواک کرنے کی ترغیب بھی دی ہے۔

احادیث مبارکہ سے مسواک کی اہمیت

نبی پاک صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيَّ [1] مجھے مسواک کا اس قدر حکم دیا گیا کہ مجھے اس کے فرض ہو جانے کا خوف ہوا۔

نیز فرمایا: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ [2] اگر میں اپنی امت پر یہ بات باعثِ مشقت نہ سمجھتا تو میں ان کو ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اقوال بزرگان دین

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مسواک میں دس خوبیاں ہیں: منہ صاف کرتی، مسوڑھے مضبوط بناتی، نظر تیز کرتی، بلغم دور کرتی، منہ کی بدبو ختم کرتی، سنت کے موافق و مطابق، فرشتے خوش ہوتے، رب راضی ہوتا، نیکی بڑھاتی اور معدہ درست کرتی ہے۔ [3]

[1] احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مسند المکیین، حدیث واثلہ بن اسقع من الشامیین، رقم الحدیث: 16007

[2] ایضاً، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی ہریرۃ، رقم الحدیث: 9928

[3] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 48

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں: جب بھی مسواک کرنی ہو تو تین بار کیجئے اور ہر بار دھو لیجئے۔[1]

مسواک / برش کے آداب

- مسواک کرنے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے جو نیتیں بیان کی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں: رضائے الٰہی، سنت کی ادائیگی اور ذکر و درود کے لئے منہ کو پاکیزہ کرنے کی نیت سے مسواک کیجئے۔

- رات سونے سے پہلے اور صبح فجر میں بیدار ہو کر بھی مسواک / برش کیجئے۔
- پیلو، زیتون یا نیم کی لکڑی کی مسواک کیجئے نیز زیتون کا تیل بھی دانتوں پر لگانے سے مسوڑھے اور دانت مضبوط ہوں گے۔

مسواک پکڑنے کا طریقہ

- چھوٹی انگلی کے برابر موٹی مسواک کیجئے۔
- نرم ریشے والی مسواک / برش لیجئے۔
- تازہ مسواک کیجئے۔
- مسواک / برش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین بار کیجئے اور ہر بار دھو لیجئے۔
- مسواک / برش سیدھے ہاتھ سے کیجئے اور دانتوں کی سیدھی جانب سے کیجئے۔
- مسواک / برش چوڑائی میں کیجئے۔
- ناقابل استعمال مسواک / برش کو دفن کر دیجئے یا پانی میں بہا دیجئے۔

برش پر کیپ لگانے کی تصویر

- اپنے دانتوں کو دن میں دو بار (صبح و شام) برش کیجئے۔
- ہر مرتبہ دو منٹ تک برش کیجئے۔
- برش کو استعمال کرنے کے بعد اس کو کیپ لگا کر رکھیں۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 49

- روزانہ دانتوں کا خلال کیجئے۔
- برش کا استعمال مقررہ مدت (زیادہ سے زیادہ 3 ماہ) تک کیجئے۔
- جب بھی کچھ کھائیں تو اس کے بعد پانی سے اچھی طرح کلی کرلیجئے۔
- دانتوں کی حفاظت کے لئے اچھے پیسٹ یا منجن کا استعمال کیجئے۔

ان امور سے بچئے

- مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی استعمال نہ کیجئے۔
- سخت ریشے والی مسواک / برش سے گریز کیجئے۔
- پوری مٹھی میں پکڑ کر مسواک نہ کیجئے۔
- دانتوں کو میلا کچیلا یا پیلا ہونے سے بچائیے۔
- پان، گٹکا اور چھالیہ وغیرہ نہیں کھانا چاہئے اس سے دانت خراب ہوجاتے ہیں اور میلے دانت لوگوں کی ناپسندیدگی کا سبب بھی ہے۔

چوتھا باب

ناخن کاٹنے کے آداب

(Etiquette for cutting nails)

اسلام نے انسان کو ظاہری و باطنی نفاست اور پاکیزگی کا تصور دیا ہے اور اس پر عمل کرتے رہنے کی تعلیم دی ہے۔
خلیفۂ مفتی اعظم ہند، علامہ عبد المصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: صفائی ستھرائی کی مبارک عادت بھی مردوں اور عورتوں کے لیے نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی ستھرائی انسان کے وقار و شرف کا آئینہ دار اور محبوب پروردگار ہے۔

ظاہری صفائی میں ایک چیز انسان کے ناخن بھی ہیں۔ اسلام میں 40 دن کے اندر اندر ناخن تراشنے کا حکم ہے اور بلاعذرِ شرعی 40 دن سے زائد کر دینا ناجائز و گناہ ہے۔

احادیث مبارکہ سے ناخنوں کی صفائی کی اہمیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: اَلتَّقْلِيْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُدْخِلُ الشِّفَاءَ وَيُخْرِجُ الدَّاءَ[1] یعنی جمعہ کے دن ناخن کاٹنا شفا کا باعث اور بیماری کو دور بھگاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: مَنْ قَلَّمَ اَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ مِنَ السُّوْءِ اِلٰى مِثْلِهَا[2] یعنی جس نے جمعہ کے دن ناخن کاٹے وہ آئندہ جمعہ تک ناگوار حالت سے محفوظ رکھا جائے گا۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن ناخن کاٹنا مستحب ہے، ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کیجئے۔[3]

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ہارون رشید نے رات میں ناخن کاٹنے کے بارے میں پوچھا، فرمایا: جائز ہے۔ ہارون رشید نے کہا اس پر کیا دلیل ہے؟ فرمایا: حدیث پاک میں ہے: اَلْخَيْرُ لَا يُؤَخَّرُ یعنی بھلائی کے کام میں تاخیر نہ کی جائے۔[4]

---

[1] عسقلانی، احمد بن حجر، زہر الفردوس، من حرف الالف، حرف التاء المثناۃ، رقم الحدیث: 1239

[2] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الأوسط، باب العین، من اسمہ عبد الرحمن، رقم الحدیث: 4746

[3] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 50

[4] ایضاً، ص 51

ناخن کاٹنے کے آداب

- جمعہ کے دن ناخن کاٹنا مستحب ہے۔
- ناخن کاٹتے وقت سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی (Index Finger) سے شروع کیجیے۔
- ناخن کاٹنے کے بعد ان کو دفن کر دیجیے۔

ان امور سے بچیے

- دانت سے ناخن کو نہ چبایئے۔
- ناخن کاٹ کر واش روم وغیرہ میں نہ ڈالئے۔
- ناخن کاٹنے میں چالیس دن سے زیادہ تاخیر نہ کیجیے۔
- ناخنوں کو لمبا نہ ہونے دیجیے۔

پانچواں باب

سرمہ لگانے کے آداب

(Etiquette of applying Surma)

قرآن پاک سے آنکھوں کی اہمیت

اللہ پاک نے سورہ بلد میں انسان کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے اپنی نعمتوں کا اظہار فرمایا کہ ہم نے انسان کو پیدا کر کے اس کو دو آنکھوں کی نعمت سے بھی نوازا، چنانچہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِۙ(۸) ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں۔

احادیث مبارکہ سے سرمہ کی اہمیت

حضور نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِکْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ، فَاِنَّهٗ یَجْلُو الْبَصَرَ، وَیُنْبِتُ الشَّعْرَ[2] اثمد سرمہ لگاؤ کہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں (Eyelids) اگاتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَکَانَ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اِذَا اِکْتَحَلَ اِکْتَحَلَ وِتْرًا[3] آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب بھی سرمہ لگاتے تو طاق عدد کی رعایت کرتے ہوئے لگاتے۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: تکریم یعنی عزت و بزرگی کے جتنے کام ہیں سب ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سیدھی جانب سے شروع کیا کرتے، لہٰذا پہلے سیدھی آنکھ میں سرمہ لگائیے پھر الٹی میں۔[4]

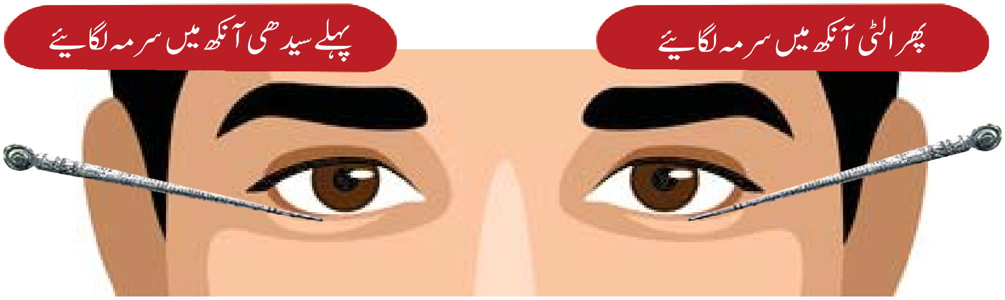

---

[1] سورۃ البلد 8:90

[2] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ابوب اللباس، باب ماجاء فی الاکتحال، رقم الحدیث:1757

[3] احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مسند الشامیین، حدیث عقبہ بن عامر... الخ، رقم الحدیث:17426

[4] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص38

سرمہ لگانے کے آداب

- سرمہ لگاتے وقت دعا بھی پڑھئے: اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اے اللہ! مجھے سننے اور دیکھنے سے بہرہ مند فرما (یعنی فائدہ اٹھانے والے بنا)۔
- رات کو سوتے وقت سرمہ استعمال کیجئے کہ یہ سنت ہے۔
- پتھر کا سرمہ استعمال کیجئے۔
- سیاہ سرمہ لگانے سے زینت مقصود نہ ہو تو مرد کے لئے لگانا جائز ہے بصورتِ دیگر مکروہ ہے۔
- سرمہ استعمال کرنے کے تین طریقے ہیں: (1) کبھی دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں (2) سیدھی آنکھ میں تین اور اُلٹی میں دو (3) دونوں آنکھوں میں دو دو۔
- سرمہ لگاتے وقت پہلے دائیں یعنی Right آنکھ میں لگایئے پھر بائیں یعنی Left آنکھ میں۔

سرمہ نظر کمزور ہونے سے بچاتا ہے

سرمہ

چھٹا باب

جوتا پہننے کے آداب

(Etiquette for wearing shoes)

جوتے پہننا سرکار مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنت ہے۔ جوتے پہننے سے کنکر، کانٹے وغیرہ چبھنے سے پاؤں کی حفاظت رہتی ہے۔ نیز موسم سرما میں سردی سے بھی پاؤں محفوظ رہتے ہیں اور گرمیوں میں دھوپ میں چلنے کے لئے جوتے نہایت ہی کار آمد ہیں۔

احادیث مبارکہ سے جوتوں کی صفائی اور حفاظت کی اہمیت

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ[1] یعنی جوتے بکثرت پہنا کرو، اس لئے کہ آدمی جب تک جوتے کے ساتھ چلتا ہے سوار ہی شمار ہوتا ہے (یعنی تھکتا کم ہے)۔

نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا[2] یعنی تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔

اقوال بزرگان دین

منقول ہے: امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ہمیشہ جوتا پہنتے وقت سیدھے پاؤں سے اور اتارتے وقت الٹے پاؤں سے پہل کرے تو وہ تلی کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔[3]

تنگدستی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ الٹا جوتا دیکھا جائے اور اس کو سیدھا نہ کیا جائے۔

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ فرماتے ہیں: جب بھی بیٹھنے کا ارادہ ہو تو جوتے اتار لیجئے کہ اس سے قدم آرام پاتے ہیں۔[4]

جوتے پہننے کے آداب

- جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لیجئے تا کہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے۔
- پہلے سیدھا جوتا پہنئے پھر الٹا اور اتارتے وقت پہلے الٹا جوتا اتاریے پھر سیدھا، کہ یہ سنت بھی ہے۔
- استعمال شدہ جوتا الٹا پڑا ہو تو اس کو سیدھا کر دیجئے۔

[1] قشیری مسلم بن حجاج، کتاب اللباس الزینۃ، باب استحباب لبس النعال وما فی معناہ، رقم الحدیث:2096
[2] بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لا یمشی فی نعل واحدہ، رقم الحدیث:5518
[3] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص7
[4] ایضاً

- مرد و عورت میں سے ہر ایک اپنا جوتا استعمال کرے اور ایک دوسرے کا جوتا استعمال کرنے سے بچے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس طرح کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت فرمائی۔

پہلے سیدھا جوتا پہنئے

استعمال شدہ جوتا الٹا پڑا ہو تو اس کو سیدھا کر دیجئے

جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لیجئے تاکہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے

ساتواں باب

پانی استعمال کرنے کے آداب

(Etiquette for water safety)

قرآن پاک سے پانی کی ضرورت و حفاظت کی اہمیت

اللہ تعالی نے پانی کے متعلق سورہ فرقان آیت نمبر 48 میں ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۟ۙ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اُتارا۔

اسلام میں ''وضو'' ایک ایسا عمل ہے جس کے لیے پانی ضروری ہے۔ ساتھ ہی قرآن میں سورہ اعراف آیت نمبر 31 پر ﴿وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ﴾[2] کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔ اسراف کا مطلب بالکل واضح ہے کہ زیادہ خرچ نہ کرو۔

احادیث مبارکہ سے پانی کی ضرورت و حفاظت کی اہمیت

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: لَا تُسْرِفْ، لَا تُسْرِفْ[3] رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اسراف نہ کرو، اسراف نہ کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: مَا هٰذَا السَّرَفُ فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوْءِ إِسْرَافٌ، قَالَ: نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ[4] حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا گزر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو وہ وضو کر رہے تھے، نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: اے سعد! یہ کیا اسراف (زیادتی) ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: ہاں! اگرچہ تم جاری نہر ہی پر (کیوں نہ وضو کر رہے) ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ[5] تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔

---

[1] سورۃ الفرقان، 48:25

[2] سورۃ الاعراف، 31:7

[3] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننھا، باب ماجاء فی القصد فی الوضوء، رقم الحدیث: 424

[4] ایضاً، رقم الحدیث: 425

[5] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننھا، باب عن النھی فی البول فی الماء الراکد، رقم الحدیث: 344

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: مسواک، کلی، غرغرہ، ناک کی صفائی اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال اور مسح کرتے وقت ایک بھی قطرہ نہ ٹپکتا ہو، یوں اچھی طرح نل بند کرنے کی عادت بنائیے۔

نیز فرمایا: پانی پی چکنے کے بعد گلاس میں بچا ہوا پانی پھینک دینے کی بجائے دوسرے اسلامی بھائی کو پلا دیجئے یا کسی اور استعمال میں لے لیجئے۔[1]

پانی کی حفاظت کے آداب

- پانی کو ضرورت کے مطابق استعمال کیجئے۔
- پانی کو پاک اور محفوظ جگہ میں ذخیرہ کیجئے۔
- پاک پانی کا ہی استعمال کیجئے۔
- ہر ممکنہ صورت میں پانی کو ضائع ہونے سے بچائیے۔
- غسل کرنے اور ہاتھ منہ دھونے کے لئے صابن کے استعمال کے وقت نل یا ٹونٹی کو بند رکھئے۔
- برتن، کپڑے یا گھر کی صفائی کے لئے کسی بالٹی میں پانی ڈال کر استعمال کیجئے۔
- مسواک اور وضو کرنے کے لئے بھی پانی کو کسی برتن میں ڈال کر استعمال کیجئے۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 18

ان امور سے بچیے

- پانی کے استعمال میں اسراف نہ کیجیے۔
- پانی میں نجاست اور دیگر گندگیوں کو نہ ڈالیے۔

کئی مقامات ایسے ہیں جہاں پانی کے کم استعمال سے اس کو کافی حد تک بچایا جا سکتا ہے، مثلاً

- غسل کرنے اور ہاتھ منہ دھونے کے لئے صابن کے استعمال کے وقت ٹونٹی کو کھلا نہ رکھیے۔
- برتن، کپڑے یا گھر کی صفائی کے لئے کسی بالٹی میں پانی ڈال کر استعمال کیجیے نہ کہ پائپ لگا کر۔
- گھر میں استعمال ہونے والے پانی کو گلیوں میں نہ بہایئے۔

آٹھواں باب

بیت الخلاء (واش روم) کے متعلق آداب

(Etiquette related to toilets)

قرآن پاک میں موجود بیت الخلاء (واش روم) کے متعلق بیان

قرآن پاک کی سورہ نساء میں تیمّم کے حکم کو بیان کرنے کے ضمن میں بیت الخلاء کا بھی ذکر ہوا چنانچہ ارشاد ہوا: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہمبستری کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لیا کرو۔

اسی طرح قرآن پاک کی سورہ توبہ آیت نمبر 108 میں اللہ تعالی نے اہل قبا کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْاؕ-وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۝۱۰۸﴾[2]

ترجمۂ کنز العرفان: اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

حضور نبی کریم صلَّى اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہل قبا سے ارشاد فرمایا: یہ کون سی طہارت ہے جس پر اللہ پاک نے تمہاری تعریف فرمائی ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہم پتھروں اور پانی سے استنجاء کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ میں موجود بیت الخلاء (واش روم) کے متعلق بیان

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلَّى اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں ہر چیز سکھائی حتی کہ آپ صلَّى اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا: لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ[3] ہمیں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پیشاب و پاخانہ کے وقت قبلہ رُخ ہونے سے روکا ہے، اسی طرح داہنے ہاتھ (Right hand) سے استنجا کرنے، تین سے کم پتھروں کے استعمال کرنے اور گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی روکا ہے۔

---

[1] سورۃ النساء، 43:4

[2] سورۃ التوبۃ، 108:9

[3] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الاستطابۃ، رقم الحدیث: 262

حضور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ[1]
تم میں سے کوئی غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے کیونکہ عام طور پر وسوسے اسی سے ہوتے ہیں۔

اقوال بزرگانِ دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: اگر آپ کے حمام میں فوارہ (SHOWER) ہو تو اسے اچھی طرح دیکھ لیجئے کہ اس کی طرف منہ کر کے نہانے میں منہ یا پیٹھ قبلہ کی جانب نہ ہو۔ استنجاء خانے میں بھی اسی طرح احتیاط فرمایئے۔ نیز فرمایا کہ مسلمانوں کو مکان کی غیر واجبی بہتری کے بجائے آخرت کی حقیقی بہتری پر نظر رکھنی چاہیئے۔[2]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر غسل خانہ کی زمین پختہ ہو اور اس میں پانی خارج ہونے کی نالی بھی ہو تو وہاں پیشاب کرنے میں حرج نہیں اگرچہ بہتر ہے کہ نہ کرے لیکن زمین اگر کچی ہو اور اور پانی نکلنے کا راستہ بھی نہ ہو تو پیشاب کرنا سخت برا ہے کہ زمین ناپاک ہو جائے گی اور غسل یا وضو میں گندا پانی جسم پر پڑے گا۔[3]

بیت الخلاء (واش روم) کے استعمال کے آداب

- بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھئے:

بِسْمِ اللهِ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِثِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا اور مردود پلید خبیث شیطان سے اللہ پاک کی پناہ چاہتا ہوں۔

یہ دعا بھی پڑھ لیجئے:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

اے اللہ! میں شیاطین مردوں اور شیاطین عورتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

[1] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ البول فی المغتسل، رقم الحدیث:304
[2] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، غسل کا طریقہ، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 11، 12
[3] نعیمی، احمد یار خان، مراۃ المناجیح، کراچی نعیمی کتب خانہ گجرات، ج 1، ص 266

- بیت الخلاء استعمال کرنے کے بعد حسب ضرورت (کم یا زیادہ) پانی بہا دیجئے۔
- بیٹھنے کے قریب ہوں تو ستر کو کھولئے اور بقدر ضرورت کھولئے۔
- داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں (Left Foot) اندر رکھئے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں (Right Foot) نکالئے۔
- جہاں کموڈ ہو تو وہاں ایک تولیہ کا کپڑا وغیرہ رکھنے کا اہتمام کیجئے تاکہ کموڈ کے استعمال کے بعد اس کے کناروں کو اچھی طرح خشک کر دیا جائے تاکہ دوسروں کے لئے بھی آسانی ہو۔

- بیت الخلاء سے نکل کر صابن وغیرہ سے ہاتھوں کو دھولیجئے۔
- نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی عَلٰی مَا یَنْفَعُنِیْ

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس نے مجھ سے اذیت کو دور کیا اور مجھے فائدہ دینے والی چیز کو باقی رکھا۔

یہ دعا بھی پڑھ لیجئے:

اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَكَ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

اے اللہ! تیری بخشش مانگتا ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔

ان امور سے بچئے

- بیت الخلاء میں ایسی چیز نہ لے کر جائیے جس پر اللہ پاک یا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نام مبارک ہو۔
- ننگے سر بیت الخلاء نہ جائیے۔
- ننگے پاؤں بیت الخلاء میں نہ جائیے۔
- کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیجئے۔
- دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کیجئے۔
- کسی سے بات چیت نہ کیجئے۔

- حمام یا بیسن وغیرہ پر پانی میں صابن پگھلنے کے لئے نہ چھوڑیئے۔
- واش روم کی دیوار پر کچھ نہ لکھئے ، اگر پہلے سے لکھا ہو تو اس کی جانب نہ تو نظر کیجئے اور نہ پڑھئے بلکہ ہو سکے تو اس کو مٹا دیجئے۔
- ہاتھ منہ دھونے اور وضو و غسل کرنے، اسی طرح طہارت کے حصول کے لئے پانی استعمال کرتے وقت اسراف نہ کیجئے۔
- واش روم کا جوتا عام گھریلو استعمال میں نہ لایئے اور عام گھریلو استعمال کا جوتا واش روم میں استعمال نہ کیجئے۔
- گھریلو واش روم کے لئے مرد و عورت کے استعمال کے لئے ایک ہی جوتے کا استعمال نہ کیجئے۔

واش روم کی دیوار پر نشانات

صابن دانی میں صابون کا ضیاع

سر کا مسح کرتے ہوئے پانی کا اسراف

مرد و عورت کے الگ الگ جوتے

نواں باب

کھانے کے آداب

(Etiquette of eating)

قرآن پاک سے کھانا کھانے کی اہمیت

کھانا انسان کی ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت ہے۔ انسان کچھ کھائے پیے بغیر چند دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا اس لئے یہ ہماری بنیادی ضروریات میں سے ہیں اور ہم روزانہ کم از کم دن میں دو دفعہ کھانا ضرور تناول کرتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ جو کہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے اس نے اس کے بارے میں بھی ہماری رہنمائی کی ہے اور ہمیں کھانے پینے کا مہذب طریقہ بتایا ہے، چنانچہ قرآن پاک کی سورہ مؤمنون آیت 51 میں ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔

نیز سورہ اعراف آیت نمبر 31 میں فرمایا:

﴿وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْاۚ﴾[2]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔

احادیث مبارکہ سے کھانا کھانے کی اہمیت

پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيْلَةٌ[3] کھاؤ، پیو اور صدقہ کرو اور کپڑے پہنو جب تک کہ اس کے ساتھ اسراف اور تکبر نہ ملے۔

اسی طرح پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ، فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفْسِهِ[4] آدمی اپنے پیٹ سے زیادہ بُرا برتن نہیں بھرتا، انسان کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اگر ایسا نہ کرسکے تو تہائی یعنی تین میں سے ایک حصہ کھانے، ایک حصہ

---

[1] سورۃ المومنون، 51:23

[2] سورۃ الاعراف، 31:7

[3] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، أبواب اللباس، باب البس ماشئت ما اخطاک...الخ، رقم الحدیث: 3605

[4] ایضاً، کتاب الاطعمہ، باب الاقتصاد فی الاکل وکراہیۃ الشبع، رقم الحدیث: 3349

پانی اور ایک حصہ سانس کے لئے ہو۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ فرماتے ہیں: کھانا صرف لذت(TASTE) کے حصول کے لئے نہ کھایا جائے بلکہ کھاتے وقت یہ نیت کر لیجئے کہ اللہ پاک کی عبادت پر قوت حاصل کرنے کے لئے کھا رہا ہوں۔[1]

کھانے کے آداب تین قسم کے ہیں

1۔ کھانے سے قبل کے آداب

2۔ کھانے کے دوران کے آداب

3۔ کھانے کے بعد کے آداب

کھانے سے قبل کے آداب

- کھانا شروع کرنے سے پہلے عبادت پر قوت حاصل کرنے کی نیت کر لیجئے۔
- کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ پہنچوں تک دھو لیجئے۔
- کھانے سے پہلے "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ لیجئے۔
- کھانا شروع کرنے سے پہلے "بسم اللہ" کے ساتھ ساتھ کھانے کی دعا بھی پڑھ لیجئے۔

دعا یہ ہے: "بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ"

- کھانا آجائے تو بلا تاخیر شروع کر دینا چاہیے۔
- کھانا زمین پر بیٹھ کر کھائیے۔
- کھانے سے پہلے جوتے اتار لیجئے۔
- جب بھی کھانا کھائیے تو سر ڈھانپ کر کھائیے۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 18

- جب بھی کھانا کھائیے تو الٹا پاؤں بچھا دیجئے اور سیدھا کھڑا رکھئے۔
- ایک بیٹھنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ سرین پر بیٹھ جائیے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھئے۔
- دوزانو بیٹھئے۔
- کھانے کے لئے بیٹھیں تو اپنے سامنے کا حصہ نیپکن (کھانا کھاتے وقت اپنے گھٹنوں وغیرہ پر رکھنے والے کپڑے) سے ڈھانپ لیجئے۔
- ممکنہ صورت میں مٹی کے برتن میں کھانا کھائیے کہ یہ افضل اور فرشتوں کے نزول کا سبب ہے۔

ان امور سے بچئے

- بغیر ہاتھ دھوئے کھانا نہ کھائیے۔
- جب تک دلی اطمینان نہ ہو اس وقت تک کھانا شروع نہ کیجئے۔
- زیادہ گرم کھانا نہ کھائیے۔
- ٹیک لگا کر کھانا نہ کھائیے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم ٹیک لگا کر کھانا مت کھاؤ۔[1]
- ایسے دستر خوان پر کھانا نہ کھائیے کہ جس پر کوئی عبارت یا کمپنی کا نام وغیرہ لکھا ہوا ہو۔
- سالن وغیرہ کی پیالی کو روٹی پر مت رکھئے۔

[1] ہیثمی، علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، سعودی عرب، دار المنہاج، 2015ء، ج5، ص22، رقم الحدیث:7918

کھانے کے دوران کے آداب

- اگر کھانے کے شروع میں ”بسم اللہ“ پڑھنا بھول جائیں تو کھانے کے دوران یاد آنے پر ”بِسۡمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ“ پڑھ لیجیے۔
- ہر دو ایک لقمے کے بعد ”یَاوَاجِدُ“ پڑھ لیجیے۔
- کھانے کی ابتداء نمک یا نمکین سے کیجیے، یہ بیماریاں دور کرنے کا سبب ہے۔
- دائیں ہاتھ سے کھانا کھائیے۔
- بائیں ہاتھ میں روٹی لے کر دائیں ہاتھ سے نوالہ توڑیے کہ ایسا کرنا تکبر کو دور کرتا ہے۔
- لقمہ چھوٹا لیجیے اور کھانا خوب چبا کر کھائیے۔
- اپنے سامنے موجود کھانے میں سے کھائیے۔
- تین انگلیوں سے کھائیے کہ یہ سنت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہے۔
- گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر دائیں ہاتھ سے کھائیے۔
- کھانے کے دوران اچھی گفتگو کیجیے۔
- چھوٹے بچوں کو اپنے ہاتھ سے کھلائیے۔
- بھوک رکھ کر کھائیے کہ یہ سنت ہے البتہ پیٹ بھر کر کھالینا مباح ہے۔
- بھوک رکھ کر کھانا بے شمار فوائد دیتا اور بیماریوں سے حفاظت کرتا ہے۔

ان امور سے بچیے

- کھانا اُلٹے ہاتھ سے نہ کھائیے کہ اُلٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔[1]
- کھانا کھانے میں جلد بازی نہ کیجیے۔
- خُوب پیٹ بھر کر نہ کھائیے۔

---

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الاطعمة، النھی عن التشبہ بالشیطان والکفار، رقم الحدیث:1634

- کھانا تھالی یا ٹرے میں ہو تو ادھر ادھر سے نہ کھائیے بلکہ اپنی طرف سے کھائیے۔
- چاول وغیرہ کھانے کے دوران اپنے ہاتھوں کو کھانے کے برتن میں نہ جھاڑیئے۔
- ایک ہی برتن میں کھانے کی صورت میں بار بار ہاتھوں کو چاٹ کر کھانا نہ کھائیے۔
- لقمہ لیتے ہوئے یا چمچ سے کھاتے ہوئے خیال رہے کہ کوئی ذرہ لباس، دسترخوان یا ٹیبل پر نہ گرے۔
- کھانا کھاتے ہوئے بلاضرورت نہ تھوکئے۔

پلیٹ کے آس پاس چاول وغیرہ گرے ہوئے

کھانے کے بعد کے آداب

- کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لیجیے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔[1]
- کھانے کے آخر میں اگر کھانے کے برتن میں کھانے کا اثر ہو تو اس کو بھی چاٹ لیجیے۔
- کھانے سے فارغ ہو کر پہلے دسترخوان اٹھائیے پھر خود اٹھئے۔
- کھانے کے بعد اچھی طرح صابن سے ہاتھ دھوئیے۔
- کھانے کے بعد کلی کیجیے۔
- دانتوں میں جو کھانا پھنس جائے اسے تنکے وغیرہ سے نکال دیجئے، اور پھر اسے تھوک دیجئے۔

تنکے سے دانت کا خلال کرنا

[1] ہیثمی، علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، سعودی عرب، دار المنہاج، 2015، ج5، ص23، رقم الحدیث: 7923

- کھانے سے فراغت کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور دعا پڑھنا مسنون ہے۔

دعا یہ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا الْمُسْلِمِیْنَ

اللہ پاک کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

- میزبان کیلئے دعا کیجئے۔

دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِی وَاسْقِ مَنْ سَقَانِی

اے اللہ پاک! اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھے پلایا۔

- کھانا کھانے کے بعد سورہ اخلاص اور سورہ قریش پڑھئے۔

ان امور سے بچیئے

- دانتوں میں جو کھانا پھنس جائے اسے نِگلئے مت بلکہ خلال وغیرہ کے ذریعے سے نکال دیجئے۔

بہتر یہ ہے کہ خلال نیم کی لکڑی کا ہو کہ اس کی تلخی سے منہ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑھوں کے لئے مفید ہوتی ہے۔

- خلال کرتے وقت منہ کے آگے دوسرا ہاتھ یا آڑ کرلی جائے تاکہ سامنے والے کو کراہیت نہ ہو۔
- ہاتھ پر تیل یا سالن وغیرہ کی چکنائی ہو تو اس کو دیوار یا بستر کی چادر یا قمیض سے صاف نہ کیجئے کہ اس سے ان چیزوں کے بھی آلودہ ہونے کا قوی امکان ہے۔

کھانے کے عمومی آداب

- دستر خوان پر بیٹھتے وقت دیگر شرکاء کا لحاظ کیجئے۔

کوشش کیجئے بڑے، بزرگ، عالم، والدین، بڑے بھائی بہن یا کوئی بھی جو علم و عمر میں بڑا ہو، اسے پہلے شروع کرنے کا عرض کیجئے اور خود انتظار کیجئے۔

- بعض اوقات ایک پلیٹ میں کسی کے ساتھ کھانا پڑتا ہے تو پلیٹ میں کھانے کی مقدار اپنے ساتھی سے پوچھ کر ڈال لیجئے۔
- کھانا اطمینان کے ساتھ کھایئے۔
- کھانے میں اگر گوشت ہو تو ہڈیوں کے لئے ایک علیحدہ پلیٹ ضرور رکھئے۔
- کھانے کے دوران اگر کھانسی یا چھینک آئے تو کھانے سے منہ ہٹا کر اور منہ پر رومال رکھ کر کھانسی کیجئے۔
- اگر کوئی مروتاً آپ کو چائے، کافی یا کولڈ ڈرنک کی دعوت دے تو وہ اختیار کیجئے جس میں دعوت دینے والے کی سہولت ہو۔
- ایسا کھانا جو مزیدار ہو اور قلیل مقدار میں ہو تو کوشش کیجئے کہ تھوڑا لیجئے کہ باقی بھی اس سے لطف اندوز ہوسکیں۔

نوٹ: ایسا نہ کیجئے کہ آپ اپنی پلیٹ میں زیادہ بھر لیں اور دوسرے کے لئے اس کی مقدار ناکافی ہو جائے۔

- گلاس میں اتنا پانی ڈالئے جتنی پیاس محسوس ہو تاکہ گلاس میں پانی نہ بچے۔
- اگر آپ کھانا کھا چکے ہیں اور مزید بھوک نہیں رکھتے مگر کوئی آپ سے کچھ نہ کچھ کھانے کا اصرار کرے تو بالکل منع کرنے کی بجائے کھانا موجود ہو تو آہستہ آہستہ کھانا شروع کر دیجئے۔
- کسی ضرورت کے لئے اٹھتے ہوئے اجازت لے کر اٹھئے، مثلاً یوں کہیں ”معافی چاہتا ہوں، کچھ دیر میں حاضر ہوتا ہوں“ ”آپ کھانا جاری رکھئے، میں کچھ دیر میں شامل ہوتا ہوں“۔
- جب بات کرنی ہو تو پہلے لقمہ ختم کیجئے سوائے اس کے کہ دو چند الفاظ کہنے ہوں۔

کھانے سے منہ ہٹا کر اور منہ پر رومال رکھ کر کھانسنا

پلیٹ کھانے سے بھری ہوئی اور ڈش خالی

- گلاس کے ذریعے پانی پینے سے پہلے کھانے سے اپنا منہ خالی کرلیجئے۔
- کوئی برتن زمین پر گر جائے تو ان کو اٹھالیجئے اور ویٹر / میزبان سے دوسرا طلب کیجئے۔
- ایک وقت میں ایک ہی چیز اپنے استعمال میں لائیں۔
- کچھ پینے لگیں تو کانٹا، چھری یا چمچ وغیرہ پلیٹ میں رکھ دیجئے۔
- کسی معزز شخصیت کو کھانے پر مدعو کیا جائے تو چاہیے کہ میزبان پہلے موجود ہو اور آنے والے مہمانوں کو حسب مرتبہ ان کی جگہوں پر بٹھائے۔
- ایسا کھانا سامنے آجائے جو آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تو منع کرنے کی بجائے تھوڑا سا اپنی پلیٹ میں ڈال کر ایک یا دو نوالے لے کر چکھ لیجئے اگر پسند آجائے تو کھالیجئے وگرنہ معذرت کر لیجئے یا خاموشی سے چھوڑ دیجئے۔
- نیا کھانا ہو تو کھانے کا طریقہ معلوم کرلیجئے۔
- اپنے دستر خوان کو ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور دھو لیجئے تاکہ اس کا میل وغیرہ نکل جائے۔
- اگر کسی ساتھی کے چہرے پر کھانے کا کوئی ذرہ نظر آئے تو اسے اشارے سے آگاہ کر دیجئے۔

ان امور سے بچئے

- کھانا چباتے وقت اپنی آواز پیدا نہ ہونے دیجئے۔
- ایک پلیٹ میں کھاتے وقت پہلے کھانا چھوڑ کر نہیں اٹھنا چاہیے بالخصوص جب کہ آپ کا ساتھی آپ سے علم و عمر میں بڑا ہو۔
- نہ ہی اتنا آہستہ کھائیے جس سے دوسروں کو انتظار کرنا پڑے اور نہ ہی اتنا تیز کہ دوسروں سے بہت پہلے فارغ ہو جائیں۔

نوٹ: تیز کھانے سے دیکھنے والا آپ کو کھانے کا حریص بھی سمجھ سکتا ہے اور یہ صحت کیلئے بھی اچھا نہیں ہے کہ دانتوں کا کام آنتوں سے مت لیجئے۔

- جو کھانے کانٹے(Fork)وغیرہ سے کھائے جاتے ہیں انہیں چمچ سے نہ کھایئے جیسے نوڈلز(Noodles)۔
- کوشش کیجئے کہ ہاتھ سے کھاتے وقت انگلیاں زیادہ آلودہ نہ ہوں۔
- کھاتے وقت دوسروں کے لقموں کو مت دیکھیں نہ ہی کسی کے کھانے کی مقدار نوٹ کیجئے۔
- دستر خوان کو ہرگز نہ پھلانگئے بالخصوص جس وقت کھانا رکھا ہو، اگر دوسری طرف جانا ہو تو دستر خوان کے کنارے سے جایئے۔
- کھانے کو انتظار نہ کروایئے بلکہ جب کھانا آجائے تو فوراً دستر خوان پر بیٹھ جایئے۔
- کھانا کھانے کے دوران ان کاموں سے بچیں جنہیں لوگ ناپسند کریں۔

نوٹ: بعض اوقات کچھ لوگ معروف طریقے سے ہٹ کر کچھ کھانا پسند کرتے ہیں جو بعض اوقات دوسروں کی تنفیر کا سبب بنتا ہے، مثلاً میٹھے چاولوں پر سالن ڈالنا، سالن والی پلیٹ میں آئس کریم ڈالنا اور نمکین اور میٹھے کا ایک ساتھ لطف لینا وغیرہ۔

اس طرح نفیس طبیعت کے لوگ آپ کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس انداز کو پسند نہیں کرتے اس سے احتیاط چاہئے اور جہاں ایسا عرف ہو وہاں حرج نہیں۔

- کھانے کے دوران ناپسندیدہ حرکات سے گریز کیجئے، جیسے ناک یا کان میں انگلی مارنا، منہ کھول کر گوشت کے ریشے نکالنا اور سب کے سامنے پھینک دینا۔
- دستر خوان میسر ہوتے ہوئے بغیر دستر خوان کے مت کھایئے۔
- کھانے کے دوران کسی کا چمچ جوٹھا نہ کیجئے۔

ممکن ہے کہ وہ دوبارہ چمچ استعمال کرنے پر آمادہ نہ ہو اگرچہ آپ خود اس میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے ہوں مگر دوسروں کو آزمائش میں نہ ڈالئے۔ اگر دوسرا چمچ میسر ہو تو اسے استعمال کیجئے اگرچہ ایک ہی لقمہ کھانا ہو اور اگر دوسرا چمچ میسر نہیں تو اپنے ساتھی کے اختتام کا انتظار کیجئے تاکہ اسے جوٹھا چمچ استعمال نہ کرنا

پڑے نیز جوس کے اسٹرا میں بھی یہی احتیاط کیجئے۔

نوٹ: یہ باتیں لوگوں کے مزاج اور عرف کے پیش نظر ہیں ورنہ بلاشبہ مومن بھائی کا جوٹھا کھانا عاجزی پیدا کرتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں مگر بعض اوقات دوسرے لوگ جو اس بات کو ناپسند کرتے ہیں آپ کے ساتھ کھانا کھانے میں کترائیں گے۔

- بغیر دعوت کے کسی کے کھانے میں شریک نہ ہوں اور اگر کوئی اصرار کرے تو کھانے کی مقدار کا لحاظ کرتے ہوئے کھایئے اگر کھانا ایک فرد کیلئے ہو تو کوشش کیجئے کہ تھوڑا سا کھایئے باقی صاحبِ طعام کے لئے چھوڑ دیجئے اگر کھانا زیادہ مقدار میں ہو تو زیادہ کھانے میں حرج نہیں۔
- کھانے میں عیب مت نکالیے اگر پسند نہ ہو تو چھوڑ دیجئے۔
- اپنی پلیٹ سے کھانا ختم ہو جائے تو دوسرے کی پلیٹ سے شروع نہ کر دیجئے۔
- چائے، سوپ یا گرم چیز پیتے وقت "سڑ سڑ" کی آواز پیدا مت ہونے دیجئے۔
- جوس، کولڈ ڈرنک اگر پائپ سے پی رہے ہیں تو ختم ہو جانے پر خالی بوتل یا جوس میں پائپ سے بوتل، جوس کھینچنے پر آواز پیدا نہ کیجئے۔
- چائے کے اندر چینی مکس کرنے کیلئے چمچ گھماتے وقت آواز پیدا نہ کیجئے۔
- دستر خوان پر موبائل مت استعمال کیجئے، بہتر ہے کہ دستر خوان پر موجود شرکاء سے گفتگو کیجئے۔
- کھانے کی ٹیبل یا دستر خوان پر اپنے کندھے کھانے پر بالکل نہ جھکائیے کہ حرص کا شائبہ ہو اور نہ ہی بالکل پیچھے کی جانب کھینچ لیجئے کہ ایسا محسوس ہو کہ آپ کھانے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔
- بار بار کسی ویٹر / میزبان کو زحمت دینے سے گریز کیجئے۔
- اگر کسی کے گھر آپ مدعو ہوں وہاں برتن پراگندہ محسوس ہوں یا ان میں کچھ نظر آئے تو میزبان کو شرمندہ نہ کیجئے۔
- کھانا کھاتے وقت چمچ کی آواز پیدا نہ ہونے دیجئے، جیسے چاول کھاتے وقت یا چائے میں چینی ہلاتے وقت۔

کھانا آگے تقسیم کرنے کے آداب (Passing Food Etiquette)

- کھانا اپنی دائیں جانب سے تقسیم کرنا شروع کیجئے۔
- اگر روٹی پیش کرنا ہو تو بہتر ہے کہ اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔
- ہاٹ پاٹ سے روٹی نکالنے کے بعد ہاتھ میں دینے کی بجائے پلیٹ میں رکھ کر پیش کیجئے۔
- کھانے کا برتن ہاتھ میں دینے کی بجائے سامنے رکھ دیجئے تاکہ گرنے کا امکان کم ہو جائے۔
- جب بھی کسی سے کھانا طلب کیجئے تو ساتھ معذرت اور شکریہ کے الفاظ بھی استعمال کیجئے معذرت اس لئے کہ وہ آپ کے لئے اپنا کھانا روک رہا ہے اور شکریہ اس لئے کہ وہ آپ کی مدد کر رہا ہے۔

دائیں ہاتھ سے کھانا تقسیم کرنا

ان امور سے بچیئے

- پوری روٹی یا بڑا پیس ہاتھ میں نہ اٹھایئے بلکہ لقمہ توڑ کر بقیہ روٹی وہیں رکھ دیجئے۔

نوٹ: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پوری روٹی اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں اور پھر نوالہ نوالہ توڑ کر کھاتے ہیں یہ اچھا طریقہ نہیں ہے کہ اس سے کھانے کی حرص محسوس ہوتی ہے۔

- جب کوئی کھانا کسی کے آگے پیش کیجئے تو بہتر یہ ہے کہ ساتھ والے فرد کو کراس نہ کیا جائے بلکہ آپ اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو منتقل کیجئے اور وہ شخص آگے فرد کو منتقل کر دے اس سے کھانا پکڑنے اور پکڑانے والے کو آسانی ہوگی اور کسی دوسرے فرد پر کھانا گرنے کا امکان بھی کم ہو جائے گا۔

کھانے کے دوران استعمال ہونے والی اشیا

گلاس(Glass)کے آداب

- پانی کا گلاس دیتے وقت یا تو کسی پلیٹ وغیرہ پر رکھ کر پیش کیجیے یا اپنی ہتھیلی پر رکھ کر پیش کیجیے۔
- اگر ہتھیلی پر رکھ کر دیں تو بالکل نیچے سے ہلکی سی سپورٹ اپنے دوسرے ہاتھ سے دیجیے۔
- گلاس کو ہاتھ میں پکڑانے کی بجائے سامنے رکھئے۔

پانی کا گلاس ہتھیلی میں رکھ کر دینا

ان امور سے بچیے

- پانی کے گلاس کو کناروں یا اطراف سے مت پکڑیئے۔
- گلاس کو اوپر کناروں تک نہ بھریئے۔

کپ(Cup)کے آداب

- اگر کپ کسی پلیٹ(perch)یا ٹرے(Trey)میں رکھا ہو تو کپ کا ہینڈل سامنے والے کی طرف رکھئے۔
- اگر کوئی پلیٹ(perch)یا ٹرے(Trey)نہیں ہے تو ہاتھ میں پکڑانے کی بجائے سامنے رکھا جائے۔
- اگر ٹیبل(Table)پر رکھنا ہو تو(Table Mat)پر رکھئے تاکہ(Table)پر نشان نہ پڑیں۔
- اگر(Table Mat)نہ ہو تو ٹشو(Tissue)رکھ دیجیے تاکہ ٹیبل(Table)محفوظ رہے۔
- چائے یا کافی اگر پلیٹ وغیرہ میں گر جائے تو اسے تبدیل کر لیا جائے۔

چمچ(Spoon)کے آداب

- چھری یا کانٹے کی نوکیلی جانب اپنی جانب رکھئے اور درمیان سے پکڑ کر پیش کر دیجیے یا سامنے رکھ دیجیے۔
- اگر سٹینڈ موجود ہو تو وہ آگے کر دیجیے اور اگر پلیٹ ہو تو اس میں رکھ کر دے دیجیے۔

دسترخوان پر دیگر لوگوں کی موجودگی میں موبائل استعمال کرنا

میلا دسترخوان

گلاس میں پانی اوپر تک بھرنا

دسواں باب

پینے کے آداب

(Etiquette of drinking)

قرآن پاک سے پانی پینے کی اہمیت

پانی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر آدمی کا زندہ رہنا مشکل ہے۔پانی کی قدر و قیمت وہاں معلوم ہوتی ہے جہاں پانی نہیں ملتا۔پانی ہر ایک استعمال کرتا ہے، اگر ہم سنت طریقہ کے مطابق پانی کا استعمال کریں تو اس کا استعمال بھی ثواب سے خالی نہ ہو گا۔ قرآن پاک میں بھی پانی کی اہمیت و افادیت کو بیان کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن پاک کی سورہ بقرہ کی آیت 60 میں ہے:

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اللہ کا رزق کھاؤ اور پیو۔

نیز سورہ اعراف آیت نمبر 31 میں فرمایا:

﴿وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ﴾[2]

ترجمۂ کنز العرفان: اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔

احادیث مبارکہ سے پانی پینے کی اہمیت

پیارے نبی صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ[3] تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر پانی نہ پیے اور اگر کوئی شخص بھول جائے تو وہ قے کر لے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوَ الْبَارِدَ[4] رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کو میٹھا اور ٹھنڈا مشروب بہت پسند تھا۔

---

[1] سورۃ البقرۃ، 2: 60

[2] سورۃ الاعراف، 7: 31

[3] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب کراہیۃ الشرب قائما، رقم الحدیث: 2026

[4] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، آبواب الاشربۃ، باب ماجاء ای الشراب... الخ، رقم الحدیث: 1895

اقوال بزرگان دین

منقول ہے، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ برتن میں سانس لینے کے حوالے سے فرماتے ہیں: برتن میں سانس لینا جانوروں کا کام ہے نیز سانس کبھی زہریلی ہوتی ہے اس لئے برتن سے الگ منہ کرکے سانس لو (یعنی سانس لیتے وقت گلاس منہ سے ہٹالو) گرم دودھ یا چائے کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہر و اور ٹھنڈی ہو جائے تو پھر پیو، البتہ درود پاک وغیرہ پڑھ کر بہ نیت شفا پانی پر دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[1]

پانی پینے کے آداب

- پانی پینے سے پہلے برتن کو اچھی طرح صاف کر لیجئے۔
- پانی پینے سے پہلے "بِسۡمِ اللّٰہِ" اور فارغ ہونے کے بعد "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ" کہہ لیجئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بِسۡمِ اللّٰہِ" پڑھ کر پینا شروع کرے، پہلی سانس کے آخر میں "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ" دوسری کے بعد "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ" اور تیسری سانس کے بعد "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" پڑھ لیجئے کہ یہ ایک اچھا کام ہے۔

- پانی تین سانس میں پیجئے۔
- پانی چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے کر پیجئے۔
- پانی بیٹھ کر سیدھے ہاتھ سے پیجئے۔
- پانی دیکھ کر پیجئے کہ اس میں کوئی نقصان دینے والی چیز تو نہیں۔

ان امور سے بچیے

- پانی کو اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں نہ پیجئے۔
- بڑے بڑے گھونٹ نہ پئیں کہ یہ بیماری کا سبب ہے۔

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 17

- پانی پیتے وقت برتن میں سانس نہ لیجئے اور نہ ہی پھونک ماریئے البتہ پھونک مارنے کی حاجت ہو تو "بِسْمِ اللّٰہِ" یا درود پاک پڑھ کر پھونک ماریں۔
- گلاس میں بچے ہوئے مسلمان کے پانی کو قابل استعمال ہونے کے باوجود پھینکنا درست نہیں۔ پسندیدہ مشروبات میں سے اہم مشروب مختلف علاقوں کے اعتبار سے چائے، کافی اور قہوہ ہیں۔ ان مشروبات کے پیتے وقت بھی آداب کا بھرپور خیال رکھنا چاہیئے کہ بسا اوقات ان کے پینے کے آداب کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے مہذب لوگوں میں آپ کی شخصیت کا وقار کم ہو سکتا ہے۔

چائے پینے کے آداب

- کپ پکڑتے وقت اپنے انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کا استعمال کیجئے، ساتھ درمیانی انگلی کا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے چھنگلیا اور اسکے ساتھ والی انگلی کو نیچے رکھئے۔
- اگر ٹیبل پر چائے پی رہے ہیں تو چائے کا کپ اٹھاتے وقت پرچ (Saucer) کو ٹیبل پر رہنے دیجئے اور ایک گھونٹ (Sip) لے کر چائے واپس اسی پرچ (Saucer) پر رکھ دیجئے۔
- چائے کا گھونٹ (Sip) لیتے وقت آپ کی نظر اپنے کپ میں ہونی چاہیے۔
- اگر ٹی بیگ والی چائے استعمال کرنی ہو تو حسب منشا ٹی بیگ چائے میں حل کر لینے کے بعد نکال کر کسی پلیٹ میں رکھ دیجئے۔
- کافی یا چائے میں میٹھا ڈالنے سے پہلے اس کا میٹھا چیک کر لیجئے۔

چائے کا کپ پکڑنے کا طریقہ

موبائل استعمال کرتے ہوئے چائے پینا

ان امور سے بچئے

- چائے پیتے وقت پرچ (Saucer) ہاتھ میں نہ پکڑیئے۔
- چائے پیتے وقت دائیں بائیں نہ دیکھئے۔
- بسکٹ یا کیک وغیرہ دوران محفل چائے میں مت ڈبویئے کہ یہ روایتی آداب (Formal manners) کے خلاف ہے، ہاں! اگر آپ تنہا ہیں تو ایسا کرنے میں حرج نہیں۔
- چمچ کو چائے کے کپ میں بالکل نہ چھوڑیئے بلکہ چینی مکس کرکے واپس پرچ (Saucer) میں کپ کے دائیں جانب رکھ دیجئے۔
- چائے کے اوپر جو بالائی کی تہہ جم جاتی ہے اسے ہاتھ سے اٹھا کر کپ کے کنارے میں نہ چپکایئے بلکہ چمچ سے نکال کر پلیٹ میں رکھ دیجئے۔
- جس چمچ سے چینی ڈالی جائے اس چمچ کو چینی حل کرنے کیلئے استعمال نہ کیا جائے۔
- چائے، کافی یا اس طرح کے گرم مشروبات (Hot Beverage) پیتے وقت آواز پیدا نہ ہونے دیجئے۔
- کپ کو اس کے (Handle) سے ہی پکڑیئے اور یہ پوزیشن نہ بنایئے کہ ایسا لگے پورے ہاتھ سے کپ پکڑا ہوا ہے۔
- چائے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پھونک (blow) مت ماریئے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیجئے پھر پیجئے۔
- چائے کو دوران محفل پرچ (saucer) میں ڈال کر نہ پیجئے۔

سیدھے ہاتھ میں کپ اور الٹے میں پرچ پکڑنا

کسی کو چائے کا کپ دینے کا غلط طریقہ

گیارہواں باب

اٹھنے بیٹھنے اور چلنے کے آداب

(Manners Of sitting standing and walking)

قرآن پاک سے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے کی اہمیت

چلنے کے آداب بیان کرتے ہوئے قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالی نے سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 37 میں ارشاد فرمایا: وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ [1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور زمین میں اتراتے ہوئے نہ چل بیشک تو ہرگز نہ زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو پہنچ جائے گا۔

احادیث مبارکہ سے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے کی اہمیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حلیہ مبارکہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: إِذَا مَشٰی تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِی صَبَبٍ [2] جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چلتے تو طاقت سے پاؤں اٹھاتے گویا آپ اونچائی سے نیچے آرہے ہیں۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: چلنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ شروع میں 15 منٹ تیز تیز قدم، پھر 15 منٹ درمیانہ، آخر میں 15 منٹ پھر تیز تیز چلیے، اس طرح چلنے سے سارے جسم کو ورزش ملے گی، نظام انہضام درست رہے گا، ریح (GAS)، قبض، موٹاپا، دل کے امراض اور دیگر کئی بیماریوں سے بھی ان شاءاللہ حفاظت ہوگی۔ [3]

اٹھنے بیٹھنے اور چلنے کے آداب

- عبادت پر قوت حاصل کرنے کی نیت سے حتی الامکان روزانہ 45 منٹ پیدل چلیے۔
- پیدل چلتے وقت درمیانی رفتار سے چلیے۔
- چلتے وقت نظریں نیچے کئے ہوئے عاجزی کے ساتھ باوقار طریقے سے چلیے۔
- دو افراد پیدل چل رہے ہوں تو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیجئے کہ یہ سنت مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی ہے۔

[1] سورۃ بنی اسرائیل، 37:17

[2] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، شمائل ترمذی، باب فی مشیۃ رسول اللہ، رقم الحدیث: 118

[3] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 18

- بیٹھنے کا سب سے احسن طریقہ وہ ہے کہ جس میں منہ قبلہ کی جانب ہو، البتہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ ہو یا درس و تبلیغ کا تو مدرس و مبلغ کی پیٹھ کا قبلہ رخ ہونا سنت ہے تاکہ سننے والوں اور دیکھنے والوں کا منہ قبلہ کی جانب ہو۔
- زمین وغیرہ پر بیٹھنا ہو تو حالت احتبا میں بیٹھیے، لیکن جب بھی اس صورت میں بیٹھیں تو پردہ کا خاص اہتمام کیجیے۔

"احتبا" یہ ہے کہ آدمی سرین کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں (Calves) کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے لے۔

یاد رہے کہ اس کے علاوہ دیگر طریقوں مثلاً دو زانو یا چار زانو بیٹھنا بھی جائز اور آقا کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی سنت ہے۔

- جب چند افراد مل کر بیٹھیں تو جگہ میں وسعت پیدا کرنی چاہیے تاکہ آنے والوں کے لئے آسانی ہو جائے۔
- سردی و گرمی وغیرہ کے موسم میں جب دھوپ یا سایہ میں بیٹھیں تو اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ آپ کا مکمل جسم یا تو دھوپ میں ہو یا سائے میں۔
- زمین پر بیٹھیں تو جوتے اتار کر بیٹھیے۔
- جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جایئے۔
- مجلس میں کسی سے بات کرنی ہو تو اس کی طرف متوجہ ہو کر بات کیجیے۔

زمین پر جوتے پہن کر بیٹھنا

آدھے دھوپ اور آدھے چھاؤں میں بیٹھنا

- مجلس کے اختتام پر یہ دعا پڑھئے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

اے اللہ! تیری ذات پاک ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

ان امور سے بچئے

- بیماروں کی طرح نہ چلئے۔
- ننگے پاؤں نہ چلئے۔
- چلتے وقت بار بار پیچھے مڑ کر نہ دیکھئے۔
- لوگوں کو دکھانے کے لئے اکڑ کر، گریبان کھول کر یا ہاتھوں اور گلے میں ناجائز قسم کی دھات (Metal) کی چین وغیرہ پہن کر نہ چلئے۔
- چلنے یا سیڑھی چڑھنے اترنے میں یہ احتیاط کیجئے کہ جوتوں کی آواز پیدا نہ ہو۔
- چلتے وقت متکبرانہ انداز اختیار کرنے سے بچئے۔

متکبرانہ انداز کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ گلے میں سونے یا کسی دھات کی چین ڈالی ہو اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گریبان کھول کر اکڑتے ہوئے چلنا۔ یہ طریقہ احمقوں، مغروروں اور فاسقوں کا ہے اور گلے میں سونے کی چین پہننا مرد کے لئے حرام اور دیگر دھات (Metal) کی ناجائز ہے۔

ننگے پاؤں چلنا

گلے میں سونے کی چین اور گریبان کھلا ہونا

- جہاں چند افراد مل کر بیٹھے ہوں تو کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلائیے۔
- دو آدمیوں کے درمیان بغیر اجازت نہ بیٹھئے۔
- دو آدمیوں کی باہمی گفتگو کو کان لگا کر نہ سنئے۔
- کسی آدمی کو اُٹھا کر اُس کی جگہ نہ بیٹھئے۔
- پیر صاحب یا استاد صاحب کی جگہ پر ان کی غیر موجودگی میں بھی نہ بیٹھئے۔
- جہاں چند افراد بیٹھے ہوں تو لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر نہ گزریئے۔
- دھوپ اور سائے کے درمیان نہ بیٹھئے کہ آدھا جسم سائے میں ہو اور آدھا دھوپ میں۔
- اہل مجلس میں سے کسی کو حقیر (کمتر اور ذلیل) نہ جانئے۔

دوسرے کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا

بارہواں باب

سلام کے آداب

(Etiquette of greeting)

قرآن پاک سے سلام کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ انعام آیت نمبر 54 میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور جب آپ کی بارگاہ میں وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ: ”تم پر سلام“۔

اسی طرح سورہ یونس آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا:

﴿دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ﴾[2]

ترجمۂ کنز العرفان: ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اے اللہ! تو پاک ہے اور جنت میں ان کی ملاقات کا پہلا بول ”سلام“ ہوگا۔

احادیث مبارکہ سے سلام کی اہمیت

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: سلام میں پہل کرنے والے پر 90 رحمتیں اور جواب دینے والے پر 10 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔[3]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ اے لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور رات میں جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو نماز ادا کرو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔[4]

دونوں ہاتھوں سے سلام و مصافحہ کرنا

[1] سورۃ الانعام، 54:6

[2] سورۃ یونس، 10:10

[3] البزار، أبو بكر أحمد البزار، مسند البزار، مسند عمر بن خطاب، ومما روی ابو عثمان النهدی...الخ، رقم الحدیث: 308

[4] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، باب فی القیامۃ، رقم الحدیث: 2485

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: دن میں کتنی ہی بار آمنا سامنا ہو، کسی کمرے میں بار بار ہی جانا کیوں نہ ہو وہاں موجود مسلمانوں کو ہر بار سلام کرنا کارِ ثواب ہے۔[1]

سلام کرنے کے آداب

- سلام کرتے وقت نیت یہ کیجئے کہ جس کو سلام کر رہا ہوں اس کی جان، مال، عزت و آبرو کا میں محافظ ہوں۔
- سلام میں پہل کیجئے۔
- گفتگو شروع کرنے سے پہلے سلام کیجئے۔
- کوشش کر کے سلام کہنے والے کے الفاظ سے بہتر یا کم از کم انہی الفاظ کے ساتھ سلام کا جواب دیجئے۔
- امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: کم از کم "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" اور اس سے بہتر "وَرَحْمَةُ اللهِ" ملانا اور سب سے بہتر "وَبَرَکَاتُہٗ" شامل کرنا ہے اور اس پر زیادت نہیں۔[2]
- سلام کرنے والے کا جواب فوراً اور اتنی آواز سے دیجئے کہ سلام کرنے والا سن لے۔
- چھوٹے بڑوں کو، گزرنے والے بیٹھے ہوؤں کو اور کم افراد، زیادہ افراد کو سلام کریں۔
- سلام اور اس کا جواب درست تلفظ کے ساتھ ادا کیجئے۔
- بچوں کو سلام کیجئے۔
- کسی مجلس سے جدا ہوتے وقت مجلس والوں کو سلام کیجئے۔

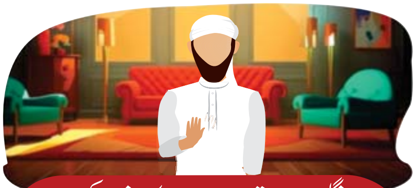

انگلیوں یا ہاتھ سے سلام کا اشارہ کرنا

ان امور سے بچئے

- غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے انگلیوں اور ہاتھ سے سلام کا اشارہ نہ کیجئے۔

بعض لوگ سلام کے الفاظ کے ساتھ "جنت المقام و دوزخ الحرام" کے الفاظ زیادہ کرتے ہیں اور بعض تو نعوذ باللہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ آپ کے بچے ہمارے غلام۔ یہ سب طریقے غلط اور غیر مہذب تصور کئے جاتے ہیں۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 31

[2] بریلوی، احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، ج 22، ص 409

تیرھواں باب

ہاتھ ملانے/ملاقات کے آداب

(Etiquette of Handshake /Meeting)

احادیث مبارکہ سے مصافحہ / ملاقات کی اہمیت

فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا[1] جو کوئی دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی انھیں بخش دیا جاتا ہے۔

نیز فرمایا: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَاهُمَا، كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ[2] جب ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے ملتے ہوئے اسے سلام کرتا ہے، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرتا ہے، تو ان دونوں کی خطائیں اس طرح جھڑ جاتی ہیں، جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: آپس میں ہاتھ ملانے سے محبت بڑھتی، دشمنی دور ہوتی ہے اور گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔[3]

مصافحہ و ملاقات کے آداب

- ملاقات کے لئے آنے والے کو بغیر شدید مجبوری کے انکار نہ کیجئے۔
- اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ملاقات کیجئے۔
- خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کیجئے۔
- ملاقات کرتے وقت مصافحہ کیجئے (یعنی دونوں ہاتھوں کو ملایئے)۔
- ہاتھ ملاتے وقت سلام بھی کیجئے۔
- اسی طرح رخصت ہوتے وقت سلام بھی کیجئے اور ہاتھ بھی ملایئے۔

[1] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ابواب السلام، باب فی المصافحہ، رقم الحدیث:5212

[2] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، کتاب الحاء، باب حذیفہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:245

[3] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 33

- مصافحہ کرتے وقت درود پاک پڑھ لیجئے کہ یہ مغفرت کا باعث ہے۔
- مصافحہ کرتے وقت دعا بھی کیجئے کہ یہ دعا قبول ہونے کا سبب ہے۔

دعا یہ ہے: یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ

اللہ پاک ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

- جتنی بار ملاقات ہو، ہر بار ہاتھ ملا سکتے ہیں۔

نوٹ: ہاتھ ملانے کے سنت طریقے میں سے یہ بھی ہے کہ ہاتھ ملاتے وقت دونوں ہاتھ خالی ہوں اور ہتھیلی ہتھیلی کے ساتھ ملنی چاہئے۔

ان امور سے بچئے

- ایک ہاتھ سے سلام مت لیجئے یا پھر صرف انگلیوں کو ٹکرا کر سلام نہ لیجئے۔
- غیر محرم مرد و عورت سے ہاتھ نہ ملائیے۔

ایک ہاتھ سے ہاتھ ملانا

ہاتھ میں ٹشو یا رومال وغیرہ ہو اور اسی کے ساتھ ہاتھ ملانا

چودھواں باب

دفتر میں ملاقات کے آداب

(Manners For Meeting In the Office)

دفتر اور اس میں ملاقات کرنے کے آداب

دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے ہر انسان کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے۔ ایک کاروبار کرتا ہے تو دوسرا کسی کمپنی، کارخانے یا کسی ادارے میں ملازمت کرتا ہے۔ یہ روزگار کے سلسلے ہیں۔ البتہ ہر جگہ کام کرنے کے ایسے آداب ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جن میں سے چند ایک آداب یہ ہیں۔

- پہلے سے موجود افراد کو چاہئے کہ وہ نئے آنے والے افراد کو کام کی جگہ کے آداب سے آگاہ کریں۔
- ہر فرد کو چاہئے کہ دوسروں کی عزت کرے اس سے دفتر کا ماحول اچھا رہے گا۔
- ہر فرد کو چاہئے کہ دفتر ٹائمنگ کی پابندی کرے۔
- دفتر میٹنگ میں بروقت شریک ہوں۔
- حتی الامکان دوسروں کی مدد کیجئے۔
- دفتر میں ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آیئے۔
- دفتر میں آنے والوں کا مسکراتے چہرے کے ساتھ استقبال کیجئے۔
- اپنا روز کا کام روز مکمل کیجئے۔
- دوسروں کے ساتھ گھل مل کر رہئے اور مشترک کاموں میں شرکت کیجئے۔
- ملاقات کے لئے آنے والے کو چاہئے کہ کام کرنے والے کے کام کا خیال رکھے۔
- کام کرنے والے کو بھی چاہئے کہ ملاقات کے لئے آنے والے کو اتنا وقت دے کہ اس کے کام میں حرج واقع نہ ہو۔

ان امور سے بچئے

- دوران میٹنگ موبائل فون اور لیپ ٹاپ وغیرہ کے استعمال سے گریز کیجئے۔
- دوسروں کے کام میں مداخلت نہ کیجئے۔
- دوسروں کے خطوط / میسجز مت پڑھئے۔
- اپنے ہم کار ساتھیوں میں سے کسی کو کم تر اور کم ذمہ دار تصور نہ کیجئے۔
- سب کے سامنے دوسروں کو تنقید کا نشانہ نہ بنایئے۔
- دفتر میں موبائل فون کے بکثرت استعمال سے پرہیز کیجئے۔
- ملاقات کے لئے آنے والے افراد دفتر کی کوئی بھی چیز (مثلاً قلم، پیپر اور پرنٹر وغیرہ) استعمال نہ کریں۔ یہ شرعاً اور اخلاقاً دونوں طرح درست نہیں۔

پندرہواں باب

گھر، کمرے اور کلاس روم میں آنے جانے کے آداب

(Etiquette of entering and leaving the house & room & Class room)

قرآن پاک سے گھر اور کمرے میں آنے جانے کی اہمیت

قرآن پاک کی سورہ نور آیت نمبر 27 میں اللہ پاک نے گھر میں داخلے کے آداب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان میں رہنے والوں پر سلام نہ کرلو۔

نیز اسی سورہ کی آیت نمبر 61 میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةًؕ ﴾[2]

ترجمۂ کنزالعرفان: پھر جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو، (یہ) ملتے وقت کی اچھی دعا ہے، اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ (کلمہ ہے)

احادیث مبارکہ سے گھر اور کمرے میں آنے جانے کی اہمیت

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَھْلِهِ، وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَهُ بِسَلَامٍ[3] جب تم گھروں میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب نکلو تو گھر والوں کو سلام کہہ کر جدا ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، تَمْنَعَانِكَ مَخْرَجَ السُّوْءِ[4] جب تم اپنے گھر سے نکلو تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو، یہ دو رکعت تجھے برائی کے نکلنے کی جگہ سے بچائیں گی۔

---

[1] سورۃ النور، 27:24

[2] سورۃ النور، 61:24

[3] بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، باب مقاربۃ من اہل الدین وافشاء السلام، فصل فی سلام من دخل بیتہ، رقم الحدیث: 8359

[4] بزار، ابوبکر احمد بن عمرو، مسند البزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، رقم الحدیث: 8567

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: گھر سے باہر نکلتے وقت دعا پڑھنے کی برکت سے سیدھی راہ پر رہیں گے، آفتوں سے حفاظت ہوگی اور اللہ پاک کی مدد شاملِ حال یعنی ساتھ رہے گی۔[1]

گھر میں داخل ہوتے وقت سیدھا پاؤں داخل کرنا

گھر اور کمرے میں آنے جانے کے آداب

- گھر یا کمرے میں داخل ہوں یا باہر نکلیں تو بِسمِ اللہ پڑھ لیجئے۔
- گھر یا کمرے میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں (Right Foot) رکھئے۔
- گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُکَ خَیۡرَ الۡمَوۡلَجِ وَخَیۡرَ الۡمَخۡرَجِ، بِسۡمِ اللّٰہِ وَلَجۡنَا وَبِسۡمِ اللّٰہِ خَرَجۡنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلۡنَا

اے اللہ پاک! میں تجھ سے داخل ہونے کی اور نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں، اللہ پاک کے نام سے ہم (گھر میں) داخل ہوئے اور اسی کے نام سے باہر آئے اور اپنے رب اللہ پاک پر ہم نے بھروسا کیا۔

- گھر یا کمرے میں داخل ہوتے وقت موجود افراد کو سلام کیجئے، خواہ وہ آپ سے چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں۔
- گھر میں داخل ہو کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں سلام پیش کیجئے (بالخصوص جب گھر میں کوئی نہ ہو) پھر سورہ اخلاص کی تلاوت کیجئے۔ ان شاء اللہ رزق میں برکت ہوگی اور پریشانیاں دور ہوں گی۔
- کسی کے گھر، کمرے یا آفس جائیں تو سلام کہہ کر اجازت لیجئے، اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جایئے، نہ ملے تو بخوشی واپس لوٹ آیئے۔

اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ" کہہ کر یہ کہئے: کیا میں اندر آسکتا ہوں؟

- جب گھر پر دستک دیں تو پوچھنے پر کہ کون ہے؟ جواب میں اپنا نام (مثلاً عبد اللہ) بتایئے۔
- دروازے پر دستک دے کر تھوڑا ہٹ کر کھڑے ہوں تاکہ دروازہ کھلتے ہی اندر نظر نہ پڑے۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 11

- کسی کے گھر بطور مہمان جائیے تو کچھ نہ کچھ تحفہ لیتے جائیے کہ میزبان کی خوشی کا سبب ہو گا اور واپسی پر میزبان کے حق میں دعا بھی کیجیے اور شکریہ بھی ادا کیجیے۔
- گھر سے باہر نکلیں تو یہ دعا پڑھئے: بِسۡمِ اللهِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللهِ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللهِ

اللہ کے پاک نام سے، میں نے اللہ پاک پر بھروسا کیا، اللہ پاک کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوت۔

ان امور سے بچئے

- بغیر اجازت کسی کے گھر، آفس یا کمرے میں داخل نہ ہوں۔
- کسی کے دروازے پر دستک دینے کے بعد اندر سے پوچھے جانے پر جواباً "میں ہوں" یا "دروازہ کھولو" نہ کہئے۔
- کسی کے گھر میں مت جھانکئے۔
- کسی کے ہاں بطور مہمان جائیں تو وہاں کسی بھی چیز کے حوالے سے تنقید نہ کیجئے۔

کلاس روم کے آداب

- کلاس میں داخل ہونے اور باہر جانے کے لئے اجازت لیجئے۔
- اجازت لینے کے لئے مہذب (یعنی بہترین اور اچھے) الفاظ کا انتخاب کیجئے۔
- کلاس میں مکمل متوجہ (Full attention) ہو کر بیٹھئے۔
- کلاس میں چھینک وغیرہ آئے یا زکام وغیرہ ہو تو صاف کرنے کے لئے اپنے پاس رومال یا ٹشو لازمی رکھئے۔

چھینک آئے تو صاف کرنے کے لیے رومال موجود ہو

کلاس میں مکمل توجہ کے ساتھ بیٹھنا

کسی کے گھر میں جھانکنا

- کلاس میں چھینک آئے تو منہ ایک طرف کو کر لیجئے اور اگر جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیجئے۔
- کلاس میں استاد صاحب یا کوئی بڑا آ جائے تو احتراماً کھڑے ہو جایئے۔
- کاغذ کے ٹکڑے یا پھلوں کے چھلکے اور ٹافیوں کے ریپر ٹوکری میں ڈالئے۔
- کلاس میں استعمال ہونے والی چیزیں (مثلاً بیگ، کتب اور اسٹیشنری کا سامان وغیرہ) کلاس میں جانے سے پہلے مکمل کر لیجئے تاکہ دوسروں سے مانگنا نہ پڑے۔
- اگر کسی چیز کی ضرورت پیش آ جائے اور وہ آپ کے پاس نہ ہو تو کلاس فیلو سے عاجزی اختیار کرتے ہوئے لے لیجئے اور ضرورت پوری ہونے پر شکریہ کے ساتھ واپس کیجئے۔
- کلاس میں ہر کسی کے ساتھ مہذب انداز سے گفتگو کیجئے۔
- اگر کوئی غلطی ہو جائے تو معافی مانگ لیجئے۔
- کلاس کی اشیا کی حفاظت کیجئے۔

ان امور سے بچئے

- بغیر اجازت کلاس میں نہ داخل ہوں اور نہ ہی باہر نکلئے۔
- کلاس میں سستی کا اظہار کرتے ہوئے انگڑائیاں نہ لیجئے۔
- کلاس میں زوردار آواز میں نہ تو کھانسی کیجئے اور نہ ہی چھینک ماریئے۔
- اپنے کلاس فیلوز اور اساتذہ سے بدتمیزی کے ساتھ بات ہرگز نہ کیجئے۔
- کلاس میں کچرا وغیرہ نہ پھلایئے۔

جماہی آتے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا

ٹوکری میں کلاس کا کچرا جمع کرنا

کلاس میں انگڑائیاں لینا

- کلاس میں کسی سے بھی کوئی چیز نہ مانگئے۔
- کلاس کی کسی بھی چیز کو نقصان نہ پہنچایئے۔
- کلاس میں شور و غل نہ کیجئے۔
- چھٹی کے وقت کلاس سے نکلتے وقت اپنی کوئی بھی چیز کلاس میں چھوڑ کر نہ جایئے۔

کلاس روم میں استعمال ہونے والی اشیا کے آداب

قلم (Pen)

- قلم کا ذکر قرآن پاک میں بطورِ تعظیم ہے لہذا اس کا احترام کیجئے۔
- قلم اگر گر جائے تو اسے اٹھا کر احترام والی جگہ رکھئے یا استعمال میں لے آیئے۔
- قلم جب کسی کو پکڑائیں تو اس کے ہاتھ میں دیجئے۔
- قلم کی نوک والی سائیڈ اپنی طرف کیجئے اور دوسری جانب سامنے والے کی طرف رکھئے۔
- کوئی بزرگ یا معزز شخصیت آپ سے قلم طلب کرے تو اس بات کو یقینی بنایئے کہ قلم ٹھیک طرح سے چل رہا ہو، بعض اوقات آپ احترام میں جلدی کرتے ہیں جبکہ سامنے والا اس سے پریشان ہوتا ہے۔
- کسی دور بیٹھے ہوئے شخص کو قلم دینا ہو تو کسی کے ذریعے اس تک پہنچا دیجئے۔

ان امور سے بچئے

- کسی کو بھی قلم پھینک کر ہرگز مت دیجئے۔
- اگر قلم مزید استعمال میں نہ آسکے تو اسے کوڑے میں مت ڈالئے۔
- قلم سے اپنے سَر یا جسم پر خارش کرنے سے گریز کیجئے۔
- قلم کے ساتھ کھیلنے، ایک دوسرے کو مارنے یا قلم کی سیاہی سے دوسروں کے کپڑے خراب کرنے سے اجتناب کیجئے۔

- قلم کے غلط استعمال مثلاً واش روم وغیرہ میں لکھنے سے اجتناب کیجئے۔

یاد رہے! ہمارے بزرگان دین رحمہم اللہ المبین قلم کی سیاہی صاف کیے بغیر ان ہاتھوں کو لے کر بیت الخلا تک نہ جاتے تھے کہ ہاتھوں پر وہ سیاہی نہ لگی ہو جس سے قرآن و حدیث لکھی جاتی ہے تو سوچیے واش روم میں ایسی تحریریں لکھنا کیسی بے ادبی ہوگی۔

کتاب (Book)

- جب کتاب پکڑائیں تو اس انداز میں دیجئے کہ دیتے وقت کتاب کا تحریری رخ سامنے والے کی طرف ہو۔
- استاد صاحب یا کسی بزرگ کو کتاب کی حاجت ہو تو ممکنہ صورت میں مطلوبہ صفحہ نکال کر پیش کیجئے۔
- کتاب کسی کو بھی دیجئے تو ہمیشہ ہاتھوں میں دیجئے۔
- کسی بڑے یا بزرگ کو کتاب دیجئے تو دونوں ہاتھوں سے پیش کیجئے۔

ان امور سے بچئے

- کتاب کبھی بھی پھینک کر نہ دیجئے۔
- ایک ہاتھ سے کتاب پیش نہ کیجئے۔

ایک ہاتھ سے دوسرے کو کتاب دینا

کسی کے کپڑے خراب کرنا

قلم سے سر کھجانا

سولہواں باب

سونے، جاگنے کے آداب

(Etiquette of Sleeping and waking up)

قرآن پاک سے سونے جاگنے کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق اور حکیم ہے اس نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا اس میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اسی طرح نیند کو بنانے میں بھی کئی حکمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک حکمت جس کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نبا میں بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ نیند کو انسان کے آرام کا ذریعہ بنایا گیا،

چنانچہ ارشاد فرمایا:﴿ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا۔

احادیث مبارکہ سے سونے جاگنے کی اہمیت

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ دائیں کروٹ (Right crotch) پر لیٹتے اور دائیں ہاتھ (Right hand) کو اپنے گال (Cheek) کے نیچے رکھتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی اسی کی ہدایت فرماتے تھے، چنانچہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر پر لیٹنا چاہے تو پہلے اپنے بستر کو جھاڑے، پھر بسم اللہ کہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس (کے اٹھ جانے) کے بعد اس کے بستر پر (مخلوقات میں سے) کون آیا؟ پھر جب لیٹنا چاہے تو اپنی دائیں کروٹ لیٹے اور کہے: میرے پروردگار! تو پاک ہے، میں نے تیرے حکم سے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا اور تیرے ہی حکم سے اسے اٹھاؤں گا، اگر تو نے میری روح کو (اپنے پاس) روک لیا تو اس کی مغفرت کر دینا اور اگر تو نے اسے (واپس) بھیج دیا تو اس کی اسی طرح حفاظت فرمانا جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔[2]

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: سوتے وقت یادِ خدا میں مشغول ہو، تہلیل و تسبیح و تحمید یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا

---

[1] سورۃ النبا، 9:78

[2] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب الدعاء عند النوم، رقم الحدیث: 6892

اللهُ، سُبۡحٰنَ اللهِ اور اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ پڑھے یہاں تک کہ سو جائے، کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا۔[1]

بستر کے آداب

- سونے سے پہلے اپنے بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیجئے تا کہ کوئی موذی کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔
- بستر اس انداز سے بچھائیے کہ آپ کے لئے سنت کے مطابق قبلے کی طرف منہ کر کے سونا ممکن ہو۔
- اپنا تکیہ استعمال کیجئے، اگر کوئی دے تو انکار نہ کیجئے۔
- اگر کسی کا تکیہ استعمال کرنا پڑے تو اس پر اپنی چادر وغیرہ لپیٹ لیجئے تا کہ تکیہ صاف رہے، اور اگر وہ پہلے سے میلا ہو تو اس سے آپ محفوظ رہیں۔

صاف ستھرا بستر

- ہمیشہ صاف تکیہ ہی استعمال میں رکھئے۔
- سونے سے پہلے اپنے تکیے پر ہلکی سے خوشبو لگا لیجئے۔
- اپنے بستر کی چادر ہمیشہ صاف ستھری رکھئے۔

اس کے لئے ایک مفید طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ سفید بستر استعمال کیجئے جس میں چادر بھی سفید ہو اور تکیہ بھی، تا کہ بستر خراب ہونے کی صورت میں واضح طور پر داغ دھبے دکھائی دیں۔

- سونے سے پہلے اپنے بستر اور اس کے آس پاس کے ماحول کا جائزہ لیجئے۔
- سفر میں ضرورت کی اشیاء اپنے سرہانے رکھ کر سوئیے تا کہ رات میں کسی کو جگا کر سوال نہ کرنا پڑے جیسے پانی، ادویات یا دیگر ضروری اشیا۔
- اُٹھنے کے بعد فوراً اپنا بستر تہہ کیجئے یا درست کیجئے۔
- سونے سے پہلے اپنا بستر درست کیجئے۔
- اپنا بستر صاف رکھئے کہ یہ آپ کی طبیعت کی نفاست کی عکاسی کرتا ہے۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 11

ان امور سے بچئے

- ایک مقام پر چند لوگ سو رہے ہوں تو آپ اپنا بستر ایسی جگہ بچھایئے جہاں لیٹنے پر آپ کے پاؤں کسی بڑے کی طرف نہ ہوں۔
- بغیر کسی عذر کے دوسرے کا تکیہ اور چادر استعمال نہ کیجئے۔
- سونے سے پہلے اپنے لباس، اور بستر کو بہت زیادہ تیز خوشبو نہ لگایئے۔
- میلا کچیلا بستر استعمال نہ کیجئے۔
- بستر کو بغیر تہہ کئے یا جس طرح اٹھے تھے اسی حالت میں نہ چھوڑیئے۔

میلا بستر

سونے، جاگنے کے آداب

- سونے سے پہلے دعا ضرور پڑھ لیجئے کہ اس سے شیاطین کی مداخلت سے حفاظت حاصل ہوتی ہے۔

دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا

اے اللہ پاک! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں)۔

- گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے ہوئے سو جایئے۔
- مستحب یہ ہے کہ باوضو سویا جائے۔
- لیٹتے وقت اپنے ستر کو چھپانے کے لئے ایک چادر کا استعمال ضرور کیجئے۔
- سونے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیجئے جہاں اندھیرا ہو یا روشنی کم ہو۔
- ضرورت ہو تو کم روشنی والا بلب جلا لیجئے۔

سیدھی کروٹ پر چادر اوڑھ کر سونا

- جس جگہ آپ سونے کے عادی ہیں اگر ممکن ہو تو اسی جگہ کا انتخاب کیجئے کیونکہ نفسیاتی طور پر ایسی جگہ پر سونا آپ کو جلد نیند آنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور آپ پُر سکون طریقے سے وہاں نیند پوری کر سکتے ہیں۔
- آپ کو رات واش روم جانے کی عادت ہے تو آپ کا بستر ایسی جگہ ہونا چاہئے جہاں واش روم قریب ہو، بصورت دیگر آپ کو مشقت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ یہ اس وقت ہے جب آپ گھر سے باہر ہوں۔
- کسی ایسی جگہ آپ کو سونا پڑ جائے جہاں پر آپ شور سے بچ نہیں سکتے تو آپ اپنے کانوں میں روئی رکھ کر شور کی مقدار کم کر سکتے ہیں جو آپ کو سونے میں مدد دے گی۔
- مسجد یا مدرسہ کے ہال میں سونا ہو تو کونے والی جگہ کا انتخاب کیجئے اور راہ گزر سے دور بستر رکھئے۔
- کھڑکی یا روشن دان ہو تو سونے سے پہلے ممکنہ صورت میں اس پر کوئی کپڑا یا چادر وغیرہ ڈال دیجئے۔
- سونے سے پہلے اپنے موبائل یا لیپ ٹاپ کو سائڈ ٹیبل یا اس کی جگہ پر رکھ دیجئے۔
- جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھئے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ان امور سے بچئے

- Alarm snooze کرنے کی عادت نہ بنائیے۔
- بیدار ہونے پر فوراً بستر سے نہ اٹھئے بلکہ پہلے کچھ دیر بستر پر بیٹھئے پھر اٹھئے۔ ہاں! اگر جماعت واجبہ کا وقت ہو تو پھر جلدی کیجئے۔

- روشنی والی جگہ سونے سے گریز کیجئے۔
- شور والی جگہ پر نہ لیٹئے۔
- بدبودار جگہ پر سونے سے گریز کیجئے۔
- چھت یا بلند جگہ پر کہ جہاں سے نیچے گرنے کا خطرہ ہو، سونے سے گریز کیجئے۔
- لوگوں کی آمد ورفت کی جگہ (Public places) پر سونے سے احتیاط کیجئے۔

- بند گاڑی میں نہ سوئیں۔
- سونے سے قبل کانوں سے Hand free/ I pods وغیرہ نکال لیجئے۔

یاد رہے کہ یہ عمل کانوں کیلئے نہایت نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے اس لیے اس سے لازمی بچیں۔

- موبائل فون / ٹیبلٹ چارجنگ پر لگا کر اپنے سرہانے نہ رکھئے۔
- سوتے وقت خراٹے لینے کی صورت میں ایسی جگہ تلاش کرنے کی کوشش کیجئے جہاں دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔

لیٹنے کے چند غلط انداز

- اس طرح مت لیٹئے کہ ستر عورت ظاہر ہو۔
- چِت یعنی کمر کے بل بالکل سیدھا اور اُلٹا یعنی پیٹ کے بل نہ لیٹئے۔
- ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر نہ سوئیں۔

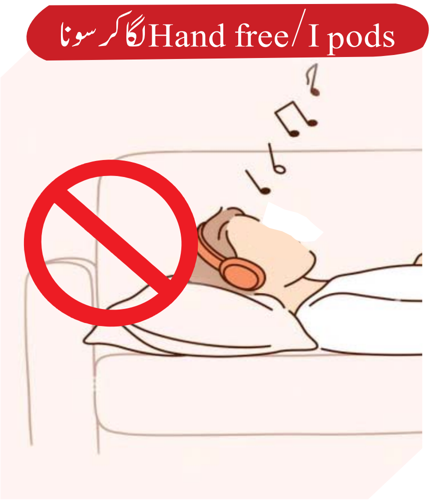

سترہواں باب

لباس کے آداب

(Etiquette of dressing)

قرآن پاک سے لباس کی اہمیت

لباس کا معنی ہے "مَا يُلبَسُ" یعنی جس کو پہنا جائے۔

یاد رہے کھانا پینا اور بچے جننا تو حیوانات کو بھی حاصل ہے مگر لباس کی نعمت انسانوں کو ہی حاصل ہے نیز لباس انسانوں کے لئے حسن کا ذریعہ بھی ہے اور حیوانات سے امتیازی صفت بھی ہے۔

قرآن پاک میں لباس کے دو بنیادی مقاصد بیان کیے گئے ہیں:

1۔ ستر پوشی یعنی ستر کو چھپانا　　　2۔ آرائش بدن یعنی بدن کو سجانا

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اے آدم کی اولاد! بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اُتارا جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور (ایک لباس وہ جو) زیب وزینت ہے ۔

نیز ارشاد فرمایا: ﴿وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾[2]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔

احادیث مبارکہ سے لباس کی اہمیت

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ[3] سفید کپڑے پہنو، اس لئے کہ یہ زیادہ پاک اور صاف رہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے، لعنت فرمائی۔

[1] سورۃ الاعراف، 26:7

[2] سورۃ المدثر، 4:74

[3] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی لبس البیاض، رقم الحدیث: 2810

[4] سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوٗد، اول کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، رقم الحدیث: 4098

اقوالِ بزرگانِ دین

منقول ہے، مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جیسے دیوار اور پردے لوگوں کی نگاہ کے لئے آڑ بنتے ہیں ایسے ہی یہ اللہ پاک کا ذکر جنات کی نگاہوں سے آڑ بنے گا کہ جنات اس (ستر عورت) کو نہ دیکھ سکیں گے۔[1]

لباس اور عمامہ پہننے کے آداب

سفید لباس، ٹخنوں تک پاجامہ اور سر پر عمامہ

- لباس یا عمامہ پہننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیجیے۔
- بسم اللہ پڑھ کر لباس و عمامہ پہنئے۔
- کپڑے پہنتے وقت یہ دعا پڑھئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِحَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ

تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے عطا کیا

- نعمت کو ظاہر کرنے کیلئے اچھا لباس پہنئے۔
- ایسا لباس پہنئے جو کہ ستر عورت کو ڈھانپ لے۔
- ممکنہ طور پر سفید لباس ہی پہنئے۔
- پہنتے وقت دائیں جانب سے شروع کیجئے اور اتارتے وقت اس کے الٹ کیجئے۔
- شلوار یا تہبند وغیرہ کو ٹخنوں (Ankles) سے اونچا رکھئے۔
- لباس دھلا ہوا استعمال کیجئے۔
- عمامہ قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر باندھئے۔
- عمامہ ٹوپی پر باندھئے۔

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 52

- سر کی سیدھی جانب سے پیچ شروع کیجئے۔
- شلوار وغیرہ کو بیٹھ کر پہنئے۔
- لباس کے مطابق بیٹھنے اور لیٹنے میں احتیاط کیجئے۔

مثلاً چست (Tight) لباس یا پاجامہ پہننے کی صورت میں اٹھنے، بیٹھنے کی صورت میں جسم کی ہیئت ظاہر ہونے کا امکان ہے لہٰذا ایسی صورت میں یا تو سمٹ کر بیٹھئے کہ حیاوالا انداز ہو یا اپنے پاس چادر رکھئے اور بیٹھتے وقت اسے اپنی ٹانگوں پر ڈال لیجئے۔

ان امور سے بچئے

میلا، پھٹا ہوا لباس

- بغیر ٹوپی کے عمامہ نہ باندھئے۔
- عمامہ کا شملہ آدھی پیٹھ یعنی ایک ہاتھ سے زیادہ نہ ہو۔
- میلا کچیلا لباس نہ پہنئے۔
- متکبرانہ لباس نہ پہنئے۔
- اپنے ناپ سے چھوٹا یا بڑا لباس نہ پہنئے۔
- ازار بند قمیص کے نیچے لٹکا ہوا نہ ہو۔
- کپڑوں کے پھٹے ہوئے مقامات کو سیئے بغیر استعمال مت کیجئے۔
- بڑوں کے سامنے آستین چڑھا کر نہ رکھئے، جیسے والدین، اساتذہ، پیر و مرشد وغیرہ۔
- قمیص کے اوپر کی جانب سے ازار بند کا ابھار واضح طور پر محسوس نہ ہو۔
- دوسروں کے سامنے اپنا ازار بند ٹھیک نہ کیجئے۔
- ریاکاری (یعنی لوگوں کو دکھانے) کے لئے لباس نہ پہنئے۔
- مرد حضرات ریشم کا لباس نہ پہنیں۔

- نازیبا تحریروں والا لباس نہ پہنئے۔
- ایسا لباس استعمال نہ کیجئے کہ جس کی دینِ اسلام میں ممانعت ہے جیسا کہ مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا لباس پہننا، اسی طرح غیر مسلموں کے لباس کے مشابہ لباس استعمال کرنے سے بھی گریز کیجئے۔

اٹھارہواں باب

عطر/خوشبو لگانے کے آداب

(Etiquette for applying perfume)

قرآن پاک سے عطر/خوشبو کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورۃ دھر میں کافور کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ۝۵ ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک نیک لوگ اس جام سے پئیں گے جس میں کافور ملا ہوا ہو گا۔

اسی طرح اسی سورہ کی آیت نمبر 17 اور 18 میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ۚ۝۱۷ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ۝۱۸ ﴾[2]

ترجمۂ کنز العرفان: اور جنت میں انہیں ایسے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل ملا ہوا ہو گا۔(زنجبیل) جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا جاتا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دو مختلف قسم کی خوشبوؤں کا ذکر فرمایا ہے۔

احادیث مبارکہ سے عطر/خوشبو کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس عطر دان تھا، جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم خوشبو استعمال فرماتے تھے۔[3]

اسی طرح دوسری روایت میں ہے: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا مَرَّ فِي طَرِيْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وُجِدَ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ، قَالُوْا: مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي هٰذَا الطَّرِيْقِ[4]

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم جب مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے کسی راستے سے گزرتے تو اُس راستے سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پکار اُٹھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا گزر اِس راستے سے ہوا ہے۔

---

[1] سورۃ الدھر، 5:76

[2] سنن ابی دوؤد، 17:76، 18

[3] سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن أبو داود، کتاب الترجل، باب ماجاء فی استحباب الطیب، رقم الحدیث: 4162

[4] ابو یعلیٰ احمد بن علی تمیمی، مسند ابی یعلیٰ، مسند انس بن مالک، قتادہ عن انس، رقم الحدیث: 3125

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: نماز میں چونکہ رب تعالی سے مناجات ہیں اس کے لئے زینت کرنا، عطر لگانا مستحب ہے۔[1]

عطر / خوشبو لگانے کے آداب

- خوشبو کی دھونی لیجیے۔
- ممکن ہو تو مشک و عنبر کا استعمال کیجئے۔
- مَردوں کو مردانہ اور عورتوں کو زنانہ خوشبو لگانا چاہیے۔
- سر اور داڑھی میں خوشبو لگایئے۔
- ہتھیلی میں عطر لے کر اسے ہتھیلی میں مل لیجئے، اور پھر داڑھی اور کپڑوں وغیرہ میں لگایئے۔

عطر / خوشبو لگانے کے مواقع

- جمعہ کے دن عطر لگایئے۔
- عیدین میں عطر لگایئے۔
- تہجد کے وقت عطر لگایئے۔
- وضو کے بعد عطر لگایئے۔
- تلاوت کے وقت عطر لگایئے۔

ہتھیلی پر عطر لگانا اور پھر اس کو کپڑوں پر ملنا

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، والدین مصطفی، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 29

- تدریس کے وقت عطر لگائیے۔
- ذکر کے وقت عطر لگائیے۔
- محافل ومجالس کے موقع پر عطر لگائیے۔
- روایتِ حدیث کے وقت عطر لگائیے۔

دوسروں کو عطر لگانا

انیسواں باب

چھینکنے اور کھانسنے کے آداب

(Etiquette of Sneezing And Coughing)

چھینک اور کھانسی فطری تقاضوں میں سے ہیں اور ہر انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ ان میں بھی ادب و آداب کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہ اخلاقی تقاضا بھی ہے اور عقل مند و شائستگی پسند ہونے کی علامت بھی۔ دینِ کامل دین اسلام نے اس بارے میں بھی مکمل راہنمائی فرمائی ہے۔

احادیث مبارکہ سے چھینکنے اور کھانسنے کی اہمیت

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے تو فرشتے کہتے ہیں "رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہتا ہے، تو فرشتے "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" یعنی اللہ پاک تجھ پر رحم فرمائے کہتے ہیں۔[1]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہے تو تم اس کے لئے "یَرْحَمُكَ اللّٰه" کہو، اور اگر وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" نہ کہے تو تم بھی "یَرْحَمُكَ اللّٰه" نہ کہو۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھانسی کو برا نہ کہو کیونکہ یہ فالج کی رگ کو کاٹ دیتی ہے۔[3]

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: چھینک آنے پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنا سنت ہے بہتر یہ ہے کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہے۔ سننے والے پر واجب ہے کہ فوراً "یَرْحَمُكَ اللّٰه" (یعنی اللہ پاک تجھ پر رحم کرے) کہے۔ اور اتنی آواز سے کہے کہ چھینکنے والا خود سن لے۔ اگر جواب میں تاخیر کر دی تو گنہگار ہوگا۔ صرف جواب دینے سے گناہ معاف نہیں ہوگا توبہ بھی کرنا ہوگی۔[4]

[1] الطبرانی، ابو القاسم سلیمان طبرانی، المعجم الأوسط، رقم الحدیث 3371
[2] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب تشمیت العاطس وکراہیۃ التثاوب، رقم الحدیث 2992
[3] البیہقی، شعب الایمان، ابو بکر احمد بن الحسین، رقم الحدیث: 9429
[4] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 60

چھینکنے اور کھانسنے کے آداب

- چھینکتے اور کھانستے وقت سر جھکائیں، منہ چھپائیں اور آہستہ آواز نکالیں، چھینک یا کھانسی کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔
- کسی کے ساتھ بیٹھے ہوں اور چھینک یا کھانسی آئے تو ٹشو یا رومال منہ پر رکھیں، یہ نہ ہو تو آستین وغیرہ سے آڑ بنائیں، ورنہ کم از کم منہ تو دوسری طرف ضرور پھیر لیجئے۔
- چھینکنے یا کھانسنے کے بعد چہرہ اور داڑھی رومال یا ٹشو وغیرہ سے ضرور صاف کر لیجئے۔
- دورانِ گفتگو چھینک یا کھانسی آجانے پر گفتگو کرنے والوں سے معذرت یعنی (Sorry) کر لیں۔
- نماز میں چھینک یا کھانسی آئے تو جتنا ممکن ہو کنٹرول کیجئے۔
- چھینک آنے پر بلند آواز سے "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہیں تا کہ کوئی سنے اور جواب دے، یوں دونوں کو ثواب ملے۔
- چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ چھینک آئے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہا جائے تو جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔[1]
- چھینک کا جواب اس صورت میں واجب ہو گا جب چھینکنے والا "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہے اور حمد نہ کرے تو جواب واجب نہیں۔[2]
- جواب سن کر چھینکنے والا کہے۔ "یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ" (اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے) یا یہ کہے، "یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ" (اللہ پاک تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے)۔
- کئی لوگوں میں چھینک آئے تو بعض حاضرین نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے جواب ہو گیا مگر بہتر یہی ہے کہ سارے جواب دیں۔[3]

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 60-61

[2] ایضاً، ص 60-61

[3] ایضاً، ص 61

ان امور سے بچیئے

- چھینکتے یا کھانستے وقت زور دار آواز نکالنے سے بچیئے۔
- بار بار چھینکتے یا کھانستے وقت ایک ہی ٹشو استعمال نہ کیجیئے۔
- چھینکنے یا کھانسنے کے بعد ٹشو یا رومال کو مت کھولئے اور اس میں آلودگی وغیرہ بھی مت دیکھیئے۔
- دوسروں کے منہ پر چھینکنے یا کھانسنے سے بچیئے۔
- کھانے پینے کی چیزوں اور برتنوں وغیرہ پر چھینکنے یا کھانسنے سے بچیئے۔
- ضرورت کی اشیا جیسے کتابوں، ڈیسکوں وغیرہ پر بھی چھینکنے یا کھانسنے سے بچیئے۔
- کھانسنے یا چھینکنے کے بعد کسی قسم کی آواز مت نکالئے، ہاں چھینک کے بعد حمدِ الٰہی ضرور بجالائیں۔
- بلاوجہ کھانسنے سے بچیئے۔

چھینکتے وقت منہ دوسری طرف کرنا

کھانے کے برتن میں چھینکنا

کھانسی آئے تو ٹشو یا رومال منہ پر رکھنا

بیسواں باب

راستے کے آداب

(Etiquette of the Way)

قرآن پاک سے راستے کی اہمیت

ہر سلیم الطبع انسان صفائی ستھرائی و خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور گندگی، ناپاکی اور غلاظت سے ناپسندیدگی و نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ پاکیزگی اور صفائی کے اعتبار سے اسلام سے بڑھ کر کوئی مذہب نہیں ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنے جسم سمیت آس پاس کے ماحول الغرض راستوں کے حقوق کے متعلق بھی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝۳۷﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور زمین میں اتراتے ہوئے نہ چل بیشک تو ہرگز نہ زمین کو پھاڑ دے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچ جائے۔

احادیث مبارکہ سے راستے کی اہمیت

ہر چیز کے حقوق کی طرح اسلام ہمیں راستوں کے حقوق کا خیال رکھنے کا بھی حکم ارشاد فرماتا ہے، چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ[2] ایمان کی ستر اور کچھ یا ساٹھ اور کچھ شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ“ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ شاخ راستے میں سے کسی تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے۔

بلکہ اس عمل یعنی راستے سے تکلیف دینے والی چیز ہٹانے کو نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اپنی امت کے اچھے اعمال میں سے ارشاد فرمایا، چنانچہ حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي، حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِئِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ[3] مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے تمام اعمال پیش کیے گئے میں نے امت کے اچھے اعمال میں راستے میں سے ایذا دینے والی چیز کا ہٹانا دیکھا اور برے اعمال میں مسجد میں وہ تھوک دیکھا جس کو دفن نہ کیا گیا ہو۔

[1] سورۃ بنی اسرائیل، 37:17

[2] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان... الخ، رقم الحدیث: 35

[3] ایضاً، کتاب الادب، باب اماطۃ الاذی عن الطریق، رقم الحدیث: 3683

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: لوگوں کو دکھانے کے لئے گریبان کھول کر اکڑتے ہوئے ہرگز نہ چلیں کہ یہ احمقوں، مغروروں اور فاسقوں کی چال ہے۔
مزید فرمایا: راہ چلنے میں بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھنا سنت نہیں، نیچی نظریں کئے پُر وقار طریقے پر چلئے۔[1]

راستے کے آداب

- راستے میں بیٹھتے وقت اپنی نظروں کی حفاظت کیجئے۔
- راہ گزر میں بیٹھ کر گفتگو کرتے وقت اخلاقیات کا خیال رکھئے۔
- بیٹھے ہوؤں کو سلام کیجئے۔
- کوئی راستے کے بارے میں معلوم کرے تو اس کی صحیح رہنمائی کیجئے
- پیدل چلنا ہو تو راستے کے ایک جانب درمیانی رفتار سے چلئے۔
- راستے میں چلتے ہوئے نظریں نیچے کئے ہوئے باوقار طریقے سے چلئے۔
- راستہ عبور کرتے وقت گاڑیوں کی آمد و رفت پر غور کیجئے۔ اسی طرح ٹرین کی پٹری کراس کرتے وقت بھی ریل گاڑی کا خیال کر کے کراس کیجئے۔
- راستے کے متعلقہ شرعی اور قومی اصولوں کی پاسداری کیجئے جیسا کہ زیبرا کراسنگ یا اوور ہیڈ برج پر چلنا۔
- نیکی کا حکم کیجئے اور برائی سے منع کیجئے۔
- حاجت مند کی مدد کیجئے یعنی کسی بزرگ کا سامان اٹھانے میں اس کی مدد کیجئے۔

---

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 4

ان امور سے بچئے

- راستے میں دو عورتیں کھڑی ہوں یا جارہی ہوں تو ان کے درمیان میں سے نہ گزریئے۔
- راستے میں چلتے وقت دوسروں کے گھروں کی بالکنی، دروازے یا کھڑکی میں بلا ضرورت نہ دیکھئے۔
- کسی بھی طریقے سے راستے کو بند کر کے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچایئے۔
- راستے میں اپنی دکان یا کاروبار کا کام نہ کیجئے کہ جس سے گزرنے والوں کو پریشانی کا سامنا ہو اور راستہ تنگ ہو۔
- راستے میں تھوکنے، ناک سنکنے، ناک میں انگلی ڈالنے، کان کھجانے وغیرہ سے گریز کیجئے۔
- راستے میں گاڑی کھڑی کرنے اور غلط پارکنگ سے اجتناب کیجئے۔
- راستے میں پڑی ہوئی چیز کو ٹھوکر مت ماریئے کہ یہ غیر مہذب طریقہ ہونے کے ساتھ ساتھ نقصان کا باعث ہے۔
  یاد رہے! ایسی چیز جس پر کچھ لکھا ہو اس کو ٹھوکر مارنا بے ادبی ہے۔
- راستے میں گندگی نہ پھیلایئے۔
- سایہ دار جگہ کہ جہاں لوگ بیٹھتے ہیں وہاں پر پیشاب یا پاخانہ نہ کیجئے اور نہ ہی غلاظت پھینکئے۔
- تکلیف دہ چیز کو راستے میں نہ پھینکئے مثلاً کیلے وغیرہ کے چھلکے، پانی وغیرہ کی بوتل۔
- بغیر ضرورت راستے میں گڑھا نہ کھودیئے، اگر ضرورت ہو تو بقدر ضرورت کھودیئے اور بعد میں اس کو درست انداز سے بند کر دیجئے۔
- جانوروں کو راستے میں گزر گاہ پر نہ باندھئے۔

پڑی ہوئی چیز کو ٹھوکر مارنا

گاڑی غلط پارک کرنا

اکیسواں باب

عوامی مقامات کے آداب

(Etiquette of Public Places)

مسجد کے آداب

ایک مسلمان کو مسجد میں داخلے کے وقت چاہئے کہ:

- باوضو ہو کر داخل ہو۔
- عبادت کی نیت سے داخل ہو۔
- لباس پاک ہو۔
- خاموشی اختیار کرے۔
- داخل ہونے سے پہلے جوتے اتار دے۔
- پاکیزہ حالت ہی میں مسجد میں داخل ہو۔

ان امور سے بچئے

- موبائل فون بند رکھئے۔
- قبلہ رو ٹانگیں نہ پھیلائیے۔
- دنیاوی امور پر گفتگو نہ کیجئے۔
- غیر ضروری گفتگو سے پرہیز کیجئے۔
- نمازی کے سامنے سے نہ گزریئے۔
- بدبودار خوراک کھا کر مسجد میں نہ جائیے۔
- بدبودار لباس پہن کر مسجد میں نہ جائیے۔
- مسجد میں تھوکنے اور بے جا ہنسی مذاق سے احتراز کیجئے۔
- برہنہ یا نیم برہنہ حالت میں مسجد میں داخل ہونے سے بچئے۔

بینک کے آداب

- بینک میں کاروباری اوقات مقرر ہیں ان کا خیال رکھیں۔
- ٹوکن لے کر اپنی باری کا انتظار کریں۔
- قطار بنا کر رقم کا لین دین کریں یا یوٹیلٹی بل جمع کروائیں۔
- بینک سے رقم وصول کر کے کاؤنٹر پر ہی گن لیجئے۔

ان امور سے بچئے

- رش یا کمپیوٹر میں خرابی کی وجہ سے عملے سے جذباتی رویہ اختیار نہ کریں۔
- موبائل فون بینک کے اندر استعمال نہ کریں۔
- بینک کے عملے کی جانب سے تکرار یا غلط فہمی کی صورت میں بینک کے سینئر دفتران سے رجوع کریں۔

بازار (مارکیٹ) کے آداب

- گاڑی مارکیٹ میں مقررہ یا ایسی جگہ کھڑی کریں جہاں وہ دوسروں کی راہ میں رکاوٹ نہ ہو۔
- بعض اوقات رش کی وجہ سے خریداری کے لیے قطاریں بنانا پڑتی ہیں ایسی صورت میں قطار بنا کر مطلوبہ اشیا خریدیں۔
- خواتین کا احترام کریں اور ان کے ساتھ زیادہ شائستگی اور نرمی سے پیش آیئے۔
- لین دین میں باہمی عزت و احترام کا خیال رکھیں۔
- کاروبار میں ناپ تول کو پورا رکھیں۔
- غلطی سے زائد رقم آجانے پر اسے مالک کو فوراً واپس کر دیں۔

ان امور سے بچئے

- کسی بھی لمحے شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔
- نقائص کو نہ چھپائیں بلکہ گاہک کو بتا دیں کہ اس مال میں یہ خامی موجود ہے۔

بائیسواں باب

گفتگو کے آداب

(Etiquette of conversation)

قرآن پاک سے گفتگو کی اہمیت

گفتگو آپ کی شخصیت اور آپ کی سوچ ظاہر کرتی ہے۔ لہذا بولنے سے پہلے اس بات پر غور کیجئے کہ یہ گفتگو آپ کی شخصیت پر مثبت اثر ڈالے گی یا منفی، چنانچہ اسی ضمن میں اللہ پاک نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے آداب سکھاتے ہوئے قرآن پاک کی سورہ حجرات آیت نمبر 2 اور 3 میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝٢ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝٣﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

احادیث مبارکہ سے گفتگو کی اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوتِ وَالسُّكُوتُ خَيْرٌ مِّنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ [2]

اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بُری بات کہنے سے بہتر ہے۔

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہے: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُعْطِيَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ، فَإِنَّهُ يُلْقَى الْحِكْمَةَ[3]

جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمت عطا کی گئی ہے تو اس کی قربت و

[1] سورۃ الحجرات، 49:2، 3

[2] بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، شعب الایمان، کتاب الاخلاق، رقم الحدیث: 4993

[3] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الزہد فی الدنیا، رقم الحدیث: 4101

صحبت اختیار کرو کیونکہ اسے حکمت دی جاتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے: مَنْ صَمَتَ نَجَا[1] جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کی دلجوئی کی نیت سے چھوٹوں کے ساتھ شفقت بھرا اور بڑوں کے ساتھ ادب والا لہجہ رکھئے، ان شاءاللہ الکریم ثواب بھی ملے گا اور چھوٹے بڑے سب آپ کی عزت کریں گے۔[2]

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: گفتگو چار طرح کی ہوتی ہے:

1۔ (خالص مفید) مکمل فائدہ مند بات

اس میں احتیاط یہ کرنا ہوگی کہ زبان کھلنے کے بعد نقصان دینے والی باتوں میں مبتلا نہ ہو جائے۔

2۔ (خالص مضر) مکمل نقصان دِہ بات

اس سے بچنا ضروری ہے۔

3۔ (مفید و مضر) ایسی بات جو نقصان دِہ بھی ہو اور فائدہ مند بھی

اس کے لئے نفع نقصان کی پہچان ہونا ضروری ہے۔

4۔ (نہ مفید نہ مضر) ایسی بات جس میں نہ فائدہ ہو نہ نقصان

اس میں وقت جیسی انمول دولت ضائع ہوتی ہے۔[3]

ہمیں چاہئے کہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹنے کے لئے وہی گفتگو کریں جو کہ فائدہ مند ہو۔

---

[1] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب الادب والاستیذان، ابواب صفت القیامۃ والرقائق والورع، رقم الحدیث: 2501

[2] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 34

[3] غزالی، محمد بن محمد، احیاء العلوم، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 2012ء، ج 3، ص 138

گفتگو کے آداب

- مسکرا کر خندہ پیشانی اور خوش مزاجی کے ساتھ گفتگو کیجئے۔
- سامنے والے کی گفتگو اطمینان کے ساتھ سنئے، جب سامنے والا اپنی بات مکمل کرلے تو پھر آپ اطمینان کے ساتھ اپنی بات شروع کیجئے۔
- سامنے والے کو آپ کی بات سمجھ نہ آئے تو اپنی بات کو دہرا دیجئے۔
- اگر گفتگو کے ذریعے کسی کو قائل کرنا ہو تو اسے زیادہ سنئے کیونکہ دوسرے کو جتنا زیادہ سنیں گے اتنا ہی اسے سمجھ سکیں گے اور جتنا دوسرے کو سمجھیں گے اس قدر بہتر انداز سے سمجھا پائیں گے۔
- ہمیشہ مخاطب کے مزاج اور نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔
- دورانِ گفتگو اپنا لہجہ (Tone) خوشگوار رکھئے۔
- شکریہ اور معذرت کے الفاظ گفتگو میں شامل رکھئے۔ اس سے گفتگو اور شخصیت دونوں مؤثر ہوتی ہیں۔
- اپنی گفتگو میں "جی، صحیح، اچھا، بہتر، بہت خوب، لاجواب، عمدہ" وغیرہ الفاظ حسبِ موقع استعمال کیجئے۔ سوال ہو تو سوالیہ الفاظ "کیسے، کب، کہاں" وغیرہ استعمال کیجئے، اور اگر نصیحت پر مشتمل کوئی حکایت ہو تو "ماشاءاللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ" وغیرہ کلمات استعمال کیجئے۔

ان امور سے بچئے

- بلاضرورت گفتگو نہ کیجئے اور ضرورت سے زیادہ نہ کیجئے۔
- فضول گفتگو سے بچئے۔
- چلّا چلّا کر بات مت کیجئے۔
- بات کرتے وقت ناک یا کان میں انگلی ڈالنے، منہ میں انگلی ڈال کر ناخن چبانے یا تھوکنے سے گریز کیجئے۔

دورانِ گفتگو قہقہہ لگانا

- بات کرتے وقت ہاتھ یا آنکھ سے اِدھر اُدھر اشارہ نہ کیجئے
- بات کرنے کے دوران قہقہہ نہ لگایئے۔
- درمیانِ کلام اپنی بات شروع نہ کیجئے۔

بعض اوقات اپنی بات کہنے کی جلدی میں ہم سامنے والے کی بات بھرپور توجہ سے نہیں سنتے جس کے نتیجے میں ہم سامنے والے کو اپنے جواب سے مطمئن نہیں کرپاتے۔

- گفتگو کے دوران اپنی آواز کو نہ ہی اتنا آہستہ رکھیے کہ سننے والے کو بار بار سوال کرنا پڑے اور نہ ہی اتنا بلند کہ سامنے والا اس سے بیزار ہو۔

چیخنا چلانا

- دورانِ گفتگو عجیب الفاظ (Awkward) استعمال نہ کیجئے۔
- گفتگو میں کسی فاسق وفاجر کی تعریف نہ کیجئے۔
- بدتمیزی والے الفاظ (Rude words) سے گریز کیجئے۔

ایسے الفاظ دوسروں کی دل آزاری کا سبب بنتے ہیں اور اس سے آپکی شخصیت کا اخلاقی پہلو (Moral) بھی کمزور (down) ہو گا۔

ذیل میں بدتمیزی وبدتہذیبی والے الفاظ کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

پھر کیا ہوا (So what)	بکواس بند کرو (Shut up)
لعنت (Shit) یہ لفظ (poo) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جسکا مطلب ہے بہت گندی بو۔	کسی کو اپنے معاملے سے دور رکھنے کیلئے (Piss off)
(Bastard) گالی کے طور پر کہا جاتا ہے، لغت میں اس کا مطلب ہے ایسا بچہ جو نکاح سے پیدا نہ ہو۔	لعنت (Damn)
کوڑا، فضول (Rubbish)	دفع ہو جاؤ (Get out)

اردو الفاظ کی چند مثالیں:

بس کردو	مت پھینکو
کچھ بھی (مطلب کہ کچھ بھی چھوڑتے رہتے ہو)	پاگل سمجھا ہے کیا
بکواس بند کرو	دفع ہو جاؤ
شکل نہ دکھانا	منہ دیکھا ہے
تم اور اتنے سمجھدار	لعنت ہو
شکل گم کرو	

تئیسواں باب

مہمان نوازی کے آداب

(Etiquette of hospitality)

قرآن پاک سے مہمان نوازی کی اہمیت

اعلیٰ اخلاقی اقدار اور روایات میں سے ایک بہترین روایت مہمان نوازی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں جناب ابراہیم علیہ السّلام کی مہمان نوازی کا واقعہ ذکر کرکے اس کام کی تعریف کی ہے۔

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے آباء واجداد بھی اپنی سخاوت اور مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ جناب عبد المطلب تو کعبہ شریف کا انتظام سنبھالتے تھے اور دور دراز سے آنے والے مہمانوں کا انتظام بھی کرتے تھے۔

مہمان نوازی کے بارے میں قرآنِ پاک میں بہت سی تعلیمات موجود ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود آیت نمبر 69 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝۶۹ ﴾ [1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے "سلام" کہا تو ابراہیم نے "سلام" کہا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

نیز سورہ ذاریات آیت نمبر 24 تا 27 میں ارشاد فرمایا:

﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ۝۲۴ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝۲۵
فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍۙ ۝۲۶ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝۲۷ ﴾ [2]

ترجمۂ کنز العرفان: اے حبیب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آئے تو کہا: سلام، (ابراہیم نے) فرمایا، "سلام" اجنبی لوگ ہیں پھر ابراہیم اپنے گھر والوں کی طرف گئے تو ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آئے پھر اسے ان کے پاس رکھ دیا تو فرمایا: کیا تم کھاتے نہیں؟

احادیث مبارکہ سے مہمان نوازی کی اہمیت

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہے: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ [3] جو اللہ پاک اور قیامت

[1] سورۃ ہود، 69:11
[2] سورۃ الذاریات، 51:24-27
[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف وخدمتہ ایاہ بنفسہ، رقم الحدیث: 6138

پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

رسول پاک نے فرمایا: مَن کانَ یُؤمِنُ باللهِ والیومِ الآخِرِ فلیُکرِمْ جارَہُ، ومَن کانَ یُؤمِنُ باللهِ والیومِ الآخِرِ فلیُکرِمْ ضَیفَهُ جائزَتَہ، قال: وما جائزَتُه یا رسولَ اللهِ قال: یومٌ ولیلةٌ، والضِّیافَةُ ثلاثةُ أیامٍ، فما کان وَراءَ ذلك فهو صدَقةٌ علَیه [1] جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم اور خاطر داری کرے، مہمان کے ساتھ تکلف اور احسان کرنے کا زمانہ ایک دن اور ایک رات ہے، اور مہمان داری کرنے کا زمانہ تین دن ہے، اس (تین دن) کے بعد جو دیا جائے گا وہ ہدیہ و خیرات ہو گا۔

اقوال بزرگان دین

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مہمان کے لئے چار باتیں ضروری ہیں: (1) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔ (2) جو چیز پیش کی جائے اس کو صبر و شکر کے ساتھ خوشی خوشی قبول کرلے۔ (3) میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان خانہ سے نہ اُٹھے۔ (4) جاتے وقت میزبان کے لئے دعا کرے۔[2]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارا مہمان وہ ہے جو ہم سے ملاقات کے لئے باہر (یعنی دوسرے شہر یا ملک) سے آئے خواہ اس سے ہماری واقفیت پہلے سے ہو یا نہ ہو، جو ہمارے لئے اپنے ہی محلے یا اپنے شہر میں سے ہی ہم سے ملنے آئے تو وہ ملاقاتی ہے، مہمان نہیں۔[3]

مہمان نوازی کے آداب

- مہمان سے مسکرا کر ملاقات کیجئے۔
- مہمان کے لئے کھانے کا اہتمام کیجئے اور کوشش کیجئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے کھانا پیش کریں۔

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف وخدمتہ ایاہ بنفسہ، رقم الحدیث: 6135

[2] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، 550 سنتیں اور آداب، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 23

[3] ایضاً، ص 25

- میزبان کو چاہئے کہ مہمان کے آنے پر اس کا استقبال کرے۔
- میزبان کو چاہئے کہ مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔
- مہمان کو چاہئے کہ اپنے میزبان کی مصروفیات اور ذمہ داریوں کا خیال کرے۔
- مہمان کو چاہئے کہ اپنی قدرت وطاقت کے مطابق میزبان اور اس کے بچوں کے لئے کوئی تحفہ لے جائے۔
- میزبان کو چاہئے کہ وقتاً فوقتاً مہمان کو مزید کچھ لینے کے لئے بولتا رہے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسا تین مرتبہ سے زیادہ نہ کیا جائے کہ یہ اصرار کرنا اور حد سے بڑھنا ہے۔
- مہمان کو چاہئے کہ واپسی پر میزبان کا شکریہ بھی ادا کرے۔

ان امور سے بچئے

- مہمان نوازی کرنے میں غیر شرعی کام نہ کیجئے۔
- مہمان کو چاہئے کہ میزبان سے کوئی ایسی فرمائش نہ کرے یا ایسا کام نہ کرے جس سے اس کو پریشانی ہو۔
- مہمان کو چاہئے کہ گھر وغیرہ کے معاملے میں کسی قسم کی نہ تنقید کرے اور نہ ہی جھوٹی تعریف کرے۔
- میزبان کو بھی چاہئے کہ وہ مہمان سے ایسا سوال نہ کرے جس کا جواب دینے میں مہمان کو مروت میں جھوٹ کا سہارا لینا پڑے۔
- بعض اوقات میزبان کی جانب سے مہمان کے لئے ایک شخص کو کھانا ڈالنے کے لئے مقرر کر دیا جاتا ہے۔ میزبان کو چاہئے ایسا نہ کرے۔ کیونکہ یہ شخص میزبان کے کہنے پر مہمان کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنا چاہتا ہوگا مگر بسا اوقات یہ خدمت مہمان کے لئے سخت آزمائش کا سبب بنتی ہے کہ وہ کھانے سے ہاتھ روکنا چاہتا ہے مگر یہ شخص مزید کھانا اس کی پلیٹ میں ڈال دیتا ہے۔ اس سے کھانے کے ضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔

- میزبان نہ تو کھانا رکھ کر غائب ہو جائے اور نہ ہی کھانے کے دوران بالکل خاموش بیٹھا رہے، بلکہ اس کو چاہیئے کہ وہ بھی مہمان کی دلجوئی کی خاطر اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہے اور کوشش کرے کہ مہمان کے ساتھ ہی کھانا ختم کرے۔

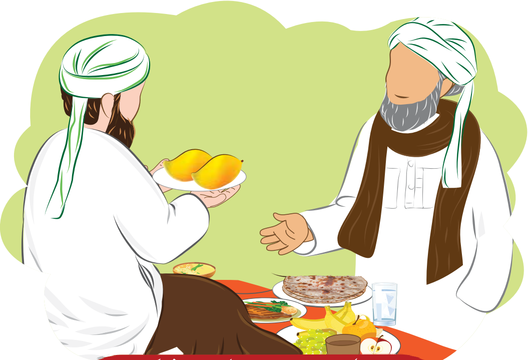
مہمان کو اپنے ہاتھ سے کھانا پیش کرنا

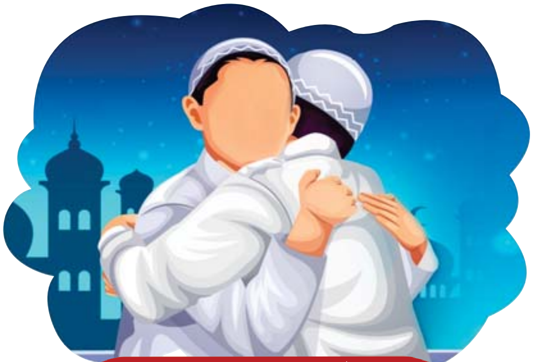
گلے مل کر استقبال کرنا

مہمان کا میزبان کو تحفہ وغیرہ دینا

چوبیسواں باب

سفر/سواری اور ڈرائیونگ کے آداب

(Etiquette of Travel /Riding and Driving)

قرآن پاک سے سفر کی اہمیت

زندگی میں ہر شخص کو کسی نہ کسی ضرورت کے تحت سفر کرنا پڑتا ہے۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کے سفروں کا ذکر کیا۔ سفر کے دوران جہاں انسان کو مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہیں انسان کو بہت سی چیزیں سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور وہ نئے نئے تجربات حاصل کرتا ہے جس سے وہ اپنی زندگی میں بھرپور فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے قرآنِ پاک کی سورہ کہف آیت نمبر 62 میں حضرت موسی علیہ السلام کے سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: پھر جب وہ وہاں سے گزر گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا: ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بیشک ہمیں اپنے اس سفر سے بڑی مشقت کا سامنا ہوا ہے۔

احادیث مبارکہ سے سفر کی اہمیت

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ[2] سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، آدمی کو کھانے پینے اور سونے سے روک دیتا ہے، اس لیے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کرچکے تو فوراً گھر واپس آجائے۔

حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَه مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا[3] جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے، تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے، جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ کیا کرتا تھا۔

---

[1] کہف، 62:18

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العمرۃ، باب السفر قطعۃ من العذاب، رقم الحدیث:1804

[3] ایضاً، کتاب الجہاد والسیر، باب یکتب للمسافر مثل ماکان یعمل فی الاقامۃ، رقم الحدیث:2996

صحیح بخاری میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ[1]

کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی اس کا محرم نہ ہو۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں اپنا نام لکھوا دیا ہے اور ادھر میری بیوی حج کے لیے جا رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو بھی جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

اقوال بزرگان دین

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مسافر کو چاہئے کہ اپنے ہم سفروں کے ساتھ تعاون کرے، اپنے سفرِ خرچ میں خرچ کرے، راستہ بھولنے والے کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، حسن اخلاق کی عادت بنائے، مزاح ایسا کرے جو جھوٹ اور نافرمانی سے پاک ہو۔

سفر کے آداب

- جب بھی سفر کریں تو اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے۔
- دورانِ سفر ذکر و درود میں مشغول رہیے۔
- جہاز وغیرہ یا ایسا سفر جس میں نظر کا نقصان نہ ہو تو
- جب بھی سفر میں جائیں کوشش کیجئے کہ کوئی آپ کے ساتھ ہو۔
- تین یا زائد افراد سفر کریں تو ایک کو اپنا امیر قافلہ بنا لیں۔
- سفر میں آنے والی مشکلات پر صبر کیجئے۔

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب من اکتتب فی جیش فخرجت امراتہ حاجۃ...الخ، رقم الحدیث:3006

- گاڑی تاخیر کا شکار ہو تو صبر کرتے ہوئے انتظار کیجئے۔
- جب بھی سفر پر جائیں تو گھر سے نکلتے وقت گھر سے نکلنے کی اور سواری پر سوار ہو کر سفر کی دعا لازمی پڑھئے۔
- فرض سفر (حج) کے علاوہ والدین کی اجازت ضرور لیجئے۔
- گاڑی میں بیٹھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ آپ اپنی ہی سیٹ پر بیٹھیں ۔
- اگر کوئی کمزور یا بزرگ گاڑی میں موجود ہو تو اپنی سیٹ اس کو پیش کر دیجئے۔
- دورانِ سفر اپنے پاس کھانے پینے اور دیگر ضرورت کی چیزیں مثلاً میڈیسن وغیرہ ضرور رکھئے۔
- اگر کوئی آپ سے مدد طلب کرے تو حتی الوسع اس کی مدد کیجئے۔
- مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے لہذا اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے دعا مانگئے۔
- چند دنوں کے لئے سفر پر نکلنا ہو تو کوشش کیجئے کہ جمعرات یا پیر شریف کو نکلئے کہ یہ سنت بھی ہے۔
- دورانِ سفر نماز کی پابندی کیجئے۔
- سفر کی ابتداء اور انتہاء میں دو رکعت نفل پڑھئے۔
- دورانِ سفر ایسی جگہ قیام کیجئے کہ جہاں امن ہو۔
- دورانِ سفر اپنی سواری کا بھی خیال رکھئے۔
- سفر سے واپسی پر گھر والوں اور بچوں کے لئے کوئی تحفہ ضرور لے کر آیئے۔
- جس مقصد سے سفر کیا تھا اس مقصد کے مکمل ہوتے ہی واپسی اختیار کر لیجئے۔

بزرگ کو سیٹ پر بٹھانا

ان امور سے بچئے

- بغیر کسی مجبوری کے اکیلے سفر نہ کیجئے۔
- دورانِ سفر کسی سے کچھ لے کر نہ کھایئے۔

دو سیٹوں پر پاؤں پھیلا کر بیٹھنا

- خواتین کو چاہئے کہ اکیلے سفر نہ کریں، شہر میں بھی اکیلے سفر نہ کریں اور شرعی مسافت میں تو محرم کے بغیر سفر نہ کریں۔
- دورانِ سفر کھڑکی وغیرہ سے باہر نہ جھانکئے۔
- دورانِ سفر اپنی نظروں کی حفاظت کیجئے۔
- دورانِ سفر فلمیں، ڈرامے وغیرہ نہ دیکھئے جیسا کہ آج کل تقریباً ہر بس سروس میں ہوتا ہے۔
- دورانِ سفر کسی سے بھی کسی بھی بات پر نہ الجھئے اور نہ لڑائی جھگڑا کیجئے۔

کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے

دورانِ سفر نگاہیں نیچی کئے سیٹ پر بیٹھنا

بس وغیرہ میں جھگڑا کرنا

دین اسلام میں اپنی سواری کا خیال رکھنے کی ترغیب بہت زیادہ دلائی گئی ہے کیونکہ یہ براہ راست آپ کی شخصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے لہذا سواری رکھنے میں چند اشیاء ضرور مد نظر رکھنی چاہئیں۔

سواری کے آداب

- سواری پر بسم اللہ پڑھ کر سوار ہوں اور سوار ہو کر الحمد للہ کہئے۔
- جب بھی سواری پر سوار ہوں تو دعا ضرور پڑھئے۔

دعا یہ ہے: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ

پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم اسے قابو کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

- سواری پر سوار ہو کر اللہ پاک کی نعمت میں غور و فکر کرتے ہوئے اللہ پاک کا شکر ادا کریں۔
- سواری کو ہمیشہ صاف اور چمکدار رکھئے چاہے وہ سائیکل ہے، بائیک ہے یا کار وغیرہ۔
- کسی کو بائیک دینے سے پہلے (fuel) چیک کر لیجئے اگر کم ہو تو لینے والے کو لازماً بتا دیجئے تاکہ وہ پریشان نہ ہو۔
- بائیک کے کیچڑ پیڈ (mud flap) کا خصوصی خیال رکھئے۔
- گاڑی پارک کرنے کیلئے اگر سائبان نہیں ہے تو گاڑی کا کور (cover) استعمال کیجئے۔

ان امور سے بچئے

- کسی کی سواری پر اس کی اجازت کے بغیر سوار نہ ہوں۔
- سواری کو آلودہ ہونے سے بچائیے۔
- گلی یا محلوں میں غیر معمولی رفتار سے نہ چلائیں۔
- بائیک کا کیچڑ پیڈ (Mud flap) ٹوٹا ہوا استعمال نہ کیجئے۔

گرپ والی سائیڈ سے چابی پکڑانا

چابی پکڑانے کے آداب

- گرپ والی سائڈ سے پکڑائیے تاکہ پکڑنے والے کو سہولت ہو۔

- اگر key chain میں ایک سے زائد چابیاں (keys) ہوں اور کسی ایک کی ضرورت ہو تو وہی چابی پکڑ کر سامنے والے کو دیجئے تاکہ نشان دہی ہو جائے۔

ان امور سے بچئے

- چابی کبھی بھی پھینک کر نہ دیجئے۔

ڈرائیونگ کے آداب

ہیلمٹ پہن کر بائیک چلانا

- ہمیشہ مناسب رفتار سے گاڑی چلائیے۔
- ہائی ویز پر حدِ رفتار (speed limit) فالو کیجئے۔
- ہمیشہ سیٹ بیلٹ کا استعمال کیجئے۔
- بائیک چلاتے وقت ہیلمٹ کا استعمال لازمی کیجئے۔
- ہمیشہ سگنلز کا خیال رکھئے۔
- گلی / محلے (Street sites) میں چاہے آپ بائیک پر ہوں یا کار پر ہمیشہ رفتار آہستہ رکھئے اور محتاط ہو کر چلائیے۔

پارکنگ لائن میں گاڑی پارک کرنا

- مڑنے سے قبل اشارہ (indicator) لازمی آن کیجئے۔
- دو گاڑیوں کے درمیان ہمیشہ فاصلہ برقرار رکھئے۔
- اپنی آنکھیں روڈ پر رکھئے اور حاضر دماغی کے ساتھ گاڑی چلائیے۔
- پاسنگ لائن ہمیشہ اوپن رکھئے۔
- ٹریفک جام ہونے کی صورت میں خطرے کے نشان والی (Hazard lights) آن کر دیجئے۔
- ایمرجنسی گاڑیوں کو فوراً راستہ دیجئے۔
- ہمیشہ پارکنگ لائن میں گاڑی پارک کیجئے۔

- مددگار ثابت ہونے والے ڈرائیورز کا ہاتھ ہلا کر ضرور شکریہ ادا کیجئے۔
- گول چکر (Roundabouts) پر ہمیشہ اپنی لائن کا خیال رکھئے اور اپنی لائن سے ہی ٹریک لیجئے۔
- پیدل چلنے والوں کو راستہ دیجئے اور ان کے لئے انتظار کیجئے۔
- سائیکل سواروں کو بھی راستہ دینا آپ کے اچھے اخلاق کی عکاسی کرتا ہے۔
- اگر ایمرجنسی کی صورت نہ ہو تو شارٹ ہارن ہاکنگ پر اکتفاء کیجئے۔
- ہارن دیتے وقت ہارن بجانے کے آداب (Horn honking etiquette) کا خیال رکھئے۔
- ایمرجنسی کی صورت میں ہارن کو لانگ پریس کیا جاسکتا ہے تاکہ آپ یا کوئی دوسرا نقصان سے محفوظ رہے۔

ہارن کا مقصد کسی شخص کو یا ڈرائیور کو الرٹ کرنا ہوتا ہے لہذا اس کیلئے شارٹ بیپ ہی کافی ہے۔

ان امور سے بچئے

پیدل چلنے والوں کو راستہ دینا

- بغیر لائسنس کے بائیک یا کار یا کوئی بھی گاڑی چلانے سے گریز کیجئے۔
- گلی، محلے، بازار یا اس جیسی کسی بھی پبلک پلیس پر تیز ڈرائیو نہ کیجئے۔
- غلط اوور ٹیک کرنے سے ہمیشہ اجتناب کیجئے۔
- کسی سخت پریشانی یا سٹریس کی حالت میں ڈرائیو کرنے سے گریز کیجئے
- ہائی وے یا ایکسپریس وے پر بلا ضرورت گاڑی پارک نہ کیجئے۔
- ڈیش بورڈ پر کبھی پاؤں نہ رکھئے۔
- مسافر کو چاہیئے ڈرائیور کی اجازت کے بغیر گاڑی میں نہ تو کھائے اور نہ ہی سگریٹ پیئے۔
- بلا ضرورت فوگ لائٹس کا استعمال نہ کیجئے۔
- سگنلز پر رکتے وقت موبائل وغیرہ استعمال نہ کیجئے۔
- ڈرائیونگ کے دوران موبائل استعمال نہ کیجئے۔

- گاڑی سے کوڑا یا کاغذ وغیرہ باہر نہ پھینکئے۔
- مین روڈ پر مقررہ رفتار سے کم نہ چلائیں۔

اگر 70 کلو میٹر سپیڈ مقرر کی گئی ہے تو 60 یا 50 پر چلانے کی بجائے 70 پر ہی چلائیں اور اگر آہستہ چلانا چاہتے ہیں تو فاسٹ ٹریک پر گاڑی نہ چلائیں۔

- ہائی ویز پر گاڑی ایک دم سے نہ تو تیز کیجئے اور نہ ہی آہستہ کیجئے۔
- نامناسب فاصلے (Tailgating) پر گاڑی چلانے سے گریز کیجئے۔

Tailgating: اپنی گاڑی کسی دوسری گاڑی کے قریب کر کے چلانا کہ دونوں کے درمیان مناسب فاصلہ نہ رہے۔

- گاڑی پارک کرتے وقت ساتھ والی گاڑی سے اپنی گاڑی کے دروازے ٹکرانے سے گریز کیجئے۔
- ڈرائیور کو ادھر اُدھر باتوں وغیرہ میں مشغول (Distract) نہ کیجئے۔
- غصے کی حالت میں غصہ ظاہر کرنے کیلئے ہارن پریس نہ کیجئے۔
- ٹریفک میں پھنس جانے کی صورت میں بلا ضرورت ہارن دے کر دوسروں کو پریشان مت کیجئے۔
- ایسے مقامات جہاں ہارن دینا قانوناً جرم ہے، وہاں ہارن دینے سے گریز کیجئے جیسے اسپتال، اسکول ، کالج وغیرہ۔

گاڑی سے کوڑا، کاغذ باہر پھینکنا

ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون استعمال کرنا

ڈرائیو کے دوران بات کرنا

پچیسواں باب

عوامی ذرائع آمدورفت میں سفر کے آداب

(Travel etiquette in public transport)

ریل گاڑی میں سفر کرنے کے آداب

- ریل گاڑی کے ڈبے میں سوار ہونے سے پہلے اترنے والوں کو موقع دیجیے۔
- جہاں اترنے اور چڑھنے کے الگ الگ دروازے ہوں وہاں صرف متعلقہ دروازہ ہی استعمال کیجیے۔
- خواتین، بچوں اور بزرگوں کا احترام کریں اور انہیں بیٹھنے کی جگہ پہلے دیجیے۔

ان امور سے بچیے

- ٹانگیں پھیلا کر نہ بیٹھیے۔
- بیگ یا سوٹ کیس سیٹ پر نہ رکھیے۔
- کھڑا ہونا پڑے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوں۔
- ڈبے میں نشست پر بیٹھے ہوئے دوسرے لوگوں کے اخبارات ورسائل اجازت کے بغیر نہ پڑھیے۔
- اونچی آواز میں گفتگو، ہنسی مذاق یا شور شرابا نہ کیجیے۔
- ڈبے میں دھکے دے کر راستہ نہ بنائیے۔
- کسی سے کوئی چیز لے کر نہ کھائیے۔
- کسی کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھیے۔
- قلی آپ کا سامان اٹھائے تو اسے تیز چلنے پر مجبور نہ کیجیے۔
- بڑے بڑے صندوق لے کر ریل گاڑی کے ڈبے میں داخل نہ ہوں۔

مقامی گاڑیوں اور بسوں میں سفر کے آداب

- عام حالات میں گاڑی کے شیشے کھلے رکھیے۔
- سردی یا بارش کی صورت میں شیشے بند رکھیے۔

- بس میں سوار ہوتے وقت قطار بنا کر سوار ہوں۔
- مقامی بسوں میں کھڑے ہو کر سفر کرنا پڑے تو ایک دوسرے سے مناسب فاصلہ رکھئے۔
- اگر آپ کو قے آنے کی شکایت ہو، تو گھر سے پلاسٹک کا خالی بیگ اپنے ساتھ رکھئے۔

ان امور سے بچئے

- خواتین کے شعبہ میں مرد ہرگز داخل نہ ہوں۔
- اگر گاڑی میں ایئرکنڈیشنر لگے ہوں تو پردے نہ ہٹائیے۔
- بسوں کے دروازوں میں کھڑے ہو کر یا لٹک کر سفر نہ کیجئے۔
- اخبار یا رسالہ پڑھنے والے مسافر کی طرف مت جھانکئے۔
- بسوں میں کسی سے کوئی چیز لے کر نہ کھائیے۔

ہوائی سفر کے آداب

- اندرون ملک یا بیرون ملک ہوائی سفر کے لیے اصول وضوابط اور قوانین کا پورا پورا خیال رکھئے۔
- سیکورٹی کے عملے سے تعاون کیجیے۔
- سیکورٹی عملے کے سوالات کے جوابات درست دیجئے۔
- موسمی خرابی کی وجہ سے پرواز میں تاخیر ہو جانے پر صبر و تحمل سے کام لیجئے۔
- اپنا رویہ ہر صورت میں مہذب اور نرم رکھیے۔
- اپنے مکمل کاغذات وغیرہ اپنے دستی بیگ میں پوری حفاظت سے رکھئے۔
- جوتے ایسے پہنیں بوقتِ ضرورت آسانی سے اتارے جا سکیں۔
- انتظار گاہ میں صرف ایک نشست استعمال کریں۔
- بھیڑ کی صورت میں بزرگوں، خواتین، معذور افراد اور بچوں کو جگہ دیں۔
- ریڈیو وغیرہ استعمال کرتے ہوئے آلہ سماعت استعمال کریں۔

ان امور سے بچئے

- ممنوعہ اشیا ساتھ لے کر ہوائی سفر مت کیجیے۔
- مربوط پرواز (Connecting Flight) نہ مل سکے تو اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔

چھبیسواں باب

معلم و متعلم کے آداب

(Etiquette of Teacher and Student)

قرآن پاک سے معلم و متعلم کی اہمیت

سورہ بقرہ آیت نمبر 31 میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۳۱) ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیے پھر ان سب اشیاء کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

اسی طرح سورہ زمر آیت نمبر 9 میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾[2]

ترجمۂ کنز العرفان: تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ علم ایسا وصف ہے کہ جو رب تعالی کی ذات میں بھی پایا جاتا ہے اسی لئے اللہ پاک کے ناموں میں سے ایک صفاتی نام علیم بھی ہے۔

احادیث مبارکہ سے معلم و متعلم کی اہمیت

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً[3] بے شک مجھے معلم (استاد) بنا کر بھیجا گیا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا، لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ[4]

جو شخص ایسا علم جس سے اللہ تعالی کی رضا طلب کی جاتی ہے، اس لئے سیکھے تاکہ اس کے ذریعے دنیا کی چیزیں حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

---

[1] سورۃ البقرہ، 31:2

[2] سورۃ الزمر، 9:39

[3] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ابواب کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم الحدیث: 299

[4] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ، رقم الحدیث: 3664

اقوال بزرگان دین

امام غزالی ''احیاء العلوم'' میں نقل فرماتے ہیں، امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: علم کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس کی طرف یہ منسوب ہو خواہ چھوٹی سی بات میں، تو وہ خوش ہوتا ہے اور جس سے اٹھالیا جاتا ہے وہ رنجیدہ ہوتا ہے۔[1]

معلم کے آداب

- ہمیشہ اللہ پاک کا استحضار رکھئے۔
- اپنے آپ کو اچھے اخلاق سے آراستہ کیجئے۔
- شعائرِ اسلام (مثلاً اذان اور نمازِ باجماعت) کا اہتمام کیجئے۔
- نظام الاوقات کی پابندی کیجئے۔
- صحیح بات کو قبول کیجئے۔
- قوتِ برداشت پیدا کیجئے۔
- کوئی مسئلہ نہ آتا ہو تو اس کا اظہار کر دیجئے۔
- اپنے سے کم عمر والے شخص سے علم حاصل کرنے میں عار محسوس نہ کیجئے۔
- متعلم یعنی طالب علم سے نرمی کا معاملہ کیجئے۔
- اس کے ساتھ محبت سے پیش آیئے۔
- غریب طلبا سے زیادہ محبت سے پیش آیئے۔
- غم زدہ طالبِ علم کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کیجئے۔
- طالبِ علم کا اکرام کیجئے۔
- غیر حاضر ہو تو اس کے متعلق سوال کیجئے۔

[1] غزالی، محمد بن محمد، احیاء العلوم (مترجم)، کراچی، مکتبۃ المدینہ، 2012ء، ج 1، ص 53

- طالبِ علم کے صحیح جواب دینے پر اس کی حوصلہ افزائی کیجئے۔
- کند ذہن یعنی کم سمجھدار کو مسئلہ اچھے طریقے سے سمجھائیے۔
- طلبا کی ظاہری و باطنی تربیت کرتے رہیے۔
- طالبِ علم سے بے ادبی ہو جانے پر تنبیہ کیجئے۔
- طہارت اور نماز سکھلانے کا خصوصی اہتمام کیجئے۔
- طلبا کے سامنے غیبت کی برائی بیان کیجئے۔
- جھوٹ اور چغلی کی نفرت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔

ان امور سے بچئے

- تہمت کی جگہوں سے اپنے آپ کو بچانا۔
- برے اخلاق سے اپنے آپ کو خوب بچانا۔
- کسی سے حرص و طمع نہ رکھئے۔
- طلبا پر ان کی طاقت سے زیادہ کسی کام کا بوجھ مت ڈالیں۔
- طلبا سے تحفے لینے سے بچیں۔
- ان کے گھر والوں سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کیجئے۔
- طلبا کے سامنے کسی اور سے مذاق نہ کیجئے۔
- ان کو آپس میں بات چیت نہ کرنے دیجئے کہ وہ معلم کے سامنے ہنسی مذاق کرنے لگیں۔
- ان سے اتنا بے تکلف نہ ہوں کہ وہ جری و بے باک (Bold) ہو جائیں۔
- بچوں کو مارنے سے گریز کیجئے۔

متعلم کے آداب

- اللہ پاک کی رضا کے حصول کے لئے علم حاصل کیجئے۔

- ماہر اور متقی علما سے علم حاصل کیجئے۔
- علم پر عمل کیجئے۔
- جوانی کی عمر میں (خصوصاً) علم کے حصول میں خوب کوشش کیجئے۔
- اپنے آپ کو مکمل طور پر علم کے لئے وقف کر دیجئے۔
- تعلیم و تعلم کے لیے نظام الاوقات متعین کیجئے۔
- علمی و دینی تکرار و مذاکرہ کا اہتمام کیجئے۔
- ہمیشہ اپنے پاس قلم اور کاپی رکھئے۔
- علم کو لکھ کر محفوظ کر لیجئے۔
- مرتب اور منظم طریقے سے لکھئے۔
- علم کی نشر و اشاعت کیجئے۔
- دنیوی چیزوں میں جو میسر آجائے اس پر قناعت کیجئے۔
- اساتذہ کا ادب و احترام بجالائیے۔
- تواضع سے پیش آیئے۔
- استاد صاحب کی بات مانئے۔
- استاد صاحب کی خدمت میں حاضری سے پہلے صدقہ کیجئے۔
- سلام میں پہل کیجئے۔
- کلاس میں استاد صاحب سے پہلے پہنچنے کا اہتمام کیجئے۔
- استاد صاحب کے پاس حاضری کے موقع پر کمرے میں داخل ہونے کے اصول وضوابط کی رعایت کے ساتھ ساتھ کپڑوں اور بدن کی نظافت کا بھی اہتمام کیجئے۔
- پڑھنے سے پہلے استاد صاحب سے اجازت طلب کیجئے۔
- اپنی پوری توجہ استاد صاحب کی طرف رکھئے۔

- حصولِ علم میں انتہائی حریص بن جائیے۔
- استاد صاحب کی ہر بات کو ایسی توجہ سے سنئے گویا اس سے پہلے کبھی سنی ہی نہیں۔
- دورانِ درس نیند وغیرہ سے احتراز کیجئے۔
- استاد صاحب سے گفتگو کے موقع پر اچھے انداز سے بات کیجئے۔
- استاد صاحب کی سختی پر صبر کیجئے۔
- استاد صاحب سے غلطی ہو جانے پر انتہائی نرم اور مناسب انداز سے ان کو عرض کیجئے۔

ان امور سے بچئے

- (بلا کسی وجہ کے) استاد صاحب کے آگے نہ چلئے۔
- استاد صاحب کے سامنے یوں نہ کہئے: فلاں نے آپ کے خلاف اس طرح کہا تھا۔
- استاد صاحب سے بات چیت کرتے وقت مسکراتے نہ رہئے۔
- راستے میں ان سے کوئی مسئلہ دریافت نہ کیجئے۔
- ان کی ناراضگی کے وقت سوال نہ کیجئے۔
- ان کی رائے کے خلاف ان کو مشورے نہ دیجئے۔
- استاد صاحب کی مجلس میں اپنے ساتھی سے سوال نہ کیجئے۔
- علم سیکھنے کے بعد اسے نہ چھپایئے۔
- دوستی سے بچئے اور ضرورت ہو تو اچھے دوست اختیار کیجئے۔
- زیادہ بات چیت سے احتراز کیجئے۔
- لایعنی باتوں اور کاموں سے خوب اجتناب کیجئے۔
- زیادہ دیر مت سویئے۔
- بدن کو نقصان دہ کھانوں (مثلاً ترش چیزیں، چھالیا وغیرہ) سے خوب بچایئے۔
- تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے بچیں۔

شاگرد کا استاد سے آگے ہونا

چھالیا وغیرہ کھانا

ستائیسواں باب

نظامت اور ماتحت عملہ کے آداب

(Etiquette of Supervision and Subordinates)

نظامت اور ماتحت عملہ کے آداب

- افراد کی صلاحیتوں کے مطابق ان سے کام لیجیے۔
- افراد کو کام سپرد کرتے ہوئے، وقت کا خیال ضرور رکھئے کہ کون سا کام کتنے وقت میں ہو گا۔
- اپنے ماتحت تمام افراد کے ساتھ احترام سے پیش آیئے اور سب سے یکساں سلوک کیجیے۔
- بوقت ضرورت اپنی قدرت و طاقت کے مطابق ماتحت افراد کی مدد کیجیے۔
- میٹنگ کے مقاصد، وقت اور زیر بحث امور سے سب کو بر وقت پہلے سے ہی آگاہ کر دیجئے۔
- میٹنگ میں اخلاقی ضابطے یا ملازمت کے آداب بتانا مقصود ہوں تو نرم لہجے میں گفتگو کیجیے۔
- میٹنگ کے آخر میں تمام لوگوں کا شکریہ ضرور ادا کیجیے۔
- ماتحت افراد کی قابل عمل رائے کو تسلیم کر لیا جائے۔
- اپنے ذمہ دار کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیئے۔
- اپنی شخصیت کو اچھا بنا کر رکھئے۔
- کھانے کے کمرے کو صاف رکھئے اور کھانے کے تمام معاملات کو درست رکھئے۔
- اپنا کام بر وقت مکمل کیجیے اور درست انداز میں کیجیے۔
- ادارے کے آداب پر عمل کیجیے۔

ان امور سے بچیے

- میٹنگ کے دوران موبائل فون کا استعمال نہ کیجیے۔
- ماتحت افراد کو ڈانٹ کر یا جھاڑ کر ان کی عزت نفس مجروح نہ کیجیے۔
- خوشامد، چاپلوسی اور بے جا تعریف کرنے سے اجتناب کیجیے۔
- کسی بھی قسم کی غیر شرعی اور غیر اخلاقی حرکت نہ کیجیے۔

اٹھائیسواں باب

اچھے شہری کے آداب

(Etiquette of a good citizen)

اچھے شہری کے آداب

- اپنے ملک اور قوم سے وفادار رہیے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیجیے۔
- مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے قومی سوچ پیدا کیجیے۔
- ملک کے استحکام، سالمیت اور امن کے لیے کام کیجیے۔
- ملکی قوانین کی پابندی اور ان کا احترام کیجیے۔
- ملکی ترقی کے لیے اعلیٰ تعلیم حاصل کیجیے۔
- ایک دوسرے کی جان ومال کا احترام کیجیے۔
- اپنے بل اور ٹیکس پوری طرح ادا کیجیے۔
- اپنی صلاحیتوں کو مکمل طور پر کام میں لا کر ملک وملت کے لیے مفید شہری بنئے۔
- ملک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت سے مل کر جدوجہد کیجیے۔
- جذبہ ایثار پیدا کیجیے اور کفایت شعاری اختیار کیجیے۔
- اپنے ارد گرد کے ماحول کو بہتر بنائیے۔
- اپنے اندر احساس ذمہ داری پیدا کیجیے۔

ان امور سے بچیے

- حکومتی وملکی قوانین کی خلاف ورزی کرنے سے بچیے۔
- غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرنے سے بچیے۔
- قومی املاک کو نقصان نہ پہنچایئے۔
- قومی ثقافتی ورثہ کو نقصان نہ پہنچایئے۔

انتیسواں باب

موبائل اور سوشل میڈیا کے استعمال کے آداب

(Etiquettes of usage Mobile and social media)

قرآن پاک سے موبائل / سوشل میڈیا کی اہمیت

قرآن مجید کی سورہ مؤمنون میں اللہ پاک نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۟ۙ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور وہ جو فضول بات سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

اسی طرح سورہ نور آیت نمبر 19 میں برے لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے ان کا وصف بیان کیا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ﴾[2]

ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

ان دونوں آیات مبارکہ میں برائی سے اعراض کرنے کی تعلیم کے ساتھ ساتھ بے ہودہ باتوں اور کاموں کو پھیلانے کی مذمت بھی بیان کی گئی ہے، ہر وہ کام کہ جس کی وجہ سے برائی پھیلے خواہ وہ موبائل ہو یا سوشل میڈیا ہو یا کوئی بھی اور ذریعہ ہو اس سے اعراض واجتناب کا درس ان آیات سے ملتا ہے۔

احادیث مبارکہ سے موبائل / سوشل میڈیا کی اہمیت

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ[3] بات کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیئے۔

دوسری حدیث مبارکہ میں ہے: مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[4] جو شخص لوگوں کی باتیں چھپ کر سنے حالانکہ وہ لوگ اس کو ناپسند کر رہے ہوں تو اس کے کانوں میں پگھلایا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

---

[1] سورۃ المومن، 3:23

[2] سورۃ النور، 19:24

[3] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، ابواب الاستیذان والآداب، باب السلام قبل الکلام، رقم الحدیث: 2699

[4] طبرانی، سلیمان بن احمد، معجم کبیر، کتاب العین، باب عکرمہ عن ابن عباس، رقم الحدیث: 11960

ان احادیث کریمہ سے بھی اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ جدید ذرائع مواصلات کے استعمال میں بھی شرعی اصولوں کی پابندی کرنا کس قدر لازم ہے۔

اقوال بزرگان دین

امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: آج کل موبائل/سوشل میڈیا کا استعمال بہت زیادہ عام ہو گیا ہے، ہر خاص و عام اس کا استعمال کرتے نظر آتا ہے، اس کا استعمال اگر ایک مناسب اور مہذب انداز میں نہ کیا جائے تو یہ آپ کے وقت کے ضیاع کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت اور وقار کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔

موبائل / سوشل میڈیا کے استعمال کے آداب

مسجد میں موبائل فون استعمال کرنا

- موبائل پر رابطہ کرتے وقت اولاً سلام کیجئے۔
- اپنی پہچان کروائیے۔
- سامنے والے کی مزاج پرسی کریں۔
- سامنے والے کے مقام و مرتبہ کا خیال کرتے ہوئے گفتگو کریں۔
- مہذب اور نرمی والے انداز میں بات کیجئے۔
- مخاطب کی بات کو خاموشی اور توجہ سے سنئے۔
- کوئی بات ناگوار معلوم ہو تو صبر کیجئے۔
- موبائل / سوشل میڈیا کا استعمال رضائے الٰہی کے کاموں میں کیجئے۔
- مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی موبائل کو بند کر لیجئے۔
- موبائل / سوشل میڈیا کے استعمال کا ایک وقت مقرر کیجئے۔
- ہمیشہ بامقصد، مفید اور ضروری پوسٹ ہی کیجئے۔

- گفتگو میں "ماشاءاللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر" وغیرہ الفاظ استعمال کرنے کی عادت بنائیے۔
- گفتگو کے آخر میں بھی سلام کیجئے۔

لیٹ کر موبائل فون استعمال کرنا

ان امور سے بچئے

- بغیر ضرورت کسی کو کال نہ کیجئے۔
- غیر ضروری باتوں سے گریز کیجئے۔
- چیخ چلّا کر، طنز کر کے اور غصہ سے بات نہ کیجئے۔
- گفتگو میں مبالغہ یا خوشامد نہ کیجئے۔
- ہر قسم کی خلافِ شرع (جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ) و خلافِ قانون بات سے اجتناب کیجئے۔
- کسی بھی قسم کی دل آزاری کرنے سے بچئے۔
- بار بار فون کر کے یا بیل دے کر پریشانی کا باعث نہ بنئے۔
- بلا ضرورت لمبی بات کرنے سے گریز کیجئے۔
- موبائل فون کی ٹیون پر گانا یا کوئی بھی موسیقی نہ لگائیے۔
- غیر مفید مواد پوسٹ نہ کیجئے۔
- فحش اور گناہوں بھرا مواد ہرگز پوسٹ نہ کیجئے کہ یہ آپ کے لئے گناہِ جاریہ کا سبب بن سکتا ہے۔
- ایسا مواد پوسٹ کرنے سے بچئے جو نفرت یا فتنہ فساد کا سبب بنے۔
- غیر ضروری ابحاث کا ہرگز حصہ نہ بنیں۔
- کسی کی ایسی تصویریں پوسٹ نہ کیجئے جو اس کے لئے شرمندگی کا باعث ہو۔
- اگر کوئی پوسٹ ناگوار ہے یا آپ کے نظریے کے خلاف ہے تو اسے نظر انداز کیجئے۔

(حصّہ دوم)

اچھی بُری عادتیں

(Good and Bad Habits)

پہلا باب

وقت کی پابندی

(Punctuality)

وقت کی پابندی ایک ایسی حقیقت ہے جسے دنیا میں ہر شخص مانتا ہے لیکن اس پر عمل صرف کامیاب لوگ ہی کرتے نظر آتے ہیں اور وہ اسی وقت کی پابندی ہی کے باعث کامیابی کی منازل طے کرپاتے ہیں۔ اگر آپ دنیا کے کامیاب لوگوں کی لِسٹ بنائیں تو ان کی کامیابی کے اسباب میں وقت کی پابندی لازمی طور پر دیکھیں گے۔

وقت ایک ایسی قیمتی دولت ہے جس کے برابر کوئی اور دولت نہیں کیوں کہ اگر ہم کسی چیز کو ایک دفعہ حاصل نہیں کرسکے تو قوت اور مسلسل کوشش سے اسے دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں لیکن وقت ایک ایسی چیز ہے کہ اسے ایک دفعہ ضائع کردیں تو عمر بھر واپس نہیں لاسکتے۔

وقت کی پابندی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وقت کی قدر کرتے ہوئے اس کو ضائع کرنے سے بچا جائے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وقت ضائع کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس وقت ”دن“ یہ اعلان کرتا ہے: اگر آج کوئی اچھا کام کرنا ہے تو کرلو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔

وقت کی نعمت کا احساس دلاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں، ایک صحت اور دوسری فراغت۔[1]

زندگی اور صحت کی طرح اپنے اوقات کی بھی قدر کرتے ہوئے انہیں اچھائی کے کاموں میں استعمال کرنا چاہئے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرنا اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرنا، اپنی صحت و تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔[2]

مانتا ہے جو بھی کہنا وقت کا　　　وقت بھی بن جاتا ہے اس کا رہنما

وقت کی پابندی کی صورتیں:

(1) خوشی غمی میں شرکت کے وقت۔
(2) جب ملاقات کے لئے وقت لیا ہو۔
(3) جب ملاقات کے لئے بلایا ہو۔
(4) طے شدہ دورانیہ کی پابندی کرنا۔
(5) میٹنگ میں جانے کے لئے۔
(6) کسی کی مدد کرنے میں بروقت مدد کیجئے۔

[1] علمیہ، مدنی علماء (شعبہ تراجم کتب)، دین و دنیا کی انوکھی باتیں، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ج1، ص84
[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب لاعیش الا عیش الآخرۃ، رقم الحدیث:6049

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وقت کی خاص پابندی فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے وقت کی تقسیم کاری اس طرح کی ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ فجر کے بعد اپنے مصلّیٰ پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو جاتا۔ عام لوگوں سے ملاقات کا یہی خاص وقت تھا۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی ضروریات کو آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی ضروریات کو پورا فرماتے، ان کو اسلام کے احکام و مسائل کی تعلیم دیتے، ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے اور جنگی و حفاظتی تدابیر کے بارے بھی مشورہ فرمایا کرتے۔

اکثر اسی وقت میں مالِ غنیمت اور کام کرنے والوں کی اجرت بھی تقسیم فرماتے۔ جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو کبھی چار رکعت، کبھی آٹھ رکعت نمازِ چاشت ادا فرماتے، پھر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے کمروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کے انتظام میں مصروف ہو جاتے اور گھر کے کام کاج میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کی مدد فرماتے۔

نمازِ عصر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ سے ملاقات فرماتے اور سب کے حجروں میں تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر کچھ گفتگو فرماتے، پھر جس کی باری ہوتی وہیں رات بسر فرماتے، تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ وہیں جمع ہو جاتیں، عشا تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے بات چیت فرماتے رہتے، پھر نمازِ عشا کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے اور مسجد سے واپس آکر آرام فرماتے اور عشا کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے۔

نمازِ عشا پڑھ کر آرام کرنا عام طور پر یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول تھا، سونے سے پہلے قرآنِ مجید کی کچھ سورتیں ضرور تلاوت فرماتے اور کچھ دعاؤں کا بھی ورد فرماتے۔

دوسرا باب

وقت کا ضیاع

(Wastage of Time)

ہماری زندگی کے لمحات انمول ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ان لمحات کی قدر کریں کیونکہ وقت ایک ایسی دولت ہے جس کے درست استعمال سے انسان بلندی پر پہنچ سکتا ہے جبکہ اس کو ضائع کرنے سے انسان پستی کا شکار ہو سکتا ہے۔ جو شخص وقت کی اہمیت نہیں جانتا وہ اس کو ضائع کر دیتا ہے، جب یہ گزر جاتا ہے تو پچھتانے کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا کیونکہ گیا وقت کبھی لوٹ کر واپس نہیں آتا۔

یاد رہے! اگر ہم وقت کو ضائع کرنے والے کے پاس بیٹھ گئے تو ہم بھی وقت کو ضائع کریں گے اور اگر ہم وقت کی اہمیت جاننے والوں کے پاس اور ان کی صحبت میں رہیں گے تو ہم بھی وقت کی قدر کرنے والے بن جائیں گے۔

گزرا ہوا وقت لوٹ کر نہیں آتا، چنانچہ روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت یہ اعلان کرتا ہے: اے ابنِ آدم! اگر آج کوئی اچھا کام کرنا ہے تو کر لو کہ آج کے بعد میں پلٹ کر نہیں آوں گا۔[1]

قیامت کے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی ہو گا کہ عمر (وقت) کن کاموں میں گزاری۔[2]

جو وقت کو ضائع کرتا ہے وقت اس کو ضائع کر دیتا ہے، چنانچہ امام شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اللہ والوں کی صحبت سے سیکھنے کو ملا کہ وقت تلوار کی طرح ہے تم اس کو (نیک اعمال / حسن معاشرت سے) کاٹو، ورنہ (فضولیات میں مشغول کرکے) یہ وقت تم کو کاٹ دے گا۔[3]

موجودہ دور میں وقت اور سنتوں کی پابندی کے عظیم مبلغ و عامل امیر اہلسنت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے ارشاد فرمایا:

یہ سانس کی مالا اب بس ٹوٹنے والی ہے ۔۔۔ دل آہ! مگر اب بھی بیدار نہیں ہوتا

وقت کے ضیاع کی صورتیں:

(1) بلا ضرورت بازاروں میں گھومنا۔

(2) غیر شرعی اور فضول ٹی وی پروگرامز پر وقت گزارنا۔

(3) موبائل فون اور انٹرنیٹ کا غیر شرعی اور فضول استعمال کرنا۔

(4) دوستوں کے ساتھ بے مقصد بیٹھنا اور فضول گوئی میں مصروف رہنا۔

---

[1] بیہقی، احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، کتاب الصیام، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، رقم الحدیث: 3840

[2] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ... الخ، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص، رقم الحدیث: 2583

[3] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، انمول ہیرے، ص 17

تیسرا باب

خود کام کرنا

(Doing work Personally)

دین اسلام ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے خواہ ذاتی معاملات ہوں یا گھر کے معاملات۔ اسی طرح دین اسلام ہمیں اس بات کا بھی درس دیتا ہے کہ ہم اپنے تمام کاموں کو خود کریں۔

گزشتہ ادیان میں بھی انبیاء کرام علیہم السّلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنے کام خود سے کرنے کی تعلیم دی، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حواری جب بھوکے ہوتے تو کہتے: اے روحِ خدا! ہم بھوکے ہیں اور وہ زمین پر ہاتھ مارتے تھے خواہ وہ میدان ہو یا پہاڑ اور وہ ہر ایک کے کھانے کے لیے دو روٹیاں نکالتا، اور اگر وہ پیاسے ہوتے تو کہتے: اے روحِ خدا! ہم پیاسے ہیں، تو آپ نے اپنے ہاتھ سے زمین کو مارا، یہ میدان تھا یا پہاڑ، تو پانی باہر آیا اور انہوں نے پیا۔ انہوں نے کہا: اے روح اللہ! ہم سے بہتر کون ہے؟ اگر ہم چاہیں تو آپ ہمیں کھلائیں اور اگر ہم چاہیں تو آپ پانی پلائیں اور ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کی۔ آپ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: جو اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہے وہ تم سے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتوں کے عظیم مبلغ اور پیکر سنت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: میں حتی الامکان کبھی بھی اپنے گھر میں یہ نہیں کہتا کہ دستر خوان بچھاؤ! الحمد للہ خود ہی اٹھا کر بچھالیتا ہوں، بعض اوقات کچھ مصروفیت کی وجہ سے تھکاوٹ بھی ہوتی ہے اور میری عمر بھی ایسی ہے کہ اٹھنا بیٹھنا بھی کبھی دشوار ہو جاتا ہے لیکن یہ سوچ کر کہ جس طرح اٹھنے بیٹھنے میں مجھے تکلیف ہوتی ہے تو عمر کے حساب سے اسے بھی ہوتی ہوگی حالانکہ مجھے یہ بھی پتا ہوتا ہے کہ اگر میں بولوں گا تو اس نے منع نہیں کرنا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھے عام طور پر میں لپک کر اٹھالیتا ہوں اور بچھالیتا ہوں۔[1]

اپنے کام انسان اسی صورت میں کر سکتا ہے جبکہ اس کے اندر عاجزی ہو۔ عاجزی ایسا پہلو ہے کہ جو انسان کو دوسروں کی نظر میں عزت والا اور مقام و مرتبہ والا بنا دیتا ہے، چنانچہ ایک شاعر نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

مرتبہ آج بھی زمانے میں پیار سے، عاجزی سے ملتا ہے

اپنے کام خود کرنے کی صورتیں:

(1) پانی پینے کی حاجت ہو تو خود سے اٹھ کر پانی لینا۔
(2) کھانا لینے کے لئے خود اٹھنا یا ہاتھ بڑھانا۔
(3) کپڑے خود پریس کرنا اور جوتے صاف کرنا۔
(4) اپنا سامان خود اٹھانا۔

[1] امیر اہلسنت، محمد الیاس قادری، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، جولائی 2019ء، گھریلو کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹانا، کراچی، مکتبۃ المدینہ

حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اپنے کام خود کرنے اور گھر کے کاموں میں معاونت کرنے کے حوالے سے فرماتی ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم گھر میں ہوتے تو نہایت نرمی کرنے والے، عفو و درگزر کرنے والے ہوتے۔ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے اور بری بات کہنے سے پرہیز کرتے اور کبھی کسی سے انتقام نہ لیتے، اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود کرتے، بکری کا دودھ دوہتے، اپنے کپڑوں میں ٹانکا (پیوند) لگاتے، اپنے جوتے ٹھیک کرتے، ڈول میں ٹانکے لگاتے، خود ہی بازار سے سودا سلف لاتے اور اگر کوئی خادم ہوتا تو گھر کے کام کاج میں اس کی مدد کرتے پھر جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کے لئے مسجد تشریف لے جایا کرتے تھے۔[1]

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سفر و حضر میں اپنے کام خود سے کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بکری کا گوشت پکانے کا فیصلہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم نے تمام کام آپس میں تقسیم کر لئے، کسی نے کہا کہ میں ذبح کروں گا، کسی نے کہا کہ میں کھال اتاروں گا، ایک صحابیٔ رسول رضی اللہُ عنہ نے عرض کی کہ گوشت میں پکاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: لکڑیاں میں جمع کروں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ! ہم سب کچھ خود کر لیں گے آپ تکلیف نہ کریں، تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم میرا کام بھی کر لوگے مگر مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اپنے ساتھیوں میں امتیازی شان سے رہوں (یعنی الگ نظر آؤں)، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خود تشریف لے گئے اور لکڑیاں جمع کر کے لائے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ مل کر خندق کھودنے کے عمل میں حصہ لیا، یہاں تک کہ بھوک اور فاقے کی شدت کی وجہ سے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ کر بھی کام کرتے رہے۔

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من کان فی حاجۃ اھلہ... الخ، رقم الحدیث: 676

چوتھا باب

خود کام نہ کرنا

(Avoiding Personal Effort)

آج لوگوں کی ایک بڑی تعداد اپنے کام خود کرنے کی عادی نہیں ہے جس کی کئی ایک وجوہات میں سے ایک وجہ تکبر بھی ہے کہ تکبر کرنے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے کام دوسرے افراد کریں جبکہ دین اسلام میں تکبر کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ۝۲۳﴾[1] ترجمۂ کنز العرفان: بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

تکبر کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔

تکبر کرنے والا مومن ہو یا کافر، اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں فرماتا اور تکبر سے متعلق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تکبر حق بات کو جھٹلانے اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔[2]

تکبر سے بچنے کا بہترین حل اپنے کام خود کرنا ہے، چنانچہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنا سامان خود اٹھایا وہ تکبر سے بری ہو گیا۔[3]

خود کام نہ کرنے کی ایک وجہ سُستی بھی ہے کہ سُست و کاہل آدمی بسا اوقات فرائض وواجبات میں بھی سستی و کاہلی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا کرکے جہنم کا حق دار بنتا ہے جبکہ گناہوں کے ترک کے حوالے سے قرآن پاک کا واضح پیغام ہے: ﴿وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ﴾[4] ترجمۂ کنز العرفان: اور ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو۔

اپنے کام خود نہ کرنے کی صورتیں:

(1) پانی وغیرہ کوئی چیز خود اُٹھ کر نہ لینا۔
(2) جوتے خود صاف نہ کرنا۔
(3) کپڑے خود پریس نہ کرنا۔
(4) کھانا لینے کے لئے دوسروں کو حکم دینا۔
(5) کمرے اور دیگر اشیاء کی صفائی خود سے نہ کرنا۔
(6) اپنا سامان خود نہ اٹھانا۔

---

[1] سورۃ النحل، 23:16
[2] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، رقم الحدیث: 147
[3] بیہقی، احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، باب ماجاء فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، رقم الحدیث: 8201
[4] الانعام، 120:6

پانچواں باب

اُخوت

(Brotherhood)

دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، چاہے وہ کہیں بھی رہتے ہوں اور ان کا کسی بھی رنگ و نسل اور وطن سے تعلق ہو، چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾[1] ترجمۂ کنز العرفان: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِیمان والوں کے آپس کے تعلقات اور اخوت و محبت کو ایک جسم کے مختلف اَعضاء قرار دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: اِیمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دِلی اور شفقت کی مثال ایک اِنسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصہ میں نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔[2]

آپس میں پیار، محبت اور اخوت کو ایمان کے کامل ہونے اور جنت میں داخلے کا سبب قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو اور کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جسے کرو تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے؟ اپنے درمیان سلام کو عام کرو۔[3]

اخوت و محبت اور آپس میں ایک دوسرے کی معاونت کو جس طرح حدیث مبارکہ میں ایمان کے کامل ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے، یونہی شاعر نے اس کو عبادت اور دین و ایمان کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں ۔۔۔ کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں (حالی)

اُخوت کی صورتیں:

(1) خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا۔
(2) آپس کی ناراضی کو دور کرنا۔
(3) خوشی و غمی میں شریک ہونا۔
(4) غریب و نادار کی مدد کرنا۔
(5) ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا۔
(6) بیماری کی صورت میں عیادت کرنا۔

---

[1] سورۃ الحجرات، 10:49
[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، باب رحمۃ الناس والبھائم، رقم الحدیث: 6011
[3] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون، رقم الحدیث: 94

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے درس

جب مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم پر ہجرت کرکے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انصار و مہاجرین کو آپس میں بھائی بھائی بنا کر ان کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ دونوں میں اخوت کا رشتہ بھی ہو جائے اور مہاجرین کی مدد کے ساتھ ساتھ ان کے دل سے تنہائی کا احساس بھی دور ہو جائے، چنانچہ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضرت انس رضی اللہُ عنہ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اور انصار کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر انصار و مہاجرین میں سے دو دو افراد کو بلا کر آپس میں بھائی بھائی بناتے گئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ارشاد فرماتے ہی یہ اخوت حقیقی بھائی چارے کی طرح بن گئی، لہٰذا انصار نے مہاجرین کو اپنے گھر لے جا کر اپنے گھر کی ایک ایک چیز ان کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اور اس سامان میں سے آدھا آپ کا ہے اور آدھا ہمارا ہے۔

چھٹا باب

نا اتفاقی

(Disagreement)

آج ہمارے معاشرے میں بھائی چارے کی شدید کمی ہے، آج کل تو سگے بھائیوں میں جدائیاں ہیں۔ ہم اگر نااتفاقی کی وجوہات پر غور کریں تو اس کی ایک وجہ عدمِ برداشت بھی ہے اور اسی کی وجہ سے آپس میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم معافی تلافی کر کے آپس میں بھائی چارہ قائم کر کے معاشرہ کو خوبصورت اور پُرامن بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

حدیث مبارکہ میں لڑائی جھگڑے کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: اللہ پاک کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے، جو بہت زیادہ جھگڑالو ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے جھگڑا کرنے کو اللہ تعالی کی ناراضی کا سبب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص بے جا جھگڑتا ہے وہ ہمیشہ اللہ پاک کی ناراضی میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے۔

یہی جھگڑا اور نااتفاقی لوگوں کی گمراہی یا حق سے دور ہونے کا سبب ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم ہدایت پر رہنے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر جھگڑوں کے سبب۔

حدیث مبارکہ میں ایمان کے کامل ہونے کی نشانی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا: بندہ اِیمان کی حقیقت میں اُس وقت تک کمال کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک کہ وہ حق پر ہونے کے باوُجود جھگڑا نہ چھوڑ دے۔

جھگڑا شیطان کی جانب سے ہے، چنانچہ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہے: شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے کرانے سے (مایوس نہیں ہوا)۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم نااتفاقی اور لڑائی جھگڑے کے اسباب ختم کر کے آپس میں اُخوت و محبت کے ساتھ رہیں۔

نااتفاقی کی کچھ صورتیں:

(1) مسلمان سے ملنے پر سلام نہ کرنا۔
(2) دعوت دے تو قبول نہ کرنا۔
(3) چھینکے تو چھینک کا جواب نہ دینا۔
(4) بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرنا۔
(5) اس کے گھر والوں اور مال کی حفاظت نہ کرنا۔
(6) قرض کی ادائیگی میں معاونت نہ کرنا۔
(7) فوت ہو جانے پر جنازے میں شرکت نہ کرنا۔
(8) مل بیٹھ کر نہ کھانا۔
(9) معمولی بات پر جھگڑا کرنا۔

ساتواں باب

ہمدردی

(Sympathy)

کسی کے ساتھ ہمدردی کرنے کے دنیاوی واُخروی دونوں طرح کے فوائد ہیں اور قرآنِ پاک نے بھی یہ کام کرنے والوں کو خوب سراہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت ہو۔

ہمدردی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تقویٰ و پرہیز گاری اور آخرت میں انمول جنتی لباس کے ساتھ آراستہ فرمائے گا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی غم زدہ شخص سے غم خواری کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے پرہیز گاری کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے غم خواری کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے عطا کرے گا جن کی قیمت دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔[2]

کسی بیمار کی عیادت کے لئے جانے والے کو رب تعالیٰ کی جانب سے جنت میں گھر کی بشارت دی گئی ہے، چنانچہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جو کسی مریض کی عیادت کرتا ہے یا رضائے الٰہی کے لئے اپنے کسی بھائی سے ملنے جاتا ہے تو ایک منادی اسے مخاطب کرکے کہتا ہے کہ خوش ہو جا! کیونکہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔[3]

مریض کی دعا کو فرشتوں کی دعا کی طرح قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے: جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔[4]

ڈاکٹر اقبال نے ہمدردی کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں ہمدردی کی بہترین ترجمانی کرتے ہوئے کہا:

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے　　　آتے ہیں جو کام دوسروں کے

ہمدردی کی صورتیں:

(1) بیمار کی عیادت کرنا۔
(2) انتقال پر لواحقین سے تعزیت کرنا۔
(3) نقصان یا مصیبت پہنچنے پر ہمدردی کرنا۔
(4) کسی غریب مسلمان کی مدد کرنا۔
(5) لوگوں کی مدد کرنا۔
(6) مظلوم کی مدد کرنا۔
(7) مقروض کو مہلت دینا۔
(8) دکھ درد میں تسلی اور دلاسہ دینا۔

[1] سورۃ الحشر، 9:59
[2] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، باب الھاء، ذکر من اسمہ ھاشم، رقم الحدیث: 9292
[3] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان، رقم الحدیث: 2008
[4] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عیادۃ المریض، رقم الحدیث: 1441

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

محسنِ انسانیت، نبی کریم، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے نہ صرف حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنے کا حکم دیا بلکہ عملی طور پر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم خود بھی ہمیشہ غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مسجدِ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک عورت اپنی کسی ضرورت کے لئے آپ کے پاس آئی، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم کے درمیان سے اٹھ کر دیر تک مسجد کے صحن میں اس کی باتیں سنتے رہے اور اس کی ضرورت پوری کرنے کا یقین دلا کر، مطمئن کر کے اسے بھیج دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بلا تفریق اپنے صحابہ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ شفقت و عنایت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس کچھ چادریں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک چھوڑ کر سب چادریں اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیں۔ آپ کے ایک صحابی حضرت مَخْرَمہ رضی اللہُ عنہ جو کہ نابینا تھے جب آپ کو اس فعل کی اطلاع ملی تو آپ عرض لے کر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! سب چادریں تقسیم کر دی گئیں ہیں اور ہم محروم رہ گئے، ہمیں بھی ہمارا حصہ دیا جائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کمال شانِ بے نیازی سے ایک چادر نکالی اور بڑی محبت اور پیار سے یہ فرماتے ہوئے وہ چادر ان صحابی کے حوالے کر دی کہ اے مخرمہ! ہم نے تو پہلے ہی یہ چادر تمہارے لئے بچا رکھی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نہ صرف انسانوں کے ساتھ شفقت و ہمدردی فرماتے تھے بلکہ جانور بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کچھ عرض کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ان کے ساتھ بھی ہمدردی کیا کرتے تھے، چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا۔ جب اُس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا تو وہ رو پڑا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے دریافت فرمایا: اِس اُونٹ کا مالک کون ہے، یہ کس کا اُونٹ ہے؟ انصار کا ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! یہ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بے زبان جانور کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔

آٹھواں باب

تکلیف دینا

(Causing Trouble)

آپس میں اچھے تعلقات سے زندگی گزارنا اِسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے، جبکہ یہ بات واضح ہے کہ لوگوں کے حُقوق ضائع کرکے اور انہیں تکلیف پہنچا کر کبھی اچھے تعلقات قائم نہیں کئے جاسکتے۔ حقیقی معاشرہ وہی ہے جس میں لوگ کسی کو تکلیف نہ دیں۔ اسلام اِنہی چیزوں کا درس دیتا ہے اور معاشرے کو نقصان پہنچانے والے اُمور مثلاً غیر ضروری سختی اور تکلیف دینے سے منع کرتا ہے۔

تکلیف نہ پہنچانا بھی مسلمان اور مؤمن ہونے کی نشانی ہے، چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم سے سوال کیا: کیا تم جانتے ہو کہ مسلمان کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔" ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: مؤمن وہ ہے جس سے ایمان والے اپنی جانیں اور اموال محفوظ سمجھیں۔

علمائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم نے برے خاتمے کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا: بُرے خاتمے کے چار اَسباب ہیں: (1) نماز میں سُستی (2) شراب نوشی (3) والدین کی نافرمانی (4) مسلمانوں کو تکلیف دینا۔

علامہ عبدالرؤوف مناوی رحمۃُ اللہِ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ساتھیوں کے ساتھ عدل واجب ہے اور عدل کی تین صورتیں ہیں: (1) زیادتی نہ کرنا (2) ذلیل کرنے سے بچنا (3) تکلیف نہ دینا۔ کیونکہ زیادتی نہ کرنے سے محبت بڑھتی ہے، ذلیل کرنے سے بچنا سب سے بڑی مہربانی ہے اور تکلیف نہ دینا سب سے بڑا انصاف ہے۔ اگر یہ تین چیزیں نہ چھوڑی جائیں تو آپس میں دشمنیاں جنم لینے لگتی ہیں اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔

کروں یا خدا مومنوں کی میں خدمت   نہ پہنچے کسی کو بھی مجھ سے اَذِیَّت (امیر اہلسنت)

تکلیف دینے کی صورتیں:

(1) کسی کو دھوکا دینا۔
(2) کسی سے حسد کرنا۔
(3) کسی کو نقصان پہنچانا۔
(4) کسی سے بغض رکھنا۔
(5) کسی پر ظلم کرنا
(6) کسی کو ذلیل ورسوا کرنا
(7) کسی کو حقیر (خود سے کم) جاننا
(8) رات یا دن میں شور وغل کرنا

نواں باب

صلہ رحمی

(Treating Relatives Well)

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نساء کی پہلی آیت میں واضح حکم ارشاد فرمادیا، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ﴾[1]

ترجَمۂ کنزالعرفان: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بچو)۔

حدیث مبارکہ میں رزق میں اضافے کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی گئی، چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو وہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر اور رزق میں اضافہ کر دیا جائے اسے چاہئے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔[3]

حسن سلوک کو سب سے بہترین عمل قرار دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: دنیا و آخرت کے افضل اَخلاق میں سے یہ ہے کہ تم تعلق توڑنے والے سے تعلق جوڑو، جو تمہیں نہ دے اسے تم دو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔[4] نیز فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

اہم بات: رشتہ داروں کے ساتھ اعلیٰ درجے کا اچھا سلوک یہ ہے کہ وہ توڑے، تم جوڑو، وہ تم سے جدا ہونا چاہے اور دور ہونا چاہے تو تم اس کے ساتھ رشتوں کے حقوق کا خیال رکھو۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی مثالیں:

(1) خوشی، غمی میں شریک ہونا۔

(2) پریشانی میں احساس کرنا۔

(3) بیماری کی صورت میں عیادت کرنا۔

(4) وقتاً فوقتاً تحائف دینا۔

(5) بزرگوں اور بچوں کا خیال رکھنا۔

(6) غریب رشتہ دار کی مالی معاونت کرنا۔

[1] سورۃ النساء، 4:1

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من بسط لہ الرزق بصلۃ الرحم، رقم الحدیث: 5985

[3] منذری، عبد العظیم بن عبد القوی، الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلاۃ، باب بر الوالدین، رقم الحدیث: 3659

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من بسط لہ الرزق بصلۃ الرحم، رقم الحدیث: 5986

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم صلہ رحمی کرتے ہوئے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ خواہ وہ رشتے یا عمر میں آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں، نرمی اور شفقت کا برتاؤ کیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مسجد نبوی میں اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے کندھے پر آپ کی نواسی اُمامہ بیٹھی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے نماز پڑھانا شروع کی، جب آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم رکوع میں جاتے تو امامہ کو زمین پر بٹھا لیتے اور جب سجدہ کر لیتے اور کھڑے ہونے لگتے تو انہیں دوبارہ اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھاتے اور ان کے ساتھ کھیلتے اور ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لئے یوں دعا کرتے: اے اللہ عزّوجلّ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہوئے ان کے لئے کھانے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو دعوت توحید دینے کے لئے ان کو کھانا کھلانے کا اہتمام کیا اور کھانا کھلانے کے بعد ان پر دعوت توحید پیش کی۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہوئے ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم جب بھی کسی لمبے سفر سے تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کی خیریت دریافت فرماتے پھر اپنے گھر تشریف لاتے۔ اس کے بعد اپنی رضاعی خالہ حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے ہاں آرام فرماتے۔

دسواں باب

قطع رحمی

(Cutting off Family Relations)

شریعت میں جن سے صلہ رحمی (نیک سلوک) کا حکم دیا گیا ہے ان سے تعلق توڑنا "قطع رحمی" کہلاتا ہے۔[1]

قرآن پاک میں ہے: ﴿الَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِهٖ ۪ وَیَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۲۷﴾﴾[2] ترجمۂ کنز العرفان: وہ لوگ جو اللہ کے وعدے کو پختہ ہونے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور اس چیز کو کاٹتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

قطع تعلق کرنے والے کے لئے جہنم کی خبر دی گئی، چنانچہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے تعلق توڑے، جو تین دن سے زیادہ تعلق توڑے اور اسی حال میں مر جائے تو جہنم میں جائے گا۔[3]

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخلے سے محروم ہوگا، چنانچہ حضرت جُبَیر بن مُطْعِم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

قطع رحمی اللہ پاک کی رحمت سے دوری کا سبب ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس قوم پر اللہ تعالی کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع تعلقی کرنے والا ہو۔

قطعِ رحمی کی صورتیں:

(1) بات چیت اور ملنا جلنا ختم کر دینا۔

(2) بد گمانی و بدزبانی کرنا۔

(3) ضرورت کے وقت مدد نہ کرنا۔

(4) مقام و مرتبہ کا لحاظ نہ رکھنا۔

(5) خوشی یا غمی میں شرکت نہ کرنا۔

(6) بیماری وغیرہ کے موقع پر عیادت نہ کرنا۔

---

[1] مفتی، محمد انس قادری، صلہ رحمی اور قطع تعلقی کے احکام، لاہور، مکتبہ فیضانِ شریعت، 2016ء، ص226

[2] سورۃ البقرۃ:2:27

[3] ابو داود، سلیمان بن اشعث، کتاب الادب، باب فیمن یھجر اخاہ المسلم، رقم الحدیث:4914

گیارھواں باب

پڑوسی کے حقوق

(Rights of Neighbour)

قرآنِ پاک میں پڑوسیوں کا ذکر کر کے ان کے ساتھ احسان کی تلقین کی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـٴًـا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ﴾[1] ترجمۂ کنز العرفان: اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی۔

ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اللہ تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت کا ذریعہ ہے، چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس کسی کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بنے تو وہ اپنے پڑوس والوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔[2]

اسلام میں پڑوسی کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کسی شخص کے کامل مؤمن ہونے اور نیک و بد ہونے کا معیار اس کے پڑوسی کو مقرر فرمایا، چنانچہ ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک بن جاؤ۔ اس نے عرض کی: مجھے اپنے نیک بن جانے کا علم کیسے ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے پڑوسیوں سے پوچھو! اگر وہ تمہیں نیک کہیں تو تم نیک ہو اور اگر وہ بُرا کہیں تو تم بُرے ہی ہو۔[3]

پڑوسی کا خیال رکھنے کی صورتیں:

(1) وسعت کے مطابق ضرورت پوری کرنا۔

(2) تکلیف نہ پہنچانا۔

(3) اس کے جان، مال کی حفاظت کرنا۔

(4) بیمار ہو تو عیادت کرنا۔

(5) اس کے بچوں کا خیال کرنا۔

(6) اپنے مکان کی وجہ سے اس کے گھر کی ہوا نہ روکنا۔

(7) گھر کی چھت پر یوں چڑھنا کہ اس کے گھر بے پردگی نہ ہو۔

---

[1] سورۃ النساء، 36:4

[2] بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی واجلالہ وتوقیرہ، رقم الحدیث: 1533

[3] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الثناء الحسن، رقم الحدیث: 4223

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

پڑوسیوں میں محبت اور تعلقات کا بہترین ذریعہ ہدیہ اور تحفہ کا دینا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم خود اپنی زوجہ محترمہ کو اسکی تاکید فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں عرض کی: میرے دو پڑوسی ہیں۔ ان میں سے ایک میرے دروازے کے سامنے رہتا ہے اور دوسرا دروازے سے کچھ دور اور بعض اوقات میرے پاس موجود چیز اتنی ہوتی ہے کہ دونوں کو دینے کی گنجائش نہیں ہوتی، لہٰذا ان دونوں میں سے کس کا حق زیادہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ تمہارے سامنے ہے۔

ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ (اور پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ) اگر وہ تجھ سے مدد چاہے تو اُس کی مدد کرو، اگر قرض مانگے تو اُس کو قرض دو، اگر محتاج ہو تو اُس کی اعانت کرو، اگر بیمار ہو تو اُس کی عیادت کرو، اگر مر جائے تو اُس کے جنازے میں شریک ہو، اگر اُس کو خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دو، اگر اُس کو مصیبت پہنچے تو تعزیت کر، بغیر اُس کی اجازت کے اُس کے مکان کے پاس اپنا مکان اُونچا نہ کرو کہ جس سے اُس کی ہوا رُک جائے، اگر کوئی پھل خریدو تو اس کو بھی ہدیہ دو، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اُس پھل کو اس طرح پوشیدہ گھر میں لاکہ وہ نہ دیکھ سکے اور اُس کو تیری اولاد باہر لے کر نہ نکلے تاکہ پڑوسی کے بچے اس کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں، اور اپنے گھر کے دُھوئیں سے اُس کو تکلیف نہ پہنچاؤ مگر اُس صورت میں کہ جو پکاؤ اُس میں سے اُس کا بھی حصہ نکالے۔ (پھر فرمایا:) تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کتنا حق ہے؟ قسم ہے اُس پاک ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اُس کے حق کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا جس پر اللہ رحم کرے۔

بارہواں باب

پڑوسی سے بدسلوکی

(Misbehaving with a Neighbour)

حقوق العباد میں سے ایک اہم حق پڑوسی کا حق ہے مگر آج پڑوسیوں کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہماری زندگی سے چین وسکون اٹھ گیا ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات کو اپنایا جائے تو یقیناً ہمارے معاشرے سے جو چین وسکون اٹھ گیا ہے وہ دوبارہ واپس آجائے اور ہماری معاشرت بہت خوبصورت ہو جائے۔

جو شخص پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے اس کا ایمان کامل نہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: اللہ عزّوجلّ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! وہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی برائیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔[1]

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات ایسے شخص کو کامل ایمان والا قرار نہیں دیتیں کہ جو خود تو پیٹ بھر کر سو جائے اور اُس کے "پڑوس" میں بچے بھوک و پیاس سے بِلبلاتے رہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔[2]

پڑوسی کو ستانا، بدسلوکی کے ذریعے ان کی زندگی کو تکلیف دہ بنا دینا، دنیا و آخرت میں نقصان کا حقدار بنا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس کے شر سے اُس کا "پڑوسی" بے خوف نہ ہو وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔[3]

پڑوسی کو تکلیف پہنچانا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے "پڑوسی" کو تکلیف دی بے شک اُس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اُس نے اللہ عزّوجلّ کو ایذا دی، نیز جس نے اپنے "پڑوسی" سے جھگڑا کیا اس نے مجھ سے جھگڑا کیا اور جس نے مجھ سے لڑائی کی بے شک اس نے اللہ عزّوجلّ سے لڑائی کی۔[4]

پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی یا ان کی حق تلفی کی کچھ صورتیں:

(1) ان کو سلام نہ کرنا۔

(2) بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرنا۔

(3) اس کی غیبت و چغلی کرنا۔

(4) وسعت کے باوجود ضرورت پوری نہ کرنا

(5) اس کے مال و مکان کا نقصان کرنا۔

(6) دروازے کے سامنے کوڑا پھینک دینا۔

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الادب، باب اثم من لایامن جارہ بوایقہ، رقم الحدیث: 6016

[2] منذری، زکی الدین عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ وغیرھما، باب الترھیب من اذی الجار، رقم الحدیث: 3773

[3] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب بیان تحریم ایذاء الجار، رقم الحدیث: 73

[4] منذری، زکی الدین عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ وغیرھما، باب الترھیب من اذی الجار، رقم الحدیث: 3761

تیرھواں باب

احترام کرنا

(Being Respectful)

انسان کے لئے سب سے بڑی عزت و احترام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کو تمام مخلوقات سے افضل قرار دیا ہے۔ دین اسلام بھی ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ایک انسان کے لئے دوسروں کا احترام لازم ہے اور یہ احترام کا رشتہ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہونا چاہئے، اس میں دنیاوی غرض یاد کھاوا نہیں ہونا چاہئے۔

اس احترام کے رشتے میں ماں باپ، اولاد، بہن بھائی، خاندان، اساتذہ اور ہم جماعت سب داخل ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِۙ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْؕ﴾[1] ترجمۂ کنزالعرفان: اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام لونڈیوں (کے ساتھ اچھا سلوک کرو)۔

احترامِ انسانیت کو ایمان و اسلام کی پہچان قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: جانتے ہو مسلمان کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو مومن کون ہے؟ پھر ارشاد فرمایا: مؤمن وہ ہے کہ جس سے دوسرے مؤمن اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ سمجھیں۔[2]

مسلمان کا احترم کرنا اور اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا جہنم کے عذاب سے نجات کا سبب ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے جہنم کا عذاب دور فرمادے گا۔

احترام انسانیت کی صورتیں:

(1) مسلمان غیر فاسق کا کھڑے ہو کر استقبال کرنا۔

(2) مسلمان غیر فاسق سے سلام میں پہل کرنا۔

(3) دعوت کرنا۔

(4) حرج نہ ہو تو اپنی سواری پر سوار کرنا۔

(5) تحفہ دینا۔

(6) ہمیشہ عزت دینا۔

[1] سورۃ النساء، 36:4

[2] ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن عاص، رقم الحدیث: 6925

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی محبوب چیز کا سوال بھی کرتا تو آپ اس کا احترام کرتے ہوئے اس کو وہ چیز عطا فرما دیتے اگرچہ آپ کو اس کی ضرورت ہوتی، چنانچہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس ایک چادر لے کر آئی جس کے کناروں پر بُنائی کی ہوئی تھی، اس نے کہا: میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بُنا ہے تاکہ میں آپ کو پہناؤں، نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی، آپ نے اس عورت سے وہ چادر لے لی، پھر نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس کو بطور تہبند باندھ کر آئے، ایک شخص نے اس چادر کی تحسین کی اور کہا: یہ بہت اچھی چادر ہے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یہ چادر مجھے دے دیں، مسلمانوں نے اس شخص سے کہا: تم نے اچھا نہیں کیا، نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ضرورت کی وجہ سے اس چادر کو پہنا تھا، پھر تم نے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے وہ چادر مانگ لی، حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے پہننے کے لیے یہ چادر نہیں مانگی، میں نے تو اپنا کفن بنانے کے لیے یہ چادر مانگی ہے، حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر وہ چادر اس کا کفن بن گئی۔

چودھواں باب

احترام نہ کرنا

(Being Disrespectful)

ایک مسلمان اور ایک انسان کے لئے دونوں حیثیتوں میں دوسرے انسانوں یا مسلمانوں کے ساتھ روزمرہ کے رویے بہتر کرنے کی ضرورت اس دور میں شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی بھی کسی انسان / مسلمان کا دل نہ دُکھایا، نہ کسی پر طنز کیا، نہ کسی کا مذاق اڑایا، نہ کسی کو دُھتکارا، نہ کبھی کسی کی بے عزتی کی بلکہ ہر ایک کو سینے سے لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیشہ بغیر کسی امتیاز کے ہر انسان کو احترام دیا۔

مسلمان کی بے توقیری کرنے پر عذاب جہنم کی وعید بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو رُسوا کرنے کے لئے کوئی بات کہی، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک لے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے کہے کی سزا پالے۔

آدمی کے برا ہونے کی نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی جان، مال یا عزت کو پامال کرے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ [1] کسی آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، ہر مسلمان پر (دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم: جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی عزت پامال کی جارہی ہو اور اسے گالیاں دی جارہی ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ رسوا کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہو اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اسے گالیاں دی جارہی ہوں اور اس کی عزت پامال کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہو۔

احترام نہ کرنے کی صورتیں:

(1) طنز کرنا۔
(2) مذاق اڑانا۔
(3) دُھتکارنا۔
(4) بے عزتی کرنا۔
(5) حقوق کا لحاظ نہ رکھنا۔
(6) کسی کو نیچا دکھانا۔

[1] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ وغیرہما، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، رقم الحدیث: 2564

پندرہواں باب

ادب

(Respect)

ادب اور اخلاق معاشرے میں بنیادی حیثیت کا درجہ رکھتے ہیں، جو معاشرے کو بلند کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ادب سے عاری انسان اپنا مقام نہیں بنا سکتا۔ کہاوت ہے: "با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب" یعنی ادب ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو ممتاز بنا دیتا ہے۔ اسلام نے بھی ادب و آداب اور حسنِ اخلاق پر بہت زور دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ یعنی مجھے میرے رب تعالیٰ نے ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بات کر رہے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے بیٹھتے تھے، جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یہی نہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وضو سے گرنے والے پانی کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے، اپنے چہروں پر مل لیتے تھے۔

حضرت عبدُ اللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں زیادہ علم کے مقابلے میں تھوڑے ادب کی زیادہ ضرورت ہے [2]

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا اَدَبَ لَہٗ یعنی جو با ادب نہیں اس کا کوئی دِین نہیں۔[3]

کسی دانا کا قول ہے: مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ اِلَّا بِالْحُرْمَةِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّا بِتَرْكِ الْحُرْمَةِ یعنی جس نے جو کچھ پایا اَدب و احترام کرنے کے سبب ہی پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ اَدب و احترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا۔[4]

ادب کی صورتیں:

(1) والدین اور اساتذہ کا حکم ماننا۔
(2) والدین اور اساتذہ کے ہاتھ چومنا۔
(3) پیچھے سے آواز نہ دینا۔
(4) بات نہ کاٹنا۔
(5) اپنی بات پر بڑوں کی بات کو ترجیح دینا۔
(6) بڑوں سے آگے نہ چلنا۔
(7) بڑوں کی جانب پیٹھ نہ کرنا۔
(8) آہستہ آواز میں بات کرنا۔

[1] السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جامع الصغیر (مترجم)، حرف الھمزہ، رقم الحدیث: 1262
[2] قشیری، عبدالکریم، رسالہ قشیریہ (مترجم: محمد اجمل عطاری)، باب الادب، ص 317
[3] اعلیٰ حضرت، احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، ج 28، ص 158
[4] علمیہ، مدنی علماء (شعبہ تراجم کتب)، راہ علم، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص 29

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے بڑوں کا بھی ادب کیا کرتے تھے، جیسا کہ منقول ہے: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے رضاعی والد، اماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی اور ان کو اس چادر پر بٹھایا، ان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رضاعی والدہ اماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ان کے لئے بھی اپنی چادر بچھادی اور ان کو عزت و تکریم کے ساتھ اپنی چادر پر بٹھایا۔ اس کے بعد آپ کی رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، تو آپ نے ان کے ساتھ بھی یہی عزت و احترام والا معاملہ فرمایا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا وہاں تشریف لے آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور اپنی والدہ محترمہ کے لئے چادر بچھائی اور ان کو عزت و تکریم سے نوازا۔

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنی مکمل حیاتِ طیبہ میں ہر قسم کے رشتوں کا ادب کر کے اپنے صحابہ کو سکھایا۔ یہاں تک کے بچوں، بڑوں، والدین، بہن بھائی اور دیگر عزیز و اقارب کا بھی آپ نے ادب و احترام کر کے بتایا، چنانچہ روایت ہے کہ جب خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے، ان کے ہاتھ اور پیشانی کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر انہیں بٹھاتے حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

سولہواں باب

بے ادبی

(Disrespect)

اَدب کرنے والا دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے جبکہ بے ادبی کرنے والا دنیا اور آخرت میں ذلت کا شکار ہو کر لوگوں کے لئے نمونۂ عبرت بن جاتا ہے، بے ادبی انسان کو تباہی کے گہرے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: باأدب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔

کفارِ عرب کے سرداروں میں سے ایک نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوتِ اسلام کے جواب میں اللہ پاک کی شان میں گستاخی کی تو اس پر بجلی گری اور وہ شخص ہلاک ہو گیا، پس معلوم ہوا کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں کوئی ایسا لفظ نہیں نکالنا چاہئے جو شانِ اُلوہیت میں بے ادبی قرار پائے۔

بارگاہِ رسالت میں بے ادبی کی نحوست سے ابو لہب کا بیٹا عُتبہ شیر کا لقمہ بنا۔

پانچ دشمنانِ رسول، عاص بن وائل، اَسْوَد بن مطلب، اسود بن عبد یَغُوث، حارث بن قیس اور ولید بن مغیرہ بھی بارگاہِ نبوت میں گستاخیوں اور بے ادبیوں کے سبب ہلاکت کا شکار ہوئے۔

پس معلوم ہوا کہ بے ادبی وہ شے ہے جو انسان سے اس کا قیمتی سرمایہ ایمان تک چھین لیتی ہے۔

اپنے استاد کی بے ادبی کرنے والا علم حاصل کر لینے کے باوجود دوسروں تک پہنچانے میں ناکام رہتا ہے۔ بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کی بے ادبی کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ساداتِ کرام کی بے ادبی کرنے والا خود کو ان کے نانا جان رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضی کا مستحق بنا لیتا ہے۔ ماں باپ کی بے ادبی کرنے والا دنیا و آخرت میں اس کی سزا پاتا ہے۔ اپنے پیر کی بے ادبی کرنے والا مرید کبھی بھی نگاہِ مرشد پانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کیا خوب دعا کیا کرتے ہیں:

محفوظ سدا رکھنا شہا! بے ادبوں سے　　　اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

بے ادبی کی صورتیں:

(1) والدین اور اساتذہ کرام کی بات نہ ماننا۔

(2) بڑوں کی بات کاٹنا۔

(3) بڑوں کی جانب پیٹھ کرنا۔

(4) بلند آواز میں بات کرنا۔

سترہواں باب

ایمانداری

(Honesty)

ایمانداری یا دیانت داری کا مطلب ہے کہ آپ کو جو ذمہ داری دی گئی ہے اس کو پورے انصاف کے ساتھ ادا کرنا۔

اسلام میں ایمانداری کی بڑی اہمیت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ ﴾[1] ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں ان کے سپرد کرو۔

دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا گیا: ﴿ فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗؕ ﴾[2] ترجمہ کنزالعرفان: تو وہ (مقروض) جسے امانت دار سمجھا گیا تھا وہ اپنی امانت ادا کردے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے۔

ایک مجلس میں ہونے والی باتیں بھی امانت ہوتی ہیں، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے: اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ، أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ، أَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ یعنی مجلسیں امانت ہیں مگر تین موقعوں پر، کسی کے ناحق قتل کی، یا آبروریزی کی یا کسی کا مال ناجائز طور پر لے لینے کی سازش ہو تو متعلقہ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیا جائے۔

نیز حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ جب ایک شخص کوئی بات کہے پھر ادھر ادھر دیکھے تو یہ بھی امانت ہے۔

امانت دار کے لئے صدقہ کرنے کا ثواب ہے جب وہ خوش دلی کے ساتھ امانت واپس کر دے، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: امانت دار خزانچی کے لئے بھی صدقہ کرنے والے کے برابر ہی ثواب ہے جب وہ امیر کے حکم کے مطابق خوش دلی سے پورا پورا مال اس شخص کے حوالے کر دیتا ہے جس کے لئے حکم ہوا ہے۔

ایمانداری کی صورتیں:

(1) اپنا کام مکمل ذمہ داری سے پورا کرنا۔
(2) ناپ تول کو پورا کرنا۔
(3) جتنا اپنا حق ہو اتنا ہی لینا۔
(4) زائد رقم ملنے پر واپس کرنا۔
(5) خالص چیز کی خرید و فروخت کرنا۔
(6) اہل شخص کو عہدہ دینا۔

[1] سورۃ النساء، 58:4
[2] سورۃ البقرہ، 283:2

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے امانت داری کا صرف حکم ہی نہیں دیا، بلکہ اس پر عمل کر کے دکھایا، یہی وجہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس صرف صحابہ کرام ہی نہیں، بلکہ کفار مکہ بھی اپنی امانتیں رکھا کرتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس ذمہ داری کو بحسن و خوبی انجام دیا کرتے تھے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس لوگوں کی امانتیں رکھی ہوئی تھیں۔ جانے سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امانتیں لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری عطا فرمائی اور پھر مدینہ منورہ کے لیے ہجرت فرما گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بستر پر ہی سوئے تاکہ صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نیابت میں ساری امانتیں لوگوں کو واپس کر دیں اور کسی شخص کو یہ شبہ بھی نہ ہو کہ نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم امانتیں لے کر چلے گئے۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زندگی امانت داری کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی امانت داری ہی کی وجہ سے کفارِ مکہ بدترین دشمن ہونے کے باوجود آپ کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا: اے مکہ کے لوگو! اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑوں کے پیچھے سے کوئی فوج آپ کی طرف بڑھ رہی ہے تو کیا آپ مجھ پر یقین کریں گے؟ سب نے ایک آواز میں کہا: ہاں، کیونکہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا ہے۔ تمام لوگوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ان کی سچائی اور ایمانداری کی قسم کھائی۔

اٹھارہواں باب

دھوکا دہی

(Fraud)

قرآن پاک میں ہے: ﴿اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: تو کیا بری سازشیں کرنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہو۔

امانت داری ایمان والوں کی بہترین صفت ہے اور جو امانت دار نہیں اس کا ایمان کامل نہیں، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب بھی ہمیں خطاب کرتے تو فرماتے: جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں، اور جس شخص کا عہد نہیں اس کا کوئی دین ہی نہیں۔[2]

خیانت اور دھوکا ایسی بُری چیز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی دعاؤں کے ذریعے اس سے بچنے کی تعلیم ارشاد فرمائی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَمِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ یعنی اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں، یہ بہت بری ہم نشین ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں، یہ بہت بری ہم راز ہے۔ (یعنی بہت بری باطنی خصلت ہے۔)

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: ملعون (لعنت کیا گیا) ہے وہ شخص جس نے کسی مؤمن کو نقصان پہنچایا یا دھوکا دیا۔[3]

ایک اور حدیث پاک میں ہے: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا وہ ہم میں سے نہیں جو دھوکا دے۔[4]

دھوکا دہی کی مثالیں:

(1) کسی چیز کا عیب چھپا کر اس کو بیچنا۔

(2) اَصل بتا کر نقل دے دینا۔

(3) غلط بیانی کر کے کسی سے مال بٹورنا۔

(4) ملاوٹ شدہ چیز بیچنا۔

(5) نامکمل کام کو مکمل بتانا۔

---

[1] سورۃ النحل، 45:16

[2] ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، حدیث انس ابن مالک، رقم الحدیث: 12567

[3] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، رقم الحدیث: 1941

[4] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: من غشنا فلیس منا، رقم الحدیث: 164(101)

انیسواں باب

سچائی

(Truthfulness)

سچائی ایک بہترین عادت ہے جس سے ایمان اور اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور ان کے لیے تقو و نجات کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ﴿۳۳﴾﴾[1]

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جس نے ان کی تصدیق کی یہی پرہیز گار ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں سچ لے کر تشریف لانے والے سے مراد حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے سے مراد امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا تمام مؤمنین ہیں۔

سچ ایک نفع بخش وصف ہے، چنانچہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں گی وہ نفع پائے گا: صدق (سچ)، حیا، حسنِ اخلاق اور شکر۔

سچائی جنت کی ضامن ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے روایت ہے: اِضۡمَنُوۡا لِیۡ سِتًّا مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَضۡمَنۡ لَکُمُ الۡجَنَّۃَ اُصۡدُقُوۡا اِذَا حَدَّثۡتُمۡ وَاَوۡفُوۡا اِذَا وَعَدۡتُمۡ وَاَدُّوۡا اِذَا اؤۡتُمِنۡتُمۡ وَاحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَکُمۡ وَغُضُّوۡا اَبۡصَارَکُمۡ وَکُفُّوۡا اَیۡدِیَکُمۡ

ترجمہ: تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: (1) جب بات کرو تو سچ بولو (2) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (3) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو (4) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (5) اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو (6) اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

سچ بولنا دل کے سکون کا باعث ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: دَعۡ مَا یُرِیۡبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیۡبُكَ فَاِنَّ الصِّدۡقَ طَمَانِیۡنَۃٌ وَاِنَّ الۡکَذِبَ رِیۡبَۃٌ جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور جو شک میں نہ ڈالے وہ اپنا لو، صِدق اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے۔

غیبت سے اور تہمت و چغلی سے دور رکھ | خُوگر تو سچ کا دے بنا یا ربِ مصطفیٰ

سچ بولنے کی صورتیں:

(1) حقیقت کے مطابق بات کرنا۔

(2) اپنی غلطی کو دوسروں کی جانب منسوب نہ کرنا۔

(3) اگر بلا اجازت کوئی چیز استعمال کرلی تو پوچھنے پر والدین کو سچ بتانا۔

(4) حقیقت کے مطابق گواہی دینا۔

(5) سچا وعدہ کرنا۔

---

[1] سورۃ الزمر، 33:39

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے درس

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم صدق کے پیکر تھے اور قریش کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دعویٰ نبوت سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صداقت مسلّم تھی، اسی لئے اعلانِ نبوت سے قبل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اسی وصف کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو تجارت اور نکاح کے لئے منتخب فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی مزاح میں بھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود فرمایا: میں مزاح ضرور کرتا ہوں لیکن صرف حق اور سچ بات کہتا ہوں، چنانچہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی ا عنہا سے فرمایا: جنت میں بوڑھی عورتیں داخل نہ ہوں گی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا چونکہ بوڑھی تھیں، یہ سن کر رونے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہنستے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت میں بوڑھوں کو بھی جوان بنا کر داخل فرمائے گا۔ یہ سن کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں۔

بیسواں باب

جھوٹ

(Lie)

جھوٹ اپنے بدترین انجام اور بُرے شعبے کی وجہ سے تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ اس سے چغلی، چغلی سے بغض اور بغض سے دشمنی کا دروازہ کھلتا ہے جس کے ہوتے ہوئے امن و سکون قائم نہیں ہوتا۔ جھوٹ ایسی بُری عادت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جھوٹ کی عادت کو سب سے زیادہ ناپسند کیا۔

ارشادِ باری ہے: ﴿ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۰۵ ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

جھوٹ بولنے والے کے منہ کی بدبو کی وجہ سے فرشتے بھی اس سے دور ہو جاتے ہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔[2]

جھوٹ کو ایک بڑی خیانت قرار دیا گیا ہے، چنانچہ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے: یہ ایک بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات بیان کرو جس حوالے سے وہ تجھے سچا سمجھتا ہے حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔[3]

جھوٹ بولنے والے شخص کے لئے بربادی کی وعید ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص برباد ہو جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے، ایسے شخص کے لئے بربادی ہو ایسے شخص کے لئے بربادی ہو۔[4]

نیکیوں میں دل لگے ہر دم بنا عامِل سنت اے نانائے حسین
جھوٹ سے بغض و حسد سے ہم بچیں کیجیے رحمت اے نانائے حسین

جھوٹ کی صورتیں:

(1) گھر پر ہونے کے باوجود کہلوانا کہ گھر نہیں ہیں۔
(2) رقم بچانے یا زیادہ کمانے کے لئے جھوٹ بولنا۔
(3) چیز اپنی نہ ہونے کے باوجود بھی کہنا کہ میری ہے۔
(4) کام نہ کرنے کے باوجود کہنا کہ کام کر لیا ہے۔
(5) پسند نہ ہونے پر بھی کہنا کہ پسند ہے۔
(6) نقلی چیز کو اصلی کہہ کر بیچنا۔

---

[1] سورۃ النحل، 105:16
[2] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم، باب ماجاء فی الصدق والکذب، رقم الحدیث: 1972
[3] ابو داود، سلیمان بن اشعث، کتاب الادب، باب فی المعارض، رقم الحدیث: 4971
[4] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب الزہد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم، باب فی من تکلم بکلمۃ یضحک بھا الناس، رقم الحدیث: 2315

اکیسواں باب

عفو و درگزر

(Forgiving and Tolerance)

معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ بسا اوقات آپس میں ناراضی ہو جانا واضح بات ہے لیکن اس کا بہترین حل یہ ہے کہ جس سے غلطی ہو جائے وہ اپنی غلطی پر معافی مانگ لے، دوسرے کو چاہئے کہ معافی مانگنے والے کو اللہ کی رضا کے لئے معاف کر دے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْاؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْؕ﴾[1] ترجمہ کنزالعرفان: اور انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش فرما دے۔

معاف کرنے والا بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ندا ہوگی کہ جس کا اجر اللہ پاک کے ذمہ ہے وہ اٹھے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ سوال ہوگا: کس کے لئے اجر ہے؟ منادی کہے گا: ان لوگوں کے لئے جو معاف کرنے والے ہیں تو ہزاروں آدمی کھڑے ہوں گے اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔[2]

دنیا میں کسی کو معاف کرنے والے کی بروز قیامت خطائیں معاف کر دی جائیں گی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان کی غلطی کو معاف کرے گا قیامت کے دن اللہ پاک اس کی غلطی کو معاف کرے گا۔[3]

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہم خادم کو کتنی بار معاف کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خاموش رہے، انہوں نے پھر سوال کیا، آپ خاموش رہے جب تیسری بار سوال کیا تو فرمایا: روزانہ ستر بار۔[4]

معاف کرنے سے عزت میں اضافہ ہوتا ہے، چنانچہ حُضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا یعنی اللہ پاک مُعاف کر دینے سے بندے کی عزت ہی میں اضافہ فرماتا ہے۔

عفو و درگزر کی صورتیں:

(1) اگر کسی نے برا کہا تو بدلہ نہ لینا۔

(2) دل آزاری کرنے والے کو معاف کر دینا۔

(3) حق مارنے والے کو معاف کر دینا۔

(4) رش میں دھکا وغیرہ لگنے کی صورت میں خاموش رہنا۔

(5) کسی سے نقصان ہو جائے تو معاف کر دینا۔

[1] سورۃ النور، 22:24

[2] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، باب الف، ذکر من اسمہ احمد، رقم الحدیث: 1998

[3] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الاقالہ، رقم الحدیث: 2199

[4] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی العفو عن الخادم، رقم الحدیث: 1949

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ میں داخل ہونے کے بعد حضرت بلال رضی اللہُ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اذان دینے کا حکم دیا۔ سردارانِ قریش میں سے ابوسفیان، عتاب، خالد بن اُسید، حارث بن ہشام وغیرہ بیت اللہ کے صحن میں موجود تھے۔ عتاب اور خالد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے والد کی بڑی عزت رکھی کہ وہ اس اذان کو سننے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ حارث نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے یقین ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حق پر ہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی اطاعت میں آ جاؤں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالنا چاہتا کیونکہ میرے منہ سے نکلی ہوئی بات کے متعلق یہ پتھر بھی آپ کو باخبر کر دیں گے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ادھر سے گزرے تو آپ نے ان سرداروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہاری گفتگو کے بارے میں مجھے اطلاع مل چکی ہے آپ نے ان کی ساری گفتگو کو دہرا دیا۔ حارث اور عتاب نے فوراً آپ کی رسالت کا اقرار لیا۔ مسلمان ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے عتاب کے سابقہ کاموں سے درگزر کرتے ہوئے ان کو مکہ کا والی (گورنر) مقرر کر دیا۔

حضرت اُمِّ حکیم بنتِ حارث مخزومیہ بارگاہِ رسالت میں اِسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو اپنے شوہر کے بارے میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! عِکرمہ آپ سے بھاگ کر یمن جارہا ہے، کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ کہیں آپ اسے قتل نہ کر ڈالیں، آپ اسے اَمان دے دیجئے۔ یہ سُن کر رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اَمان عطا فرمادی۔ پھر اُمِّ حکیم رضی اللہُ عنہا اپنے شوہر کی تلاش میں نکلیں اور انہیں تِہامہ کے ساحِل پر جاملیں اور انہیں سمجھانے لگیں: اے چچا کے بیٹے! میں تمہارے پاس لوگوں میں سے سب سے افضل اور نیک ہستی یعنی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف سے آئی ہوں، لہٰذا تم خُود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ پھر انہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی امان کے بارے میں بتایا تو عِکرمہ نے پوچھا: کیا تم نے واقعی ایسا کیا ہے؟ حضرت اُمِّ حکیم رضی اللہُ عنہا نے جواب دیا: ہاں! میں نے ان سے عرض کی تو اُنہوں نے امان دے دی۔ یہ سُن کر وہ اُمِّ حکیم رضی اللہُ عنہا کے ساتھ واپس لوٹ آئے، حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حضرت عکرمہ رضی اللہُ عنہ ایمان لائے اور سب حاضرین کو اپنے مسلمان ہونے پر گواہ بنا لیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے سابقہ کوتاہیوں کی مُعافی طلب کی۔ ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے مسلمانوں کے خلاف جنگیں کرنے والے اس اُمت کے فرعون ابوجہل کے بیٹے کو بھی معافی سے نوازا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرتِ عکرمہ رضی اللہُ عنہ مسلمان ہو کر جاں نثار صحابی بنے اور آخرِکار راہِ اسلام میں شہید ہوئے۔

بائیسواں باب

انتقام/بدلہ

(Revenge)

انتقام/بدلہ لینے کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ہم نے تورات میں ان پر لازم کردیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت (کا قصاص لیا جائے گا) اور تمام زخموں کا قصاص ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے شجاعت کا مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو مدِ مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہوتا ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی قدرت وطاقت یہ ہے کہ انسان انتقام/بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود انتقام/بدلہ نہ لے۔

طاقت ہوتے ہوئے انتقام/بدلہ نہ لینا احسان کی نشانی ہے، چنانچہ صلح حُدَیبِیَہ کے سال جب جبلِ تنعیم کی طرف سے 80 افراد کا گروہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو شہید کرنے کے ارادے سے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان پر غلبہ پانے کے بعد انتقام پر قدرت کے باوجود احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔

قرآن پاک میں اگرچہ بدلہ لینے کا حکم موجود ہے مگر بسا اوقات بدلہ لینا اس وقت بُرا ہوتا ہے جب کہ بدلہ لینے میں غصے کا عمل دخل ہو، کیونکہ غُصہ انسان کو انتقام/بدلے کی اس حد تک لے جاتا ہے جہاں اس کے دل کو سکون ملے۔ حالانکہ یہ انتقامی عمل کس قدر تباہی لائے گا اس کا اندازہ انتقام لینے والے کو بھی نہیں ہوتا۔

غصہ پر قابو پانا رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے، چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصہ کے گھونٹ سے افضل کوئی گھونٹ نہیں پیا جس کو وہ رضائے الٰہی کے لئے پیے۔

انتقام/بدلہ لینے کی صورتیں:

(1) کام میں نقصان یا غفلت پر ڈانٹنا، مارنا۔

(2) دھکا وغیرہ لگنے کی صورت میں اس کو دھکا دینا یا بُرا بولنا۔

(3) کسی سے کوئی چیز ٹوٹ جائے، بدلے میں اس کی کوئی چیز توڑ دینا۔

[1] سورۃ المائدہ، 45:5

تیئسواں باب

حیا

(Modesty)

وہ کام جو اللہ پاک اور اس کی مخلوق کے نزدیک ناپسند ہوں ان سے بچانے والے وصف کو "شرم و حیا" کہتے ہیں۔ صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو حقیقی حیا کو فروغ دیتا ہے، لہٰذا مرد ہو یا عورت، اسلام دونوں کو حیا اپنانے کی تلقین کرتا ہے اور حیا کو تمام اخلاقیات کی بنیاد قرار دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف حیا کی نسبت کرتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت حیادار، کریم ہے، جب بندہ اُس کے حضور دعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو بلند کرتا ہے تو وہ اُنہیں خالی (یعنی ناکام ونامراد) لوٹانے سے حیا فرماتا ہے۔[1]

حیا ایمان کا حصہ ہے، چنانچہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک حیا اور ایمان آپس میں ملے ہوئے ہیں، جب ایک اٹھ جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا: حیا ایمان سے ہے۔[2]

مرد ہو یا عورت اسلام دونوں کو حیا اپنانے کی تلقین کرتا ہے اور حیا کو تمام اخلاقیات کا سرچشمہ قرار دیتا ہے، چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: بے شک ہر دین کا ایک خُلق ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے۔[3]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ ہوں یا صحابیات، حالت جنگ ہو یا امن، کسی بھی حال میں حیا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے، چنانچہ حضرت اُمِّ خَلاد رضی اللہ عنہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا۔ یہ اپنے بیٹے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے نقاب ڈالے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئیں، تو اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی باپردہ ہیں! کہنے لگیں: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے، حیا نہیں کھوئی۔[4]

یاالٰہی! دے ہمیں بھی دولتِ شرم و حیا — حضرت عثمان غنی باحیا کے واسطے

حیا کی صورتیں:

(1) حتی الامکان نامحرم پر نظر نہ ڈالنا۔

(2) اجنبی عورتوں سے بلا اجازت شرعی بات نہ کرنا۔

(3) سترِ عورت کو ظاہر نہ کرنا۔

(4) بے حیائی کے مناظر دیکھنے سے بچنا۔

---

[1] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ان اللہ حی کریم، رقم الحدیث:3556

[2] ایضاً، کتاب الایمان عن الرسول، باب ماجاء ان الحیاء من الایمان، رقم الحدیث:2615

[3] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحیاء، رقم الحدیث:4181

[4] ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الاُمم، رقم الحدیث:2488

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں بے پردہ نہاتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: بے شک اللہ تعالی حیا اور پردے کو پسند فرماتا ہے تو جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو اسے پردہ لازم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میری بہن اسماء میرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سامنے آئیں، ان کے کپڑے باریک تھے، حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا اور فرمایا: اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو صرف چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے سارے اعضاء ڈھکے رہنے چاہئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ظاہری طور پر بھی اور جب لوگوں کے سامنے نہ ہوتے اس وقت بھی حیا کا اہتمام فرماتے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اس وقت تک کپڑا مبارک اوپر نہ اٹھاتے جب تک کہ زمین کے قریب نہ ہو جاتے۔

چوبیسواں باب

بے حیائی

(Immodesty)

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [1] ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس آیت مبارکہ میں بے حیائی کو پھیلانے کی ممانعت بیان کی گئی ہے اور اشاعتِ فاحشہ (بے حیائی) میں ہر وہ بات یا عمل آجائے گا جو کہ شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہو۔

بے حیائی کی بات کرنا نفاق کی علامت ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں اور فحش بولنا (یعنی بے حیائی کی بات کرنا) اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے دو شعبے ہیں۔

آنکھ بھی زنا کرتی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: آنکھوں کا زنا بد نگاہی ہے۔

بد نگاہی کا عذاب برداشت نہ ہو سکے گا، چنانچہ منقول ہے کہ جو شخص اپنی آنکھ کو حرام سے بھرتا ہے اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی آنکھ میں جہنم کی آگ بھر دے گا۔

بے حیائی کی صورتیں:

(1) ایسا باریک، نامکمل یا تنگ لباس پہننا جو ستر عورت کو ظاہر کرے۔

(2) بے حیائی کے مناظر دیکھنا۔

(3) نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنا۔

(4) گندی باتیں کرنا۔

(5) گالیاں دینا۔

(6) بے حیائی کی تصاویر بنانا یا شیئر کرنا۔

(7) بے حیائی کی تحریر لکھنا یا پڑھنا۔

(8) بے پردہ عورتوں کے ذریعے ایڈورٹائزمنٹ (تشہیر) کرنا۔

---

[1] سورۃ النور، 19:24

پچیسواں باب

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

(Enjoining Good and Forbidding Evil)

دین کی تبلیغ فرض کفایہ ہے، خواہ تحریری ہو، تقریری ہو، انفرادی ہو یا اجتماعی ہو، لیکن یہ یاد رہے کہ دین کی تبلیغ کی صورت یہ بھی ہے کہ بندہ برائی کو روکنے پر قادر ہو تو اس پر برائی سے روکنا فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۱۰۴﴾[1] ترجمۂ کنز العرفان: اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

نیک بات کا حکم کرنا عین اسلام میں سے ہونے کی نشانی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے اور نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے۔[2]

برائی سے روکنے کو ایمان کی مضبوطی اور کمزوری سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے روکے، اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔[3]

حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم یا تو ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تم پر عذاب بھیجے، پھر تم اس سے دعا مانگو گے مگر تمہاری دعا قبول نہ ہو گی۔[4]

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی صورتیں:

(1) نماز کی دعوت دینا۔
(2) والدین اور بڑوں کا ادب سکھانا۔
(3) علم دین سیکھنے کے لئے تیار کرنا۔
(4) تلاوت قرآن اور دینی کتابوں کی ترغیب دینا۔
(5) کاروبار میں سچائی اور دیانت کا ذہن دینا۔
(6) جھوٹ بولنے سے روکنا۔
(7) ملاوٹ سے منع کرنا۔
(8) کرپشن سے روکنا۔

[1] سورۃ آل عمران، 104:3
[2] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب البر والصلہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم، باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان، رقم الحدیث: 1921
[3] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب الایمان، باب کون النھی عن المنکر من الایمان، رقم الحدیث: 78
[4] ترمذی، محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، رقم الحدیث: 2169

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے درس

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے چہرۂ اقدس سے جان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے وضو کیا پھر کسی سے کلام کیے بغیر باہر تشریف لے گئے۔ میں حجروں (کی طرف سے مسجد) کے قریب ہوئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو قبل اس کے کہ (وہ وقت آجائے جب) تم مجھ سے دعا مانگو اور میں تمہاری دعا قبول نہ کروں، تم مجھ سے سوال کرو اور میں تم کو عطا نہ کروں اور تم مجھ سے میری مدد طلب کرو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔

چھبیسواں باب

گناہوں پر مدد

(Helping Somebody in Carrying out sins)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۝۲ ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ شدید عذاب دینے والا ہے۔

نیز فرمایا:﴿ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۝۷۹ ﴾[2]

ترجمۂ کنزالعرفان: وہ ایک دوسرے کو کسی برے کام سے منع نہ کرتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے، بیشک یہ بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

"اِثْم" سے مراد گناہ ہے اور "عُدْوَان" سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود میں حد سے بڑھنا۔

ایک قول یہ ہے کہ "اِثْم" سے مراد کفر ہے اور "عُدْوَان" سے مراد ظلم یا بدعت ہے۔

حدیث پاک میں نیکی اور گناہ کا معیار بیان کیا گیا، چنانچہ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیکی حُسنِ اَخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس سے واقف ہونا تجھے ناپسند ہو۔

گناہ کرنے والے اپنی قبروں سے بگڑی شکل میں نکلیں گے، چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میری امت میں سے بعض لوگ اپنی قبروں سے بندر اور خنزیر کی شکل میں اٹھیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے گنہگاروں کے ساتھ تعلقات رکھے اور قدرت رکھنے کے باوجود انہیں گُناہوں سے منع نہ کیا۔[3]

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

گناہوں پر مدد کرنے کی چند صورتیں:

(1) طاقت ہوتے ہوئے برائی کو نہ روکنا۔

(2) رشوت لینے میں مدد کرنا۔

(3) سود کے لین دین میں کام کرنا۔

(4) بے حیائی کے مناظر نشر کرنا۔

(5) ظالم کا ساتھ دینا۔

(6) چور کو راز بتانا۔

(7) گناہ کی دعوت دینا۔

(8) ناحق فیصلہ کرنا۔

(9) شراب بیچنا۔

(10) فلمیں، ڈرامے اور گانے بیچنا۔

[1] سورۃ المائدہ، 2:5

[2] سورۃ المائدہ، 79:5

[3] مرشد باللہ، یحیٰی بن حسین، الامالی الخمیسیہ، بیروت، دارالکتب العلمیہ، الحدیث الثالث والثلاثون، رقم الحدیث:2593

ستائیسواں باب

نیک صحبت

(Virtuous Company)

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے سنت پر عمل کرنے والے، نیک اور دین دار لوگوں کی صحبت کی توفیق عطا فرماتا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور اپنا دوست بھی اچھے لوگوں کو ہی بنائے کہ اچھے دوست کا ساتھ نہ صرف دنیا میں فائدہ مند ہوتا ہے بلکہ اچھے دوست کی صحبت قبر و حشر میں بھی فائدہ پہنچائے گی۔

حدیث مبارکہ میں اچھی اور نیک صحبت اپنانے کی ترغیب دلائی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل مؤمن کے علاوہ کسی کو ہم نشین نہ بناؤ اور تمہارا کھانا پرہیز گار ہی کھائے۔[1]

علم و عقل والوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑوں کے پاس بیٹھا کرو، علما سے باتیں پوچھا کرو اور حکمت والوں سے میل جول رکھو۔

صحبت اس کی اختیار کی جائے جو آپ کی نیکی پر مدد کرے، چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کون سا ساتھی اچھا ہے؟ ارشاد فرمایا: اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔[2]

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس بھائی یا ساتھی کی صحبت تمہیں دینی فائدہ نہ پہنچائے تم اس کی صحبت سے بچو تاکہ تم محفوظ و سلامت رہو۔[3]

نیک لوگوں سے وابستہ ہونے پر ظاہر و باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔ عمل کرنے کا وہ اعلیٰ جذبہ جو ایک پاکیزہ ماحول کی صحبت سے ملتا ہے وہ کسی اور طرح ملنا بہت مشکل ہے۔

نیک صحبت کی صورتیں:

(1) والدین کی صحبت میں بیٹھنا۔
(2) دینی کتب کا مطالعہ کرنا۔
(3) علمائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔
(4) دینی طلبائے کرام کے پاس بیٹھنا۔
(5) دینی اجتماع میں شرکت کرنا۔

[1] ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الادب، باب من یؤمر ان یجالس، رقم الحدیث:4832

[2] ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد، رسائل ابن ابی الدنیا، کتاب الاخوان، باب من امر بصحبتہ... الخ، ج8، ص161، حدیث:42

[3] ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب (مترجم: ابوالحسنات محمد احمد قادری)، لاہور، مکتبہ شمس و قمر، باب الصحبۃ وما یتعلق بھا، ص534

اٹھائیسواں باب

بُری صحبت

(Bad company)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰوَیْلَتٰى لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾﴾ [1] ترجمۂ کنز العرفان: ہائے میری بربادی! اے کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بیشک اس نے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے اس سے بہکا دیا اور شیطان انسان کو مصیبت کے وقت بے مدد چھوڑ دینے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، انہیں اپنا دوست بنانا اور ان سے محبت کرنا دنیا اور آخرت میں انتہائی نقصان دِہ ہے۔

حدیث پاک میں بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی بہت تاکید کی گئی ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: برے ہم نشین (دوست) سے بچو کہ تم اسی کے ساتھ پہچانے جاؤ گے۔ یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست وبرخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔

بُرے بندے کی صحبت بندے کو بُرا بنا دیتی ہے، چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گنہگار (بُرے بندے) سے بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے خوبصورت کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب ہے۔

بُرے ماحول کو اپنانے والے افراد اپنی عزت و وقار اور حیثیت کو کھو دیتے ہیں، چنانچہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس بھائی یا ساتھی کی صحبت تمہیں دینی فائدہ نہ پہنچائے تم اس کی صحبت سے بچو تاکہ تم محفوظ و سلامت رہو۔

بُری صحبت کی صورتیں:

(1) فلمیں، ڈرامے دیکھنے والوں کے ساتھ بیٹھنا۔

(2) ناچ، گانے کے پروگرام میں جانا۔

(3) تاش، جوا کھیلنے والوں کے ساتھ تعلق رکھنا۔

(4) شراب پینے والوں کے ساتھ تعلق رکھنا۔

(5) بے حیائی کے پروگرام میں شرکت کرنا۔

(6) تاش وغیرہ کھیلنے والوں کے ساتھ بیٹھنا۔

---

[1] سورۃ الفرقان، 25:28، 29

انتیسواں باب

حسنِ ظن

(Favourable Opinion)

حسنِ ظن کا مطلب ہے: اِعْتِقَادُ الْخَيْرِ وَالصَّلاحِ فِيْ حَقِّ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی کسی مسلمان کے بارے میں اچھا گمان رکھنا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًاۙ-وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ(۱۲)﴾[1] ترجمۂ کنز العرفان: ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ بہتان سنا تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اپنے لوگوں پر نیک گمان کرتے اور کہتے: یہ کھلا بہتان ہے۔

کسی کے بارے میں اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے، چنانچہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: ''إِنَّ حُسنَ الظَّنِّ مِنَ العِبادَةِ'' بلاشبہ حسنِ ظن عبادت ہے۔

ایک مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی حرمت کعبے کی حرمت سے بھی زیادہ ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو طواف کرتے ہوئے یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے، تو کتنا معظم ہے، تیری عزت کتنی زیادہ ہے، لیکن اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی جان ہے! اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مؤمن، اس کے مال، اس کے خون، اس کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے کی عزت تیری عزت سے بھی زیادہ ہے۔[2]

دین اسلام کے ظاہری و باطنی معمولات کے پابند قبلہ امیرِ اہلسنّت دامت بَرَکَاتُہُم العالیہ فرماتے ہیں: حسنِ ظن میں کوئی نقصان نہیں اور بدگُمانی میں کوئی فائدہ نہیں۔[3]

عیبوں کو ڈھونڈتی ہے عیب جو کی نظر ‌ ‌ ‌ جو خوش نظر ہیں وہ ہنر و کمال دیکھتے ہیں

حُسن ظن کی صورتیں:

(1) بلادلیل شرعی دوسرے کی کمائی کو حلال جاننا۔
(2) بظاہر برائی کی جگہ موجود شخص کو برائی میں مبتلا نہ سمجھنا۔
(3) والدین اور رشتہ داروں کو ہمیشہ اپنا خیر خواہ سمجھنا۔
(4) عذر بیان کرنے والے کو سچا سمجھنا۔
(5) دوسرے کو اپنا خیر خواہ سمجھنا۔
(6) دوسرے کو اپنے آپ سے بہتر سمجھنا۔

---

[1] سورۃ النور، 12:24
[2] قزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المومن ومال، رقم الحدیث: 3932
[3] علمیہ، مدنی علماء (شعبہ اصلاحی کتب)، بدگمانی، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ص41

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے درس

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسجدِ نبوی میں معتکف تھے، ایک رات حضرت صفیہ رضی اللہُ عنہا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوئیں، بات چیت کے بعد جانے کے لیے کھڑی ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے، تا کہ انہیں گھر تک چھوڑ آئیں۔حضرت صفیہ رضی اللہُ عنہا کی رہائش حضرت اسامہ بن زید رضی اللہُ عنہ کے گھر میں تھی۔ (اس دوران) دو انصاری صحابہ رضی اللہُ عنہما کا وہاں سے گزر ہوا۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دیکھا تو چلنے میں تیزی کی۔ (یہ منظر دیکھ کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: آرام سے چلو (میرے ساتھ موجود خاتون) صفیہ بنت حییّ (اُم المؤمنین) ہیں۔ (یہ سن کر) انہوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کیا ہم آپ کے بارے میں معاذاللہ کسی بدگمانی میں مبتلا ہوسکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی بری بات نہ ڈال دے۔

تیسواں باب

بدگُمانی

(Evil Presumption)

بدگمانی سے مراد یہ ہے کہ بلا دلیل دوسرے کے برے ہونے کا دل سے اِعتقادِ جازِم (یعنی یقین) کرنا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا﴾ [1] ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو۔

بندہ مومن سے بدگمانی کرنا گویا رب تعالیٰ سے بدگمانی کرنے کے مترادف ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے بھائی کے متعلق بدگمانی کی، بے شک اس نے اپنے ربّ تعالیٰ سے بدگمانی کی۔

بدگمانی کرنے والے کو جھوٹا قرار دیا گیا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: بدگمانی سے بچو، بے شک بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

بدگمانی فعل حرام ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا خون، مال اور اس سے بدگمانی (دوسرے مسلمان پر) حرام ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: شک یا وہم کی بنا پر مؤمنین سے بدگمانی اِس صورت میں حرام ہے جب اس کا اثر اَعضاء پر ظاہِر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کر لیا جائے، مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔

خدا! بدگمانی کی عادت مٹا دے — مجھے حُسنِ ظن کا تو عادی بنا دے

بدگمانی کی صُورتیں:

(1) شرعی دلیل کے بغیر کسی کو ریاکار کہنا۔

(2) چیز کی گمشدگی کے وقت بلا ثبوت کسی پر الزام لگانا۔

(3) بلا دلیل شرعی کہنا کہ فلاں مجھ سے حسد کرتا ہے۔

(4) یہ کہنا کہ فلاں نے مجھ پر جادو ٹونا کیا ہے۔

(5) یہ کہنا کہ میرے والدین مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔

(6) یہ سمجھنا کہ میرا بھائی یا بہن مجھ سے دشمنی رکھتی ہے۔

(7) بلا دلیل شرعی مقروض کے بارے میں کہنا کہ اس نے میرے پیسے دبا لئے ہیں۔

---

[1] سورۃ الحجرات، 12:49

اکتیسواں باب

رحم دلی

(Kindness)

دل کا خوفِ خدا کے سبب اِس طرح نرم ہونا کہ نصیحت بندے کے دل پر اَثر کرے، گناہوں سے بے رغبتی اور شرمندگی ہو، نیز شریعت نے اس پر جو حقوق لازم کیے ہیں ان کی اچھے طریقے سے ادائیگی پر آمادہ ہو، اپنے آپ، گھربار، رشتہ داروں و مخلوقِ خدا پر شفقت و نرمی کرے، کلی طور پر اس کیفیت کو ''دل کی نرمی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ﴾[1]

ترجمۂ کنزالعرفان: تو اے حبیب! اللہ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں۔

دل کا نرم ہونا اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کا باعث ہے، چنانچہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرم دل پاک دامن غنی کو پسند فرماتا ہے۔[2]

یتیم اور مسکین کے ساتھ شفقت و رحم دلی کرنے سے بھی دل نرم ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں دل کی سختی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو دل کی نرمی چاہتا ہے تو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھانا کھلا۔[3]

موت کو کثرت سے یاد کرنا بھی دل کی نرمی کا سبب ہے، چنانچہ ایک عورت نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنے دل کی سختی کے بارے میں شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرو اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا تو دل کی سختی جاتی رہی۔

کروں یا خدا مومنوں کی میں خدمت　　نہ پہنچے کسی کو بھی مجھ سے اذیت

رحم دلی کی صُورتیں:

(1) بھوکے کو کھانا کھلانا۔
(2) پیاسے کو پانی پلانا۔
(3) غریب کی مدد کرنا۔
(4) مسافر کے لئے آسانی پیدا کرنا۔
(5) پرندوں کے لئے پانی اور کھانے کا انتظام کرنا۔
(6) بزرگوں کی سامان اٹھانے میں مدد کرنا۔
(7) مقروض کو مہلت دینا۔

---

[1] سورۃ آل عمران، 159:3
[2] ہیثمی، علی بن ابی بکر بن سلیمان، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، سعودی عرب، دار المنہاج، 2015ء، ج8، ص145، رقم الحدیث: 13027
[3] ابن حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، رقم الحدیث: 7576

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس قدر نرم دل تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زندگی بھر کبھی کسی کو تکلیف یا اذیت نہ پہنچائی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے لئے رحمت کی دعا کیا کرتے تھے، چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی: یا اللہ! تو نے مجھ سے ایک عہد کیا ہے، تو ہرگز اس کا خلاف نہیں کرے گا، میں انسان ہوں، جس صالح مسلمان کو میں نے کوئی ایذا دی ہو، گالی دی ہو، اس کو کوڑے مارے ہوں، میری یہ تمام باتیں اس کے لئے باعثِ رحمت بن جائیں، وہ پاک صاف ہو جائے۔ میری یہ تمام باتیں اس کے لئے قیامت کے روز تیرا اقرب حاصل کرنے کا باعث بن جائیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تقاضا کیا اور بہت بدکلامی کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، کیونکہ صاحبِ حق کے لیے بات کرنے کی گنجائش ہوتی ہے اور ایک اونٹ خرید کر اس کا حق ادا کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اس وقت جو اونٹ دستیاب ہیں وہ تمام اس کے اونٹ سے افضل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہی خرید کر اس کو ادا کر دو، کیونکہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے۔

نوٹ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نرمی اور رحم دلی کا شاندار موقع فتح مکہ کا دن تھا کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ آج تم سب کے لئے معافی ہے اور تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

بتیسواں باب

دل کی سختی

(Hardheartedness)

دل کا سخت ہو جانا نہایت ہی مہلک اور اعمال کو ضائع کرنے والا مرض ہے، نیز دل کا سخت ہونا بد بختی کی علامت ہے، گناہوں کی کثرت اس کا بڑا سبب اور موت و آخرت کی یاد اس کا علاج ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾ ﴾[1] ترجمہ کنز العرفان: توکیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے) تو خرابی ہے ان کیلئے جن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

سخت دل آدمی رب تعالیٰ کا ناپسندیدہ بن جاتا ہے، چنانچہ حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نرم دل، پاک دامن غنی کو پسند فرماتا ہے اور سنگدل بدکردار سائل کو ناپسند فرماتا ہے۔

دل کی سختی اعمال کو ضائع کر دیتی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (1) مخلوق کے عیب کی ٹوہ میں لگنا (2) دل کی سختی (3) دنیا کی محبت (4) حیا کی کمی (5) لمبی امیدیں (6) حد سے زیادہ ظلم۔

زیادہ ہنسنا بھی دل کی سختی کا باعث ہوتا ہے، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زیادہ مت ہنسو! کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ (یعنی سخت) کر دیتا ہے۔

دل کی سختی کتنی بڑی سزا ہے؟ اس کا اندازہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے: اللہ کی طرف سے دلوں اور جسموں میں کچھ سزائیں ہیں، مثلاً: روزی میں تنگی اور عبادت میں سُستی اور بندے کے لئے دل کی سختی سے بڑی کوئی سزا نہیں ہے۔

گناہ کر کے ہائے ہو گیا دل سخت پتھر سے
کروں کس سے کہاں جا کر شکایت یارسول اللہ

دل کی سختی کی صورتیں:

(1) قدرت کے باوجود مصیبت زدہ کی امداد نہ کرنا۔
(2) مظلوم کی مدد نہ کی جائے۔
(3) بھوکے پیاسے کی ضرورت پوری نہ کرنا۔
(4) جنازہ دیکھ کر بھی موت یاد نہ آنا۔

[1] سورۃ الزمر، 22:39

تینتیسواں باب

ایثار

(Sacrifice)

ایثار کا معنی ہے: دوسروں کی خواہش اور ضرورت کو اپنی خواہش و ضرورت پر ترجیح دینا۔

ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات اور ضروریات کو پیشِ نظر رکھے، جبکہ ایثار یہ تقاضا کرتا ہے کہ رضائے الٰہی کی خاطر دوسروں کو خود پر ترجیح (Priority) دی جائے اور قیمتی سے قیمتی چیز دینے سے بھی کنجوسی (بخل) نہ کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ایثار کے متعلق فرمایا: ﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت ہو۔

ایثار کرنے والے کے لئے جنت کی خوشخبری ہے، چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی چیز کی خواہش رکھتا ہو پھر اپنی خواہش ترک کر دے اور دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔[2]

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی حیات مبارکہ بھی ایثار کی مثال تھی، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے حجرے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد صرف ایک قبر کی جگہ بچی تھی۔ جسے میں نے اپنے لئے خاص کر رکھا تھا لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے وہ جگہ مانگ لی تو آپ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لیتے ہوئے وہ جگہ ان کی تدفین کے لئے انہیں دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس جگہ کو میں نے خود اپنے لئے محفوظ کر رکھا تھا، لیکن آج اپنی ذات پر آپ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔

جنگِ یرموک میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ زخم کھا کر زمین پر گرے اور اس حالت میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا۔ پانی آیا تو دیکھا کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں، بولے: پہلے ان کو پلاؤ۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے پاس پانی آیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی نگاہ بھی پانی کی طرف ہے، بولے: "ان کو پلاؤ" نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کے منہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گیا اور سب نے اپنی جان پر دوسروں کو ترجیح دے کر ایثار کی تاریخ رقم کر کے جامِ شہادت نوش فرمایا۔[3]

ایثار کی صورتیں:

(1) کھانے، پینے میں دوسروں کو ترجیح دینا۔

(2) اپنی پسند کی چیز دوسروں کو تحفہ دے دینا۔

(3) اپنی ضرورت کی چیز اپنے بہن بھائیوں کو دینا۔

(4) بیٹھنے کی اچھی جگہ دوسروں کے لئے چھوڑ دینا۔

[1] سورۃ الحشر، 9:59

[2] ابن عساکر، علی بن حسن بن ہبۃ اللہ، تاریخ مدینہ دمشق، بیروت، دار الفکر، 1995ء، ج 31، ص 142

[3] ایضاً، کتاب التفسیر، باب فی قولہ تعالیٰ: ویؤثرون علی انفسھم، رقم الحدیث: 4889

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئی مرتبہ اپنی پسندیدہ چیز دوسروں کے لئے ایثار فرمادی، چنانچہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاشیہ والی بُنی ہوئی ایک چادر لے کر آئی، اس عورت نے کہا: میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بُنا ہے تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہناؤں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس عورت سے وہ چادر لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس وقت اس چادر کی ضرورت بھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ چادر پہن کر ہمارے پاس آئے، ایک شخص نے اس چادر کی تعریف کی اور کہنے لگا: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یہ بہت خوبصورت چادر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ مجھے دے دیجئے، حاضرین نے کہا: تم نے اچھا نہیں کیا، اس چادر کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہن لیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر بھی تم نے اس کو مانگ لیا اور تم کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کا سوال رد نہیں فرماتے، اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے پہننے کے لیے اس چادر کا سوال نہیں کیا تھا بلکہ میں نے اس چادر کا اس لیے سوال کیا تھا کہ یہ میرا کفن ہو جائے، سہل نے کہا: پھر وہ چادر اس شخص کا کفن ہو گئی۔

چونتیسواں باب

مفاد پرستی

(Selfishness)

سماجی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ہر شخص کو منفی رویوں پر قابو پانے کی ضرورت ہے جن میں سے ایک خود غرضی اور مفاد پرستی بھی ہے۔ آج کے اس مشینی دور میں بغیر مطلب دوسروں کے کام آنے کا خیال ناپید (ختم) ہوتا جا رہا ہے۔ خود غرضی اور مفاد پرستی نے معاشرے میں تباہی مچا رکھی ہے، نتیجتاً لوگ ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید میں منافقین کی خود غرضی کو بیان کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِیْدًا(۷۲)﴾[1]

ترجمۂ کنز العرفان: اور تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آ پڑے تو دیر لگانے والا کہے گا: بیشک اللہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔

دین اسلام میں خود غرضی سے بچنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد خود غرضی اور ایسے ایسے امور دیکھو گے جنہیں تم برا سمجھو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ذمے واجب حق ادا کرتے رہنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دولت والوں کو زیادہ غریب اور محتاج قرار دیتے ہوئے انہیں خود غرضی سے منع فرمایا، چنانچہ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: مسکینوں پر مہربانی کرو، ان کی صحبت اختیار کرو اور ہمیشہ اپنے سے ابتر حال لوگوں کو دیکھو۔

کون رکھے گا ہمیں یاد اس دور خود غرضی میں
حالات ایسے ہیں کہ لوگوں کو خدا یاد نہیں

خود غرضی اور مفاد پرستی کی صورتیں:

(1) ترقی کے لئے کسی کی خوشامد کرنا۔
(2) کسی غرض کی وجہ سے دعوت کرنا۔
(3) کسی سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تحفہ دینا۔
(4) قدرت کے باوجود کسی کو قرض نہ دینا۔
(5) معذور یا بوڑھے کے لئے جگہ نہ چھوڑنا۔
(6) بلا دعوت لوگوں کے گھر کھانے میں چلے جانا۔
(7) تکلیف کے موقع پر کسی کا ساتھ نہ دینا۔
(8) اپنے فائدہ کے لئے کسی کا ساتھ دینا۔

[1] سورۃ النساء، 72:4

پینتیسواں باب

راہِ خدا میں خرچ

(Spending in the diving path)

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رِضا اور اَجروثواب کے لیے اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، شرعی فقیروں، مسکینوں، یتیموں، مسافروں، غریبوں و دیگر مسلمانوں پر اور ہر جائز و نیک کام یا نیک جگہوں میں حلال و جائز مال خرچ کرنا "راہِ خدا میں خرچ کرنا" کہلاتا ہے۔

اللہ کی راہ میں اپنا جائز اور حلال مال خرچ کرنا بعض صورتوں میں فرض، بعض میں واجب اور بعض میں مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ﴾ [1]

ترجَمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت ہوگی۔

راہ خدا میں خرچ کرنے والا قابل رشک ہے، چنانچہ حضرت سیدنا سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد (یعنی رشک) نہیں مگر فقط دو آدمیوں کے معاملے میں، پہلا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا فرمایا اور وہ دن رات اس کے ساتھ تعلق رکھے، دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ دن رات (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا رہے۔ [2]

مسجد بنانے میں خرچ کرنے والے کو جنتی گھر کی بشارت دی گئی، چنانچہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

یاد رہے! کسی بھی مدرسے یا دینی عمارت کی تعمیر میں خرچ کرنا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنے مال میں سے راہ خدا میں خرچ کرتا ہے اس کی عمر زیادہ ہوگی، رزق میں کشادگی ہوگی، تنگدستی دور ہوگی، محتاجی نہ ہوگی، بلائیں دور ہوں گی، اللہ کی مدد حاصل ہوگی، آپس میں محبتیں بڑھیں گی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں سے ہوں گے۔ [3]

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی صورتیں:

(1) مسجد و مدرسہ تعمیر کرنا۔
(2) غریبوں کی مدد کرنا۔
(3) ہسپتال بنوانا۔
(4) بھوکے کو کھانا کھلانا۔
(5) سڑک یا پل تعمیر کروادینا۔
(6) کنواں کھدوادینا۔
(7) کسی دینی طالب کو کتابیں لے دینا۔
(8) کسی کو پہننے کے لئے کپڑے لے دینا۔

[1] سورۃ البقرہ، 254:2
[2] قشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن، رقم الحدیث: 815
[3] اعلیٰ حضرت، احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، ج 23، ص 153 ملخصاً

سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے درس

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی اور پھر جلدی سے گھر مبارک میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں واپس تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی: کیا وجہ تھی کہ آپ اس قدر جلدی میں تشریف لے گئے جبکہ عام طور پر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایسا نہیں کرتے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں گھر میں صدقے کا سونا چھوڑ آیا تھا۔ مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ اس حال میں رات گزاروں کہ سونا میرے پاس موجود رہے، لہٰذا میں نے اسے تقسیم کر دیا۔

چھتیسواں باب

بخل

(Stinginess)

جہاں شرعاً یا عرف وعادت کے اعتبار سے خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل (کنجوسی) ہے۔[1]

بخل کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْؕ-سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ- ﴾[2]

ترجمۂ کنز العرفان: اور جو لوگ اس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ بخل ان کے لئے برا ہے عنقریب قیامت کے دن ان کے گلوں میں اسی مال کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

دوسری جگہ قرآن پاک میں فرمایا: ﴿ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِؕ-وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ(۲۴) ﴾[3]

ترجمۂ کنز العرفان: وہ جو بخل کریں اور لوگوں کو بخل کرنے کا کہیں اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے نیاز، حمد کے لائق ہے۔

بخل یعنی کنجوسی جہنم میں جانے کا باعث ہے، چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے: اللہ پاک نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اور اس کی جڑ کو زقّوم (جہنم کے ایک درخت) کی جڑ میں راسخ کیا اور اس کی بعض شاخیں زمین کی طرف جھکا دیں تو جو شخص بخل کی کسی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے، اللہ پاک اسے جہنم میں داخل فرما دیتا ہے۔ سن لو! بے شک بخل ناشکری ہے اور ناشکری جہنم میں ہے۔

بخل، مہلک (یعنی ہلاک کرنے والا) مرض ہے۔[4] چنانچہ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے: اپنے آپ کو بخل سے بچاؤ کہ اس نے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا۔

بخل کی چند صورتیں:

(1) باوجود قدرت اہل خانہ پر ضرورت سے کم خرچ کرنا۔

(2) مشترکہ سفر میں کرایہ نہ دینا۔

(3) مشترکہ دعوت میں اپنے حصے کے پیسے نہ دینا۔

(4) بلا وجہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا۔

(5) باوجود قدرت کے راہ خدا میں خرچ نہ کرنا۔

[1] غزالی، محمد بن محمد، احیاء العلوم، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان حد السخاء والبخل وحقیقتہما، 3/320 ملخصاً
[2] سورۃ آل عمران، 180:3
[3] سورۃ الحدید، 24:57
[4] الاماسی، یوسف سنان، تبیین المحارم، الباب الثالث والثلثون: فی البخل، ص190

تفصیلی فہرست (حصّہ اوّل)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	**صفائی کی اہمیت**	07
1	قرآنِ پاک سے طہارت کی اہمیت	08
2	احادیثِ مبارکہ سے طہارت کی اہمیت	08
3	اقوالِ بزرگانِ دین	09
4	ذاتی صفائی کے فوائد	10
2	**بالوں کی صفائی کے آداب**	12
1	قرآنِ پاک سے بالوں کی صفائی اور حفاظت کی اہمیت	13
2	احادیثِ مبارکہ سے بالوں کی صفائی اور حفاظت کی اہمیت	13
3	اقوالِ بزرگانِ دین	13
4	زلفیں رکھنا	14
5	فرمانِ امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ	15
6	بالوں کی صفائی اور حفاظت کے آداب	15
7	ان امور سے بچیے	16
8	بال خراب ہونے کے اسباب	17
3	**مسواک کے آداب**	18
1	قرآنِ پاک سے مسواک کی اہمیت	19
2	احادیثِ مبارکہ سے مسواک کی اہمیت	19
3	اقوالِ بزرگانِ دین	19
4	مسواک / برش کے آداب	20
5	ان امور سے بچیے	21
4	**ناخن کاٹنے کے آداب**	22
1	احادیثِ مبارکہ سے ناخنوں کی صفائی کی اہمیت	23

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
2	اقوالِ بزرگانِ دین	23
3	ناخن کاٹنے کے آداب	24
4	ان امور سے بچیے	24
5	**سرمہ لگانے کے آداب**	25
1	قرآنِ پاک سے آنکھوں کی اہمیت	26
2	احادیثِ مبارکہ سے سرمہ کی اہمیت	26
3	اقوالِ بزرگانِ دین	26
4	سرمہ لگانے کے آداب	27
6	**جوتا پہننے کے آداب**	28
1	احادیثِ مبارکہ سے جوتوں کی صفائی اور حفاظت کی اہمیت	29
2	اقوالِ بزرگانِ دین	29
3	جوتا پہننے کے آداب	29
7	**پانی استعمال کرنے کے آداب**	31
1	قرآنِ پاک سے پانی کی ضرورت و حفاظت کی اہمیت	32
2	احادیثِ مبارکہ سے پانی کی ضرورت و حفاظت کی اہمیت	32
3	اقوالِ بزرگانِ دین	33
4	پانی کی حفاظت کے آداب	33
5	ان امور سے بچیے	34
8	**بیت الخلاء (واش روم) کے متعلق آداب**	35
1	قرآن میں موجود بیت الخلاء (واش روم) کے متعلق بیان	36

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
2	احادیث مبارکہ میں موجود بیت الخلاء (واش روم) کے متعلق بیان	36
3	اقوالِ بزرگانِ دین	37
4	بیت الخلاء (واش روم) کے استعمال کے آداب	37
5	ان امور سے بچیے	38
9	کھانے کے آداب	40
1	قرآنِ پاک سے کھانا کھانے کی اہمیت	41
2	احادیثِ مبارکہ سے کھانا کھانے کی اہمیت	41
3	اقوالِ بزرگانِ دین	42
4	کھانے کے آداب تین قسم کے ہیں	42
5	کھانے سے قبل کے آداب	42
6	ان امور سے بچیے	43
7	کھانے کے دوران کے آداب	44
8	ان امور سے بچیے	44
9	کھانے کے بعد کے آداب	45
10	ان امور سے بچیے	46
11	کھانے کے عمومی آداب	46
12	ان امور سے بچیے	48
13	کھانا آگے تقسیم کرنے کے آداب (Passing Food Etiquette)	51
14	ان امور سے بچیے	51
15	کھانے کے دوران استعمال ہونے والی اشیا	52
16	گلاس (Glass) کے آداب	52
17	ان امور سے بچیے	52
18	کپ (Cup) کے آداب	52
19	چمچ (Spoon) کے آداب	52
10	پینے کے آداب	54
1	قرآنِ پاک سے پانی پینے کی اہمیت	55
2	احادیثِ مبارکہ سے پانی پینے کی اہمیت	55
3	اقوال بزرگانِ دین	56
4	پانی پینے کے آداب	56
5	ان امور سے بچیے	56
6	چائے پینے کے آداب	57
7	ان امور سے بچیے	58
11	اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے کے آداب	59
1	قرآنِ پاک سے اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے کی اہمیت	60
2	احادیثِ مبارکہ سے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے کی اہمیت	60
3	اقوالِ بزرگانِ دین	60
4	اٹھنے، بیٹھنے اور چلنے کے آداب	60
5	ان امور سے بچیے	62
12	سلام کے آداب	64
1	قرآنِ پاک سے سلام کی اہمیت	65
2	احادیثِ مبارکہ سے سلام کی اہمیت	65
3	اقوالِ بزرگانِ دین	66
4	سلام کرنے کے آداب	66
5	ان امور سے بچیے	66
13	ہاتھ ملانے / ملاقات کے آداب	67
1	احادیثِ مبارکہ سے مصافحہ / ملاقات کی اہمیت	68

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
2	اقوالِ بزرگانِ دین	68
3	مصافحہ و ملاقات کے آداب	68
4	ان امور سے بچیے	69
14	دفتر میں ملاقات کے آداب	70
1	دفتر اور اس میں ملاقات کرنے کے آداب	71
2	ان امور سے بچیے	71
15	گھر، کمرے اور کلاس روم میں آنے جانے کے آداب	72
1	قرآنِ پاک سے گھر اور کمرے میں آنے جانے کی اہمیت	73
2	احادیثِ مبارکہ سے گھر اور کمرے میں آنے جانے کی اہمیت	73
3	اقوالِ بزرگانِ دین	74
4	گھر اور کمرے میں آنے جانے کے آداب	74
5	ان امور سے بچیے	75
6	کلاس روم کے آداب	75
7	ان امور سے بچیے	76
8	کلاس روم میں استعمال ہونے والی اشیا کے آداب	77
9	قلم (Pen)	77
10	ان امور سے بچیے	77
11	کتاب (Book)	78
12	ان امور سے بچیے	78
16	سونے، جاگنے کے آداب	79
1	قرآنِ پاک سے سونے جاگنے کی اہمیت	80

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
2	احادیثِ مبارکہ سے سونے جاگنے کی اہمیت	80
3	اقوالِ بزرگانِ دین	80
4	بستر کے آداب	81
5	ان امور سے بچیے	82
6	سونے، جاگنے کے آداب	82
7	ان امور سے بچیے	83
8	لیٹنے کے چند غلط انداز	84
17	لباس کے آداب	85
1	قرآنِ پاک سے لباس کی اہمیت	86
2	احادیثِ مبارکہ سے لباس کی اہمیت	86
3	اقوالِ بزرگانِ دین	87
4	لباس اور عمامہ پہننے کے آداب	87
5	ان امور سے بچیے	88
18	عطر/خوشبو لگانے کے آداب	90
1	قرآنِ پاک سے عطر/خوشبو لگانے کی اہمیت	91
2	احادیثِ مبارکہ سے عطر/خوشبو لگانے کی اہمیت	91
3	اقوالِ بزرگانِ دین	92
4	عطر/خوشبو لگانے کے آداب	92
5	عطر/خوشبو لگانے کے مواقع	92
19	چھینکنے اور کھانسنے کے آداب	94
1	احادیثِ مبارکہ سے چھینکنے اور کھانسنے کی اہمیت	95
2	اقوالِ بزرگانِ دین	95
3	چھینکنے اور کھانسنے کے آداب	96

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
4	ان امور سے بچیے	97
20	راستے کے آداب	98
1	قرآنِ پاک سے راستے کی اہمیت	99
2	احادیثِ مبارکہ سے راستے کی اہمیت	99
3	اقوالِ بزرگانِ دین	100
4	راستے کے آداب	100
5	ان امور سے بچیے	101
21	عوامی مقامات کے آداب	102
1	مسجد کے آداب	103
2	ان امور سے بچیے	103
3	بینک کے آداب	104
4	ان امور سے بچیے	104
5	بازار (مارکیٹ) کے آداب	104
6	ان امور سے بچیے	104
22	گفتگو کے آداب	105
1	قرآنِ پاک سے گفتگو کی اہمیت	106
2	احادیثِ مبارکہ سے گفتگو کی اہمیت	106
3	اقوالِ بزرگانِ دین	107
4	گفتگو کے آداب	108
5	ان امور سے بچیے	108
23	مہمان نوازی کے آداب	111
1	قرآنِ پاک سے مہمان نوازی کی اہمیت	112
2	احادیثِ مبارکہ سے مہمان نوازی کی اہمیت	112
3	اقوالِ بزرگانِ دین	113
4	مہمان نوازی کے آداب	113

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
5	ان امور سے بچیے	114
24	سفر / سواری اور ڈرائیونگ کے آداب	116
1	قرآنِ پاک سے سفر کی اہمیت	117
2	احادیثِ مبارکہ سے سفر کی اہمیت	117
3	اقوالِ بزرگانِ دین	118
4	سفر کے آداب	118
5	ان امور سے بچیے	119
6	سواری کے آداب	121
7	ان امور سے بچیے	121
8	چابی پکڑانے کے آداب	121
9	ان امور سے بچیے	122
10	ڈرائیونگ کے آداب	122
11	ان امور سے بچیے	123
25	عوامی ذرائع آمد و رفت میں سفر کے آداب	125
1	ریل گاڑی میں سفر کرنے کے آداب	126
2	ان امور سے بچیے	126
3	مقامی گاڑیوں اور بسوں میں سفر کے آداب	126
4	ان امور سے بچیے	127
5	ہوائی سفر کے آداب	127
6	ان امور سے بچیے	128
26	معلم و متعلم کے آداب	129
1	قرآنِ پاک سے معلم و متعلم کی اہمیت	130
2	احادیثِ مبارکہ سے معلم و متعلم کی اہمیت	130

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
3	اقوالِ بزرگانِ دین	131	29	موبائل اور سوشل میڈیا کے استعمال کے آداب	139
4	معلم کے آداب	131			
5	ان امور سے بچیے	132	1	قرآنِ پاک سے موبائل / سوشل میڈیا کی اہمیت	140
6	متعلم کے آداب	132			
7	ان امور سے بچیے	134	2	احادیثِ مبارکہ سے موبائل / سوشل میڈیا کی اہمیت	140
27	نظامت اور ماتحت عملہ کے آداب	135			
1	نظامت اور ماتحت عملہ کے آداب	136	3	اقوالِ بزرگانِ دین	141
2	ان امور سے بچیے	136	4	موبائل / سوشل میڈیا کے استعمال کے آداب	141
28	اچھے شہری کے آداب	137			
1	اچھے شہری کے آداب	138	5	ان امور سے بچیے	142
2	ان امور سے بچیے	138			

تفصیلی فہرست (حصّہ دوم)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	وقت کی پابندی	144	1	قطع رحمی کی صورتیں	168
1	وقت کی پابندی کی صورتیں	145	11	پڑوسی کے حقوق	169
2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	146	1	پڑوسی کا خیال رکھنے کی صورتیں	170
2	وقت کا ضیاع	147	2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	171
1	وقت کے ضیاع کی صورتیں	148	12	پڑوسی سے بدسلوکی	172
3	خود کام کرنا	149	1	پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی یا ان کی حق تلفی کی کچھ صورتیں	173
1	اپنے کام خود کرنے کی صورتیں	150	13	احترام کرنا	174
2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	151	1	احترامِ انسانیت کی صورتیں	175
4	خود کام نہ کرنا	152	2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	176
1	اپنے کام خود نہ کرنے کی صورتیں	153	14	احترام نہ کرنا	177
5	اخوت	154	1	احترام نہ کرنے کی صورتیں	178
1	اخوت کی صورتیں	155	15	ادب	179
2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	156	1	ادب کی صورتیں	180
6	نااتفاقی	157	2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	181
1	نااتفاقی کی کچھ صورتیں	158	16	بے ادبی	182
7	ہمدردی	159	1	بے ادبی کی صورتیں	183
1	ہمدردی کی صورتیں	160	17	ایمانداری	184
2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	161	1	ایمانداری کی صورتیں	185
8	تکلیف دینا	162	2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	186
1	تکلیف دینے کی صورتیں	163	18	دھوکا دہی	187
9	صلہ رحمی	164	1	دھوکا دہی کی مثالیں	188
1	رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی مثالیں	165	19	سچائی	189
2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	166	1	سچ بولنے کی صورتیں	190
10	قطع رحمی	167	2	سیرتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درس	191

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
20	جھوٹ	192
1	جھوٹ کی صورتیں	193
21	عفوودرگزر	194
1	عفوودرگزر کی صورتیں	195
2	سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درس	196
22	انتقام / بدلہ	197
1	انتقام / بدلہ لینے کی صورتیں	198
23	حیا	199
1	حیا کی صورتیں	200
2	سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درس	201
24	بے حیائی	202
1	بے حیائی کی صورتیں	203
25	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	204
1	نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کی صورتیں	205
2	سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درس	206
26	گناہوں پر مدد	207
1	گناہوں پر مدد کرنے کی چند صورتیں	208
27	نیک صحبت	209
1	نیک صحبت کی صورتیں	210
28	بری صحبت	211
1	بری صحبت کی صورتیں	212
29	حسنِ ظن	213
1	حسنِ ظن کی صورتیں	214
2	سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درس	215
30	بدگمانی	216
1	بدگمانی کی صورتیں	217
31	رحم دلی	218
1	رحم دلی کی صورتیں	219
2	سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درس	220
32	دل کی سختی	221
1	دل کی سختی کی صورتیں	222
33	ایثار	223
1	ایثار کی صورتیں	224
2	سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درس	225
34	مفاد پرستی	226
1	خود غرضی اور مفاد پرستی کی صورتیں	227
35	راہِ خدا میں خرچ	228
1	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی صورتیں	229
2	سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درس	230
36	بخل	231
1	بخل کی چند صورتیں	232
★	★★★★★★★	★

یادداشت

(دَورانِ مُطالعہ ضَرورتاً انڈر لائن کیجیے، اِشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجیے، ان شاءاللہ عِلم میں ترقی ہوگی)

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادب اور اخلاق معاشرے میں بنیادی حیثیت کا درجہ رکھتے ہیں، جو معاشرے کو بلند کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ادب سے عاری انسان اپنا مقام نہیں بنا سکتا۔ کہاوت ہے "با ادب بانصیب! بے ادب بے نصیب!" یعنی ادب ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو ممتاز بنا دیتا ہے۔ اسلام نے بھی ادب و آداب اور حسنِ اخلاق پر بہت زور دیا ہے۔

(آدابِ زندگی، حصہ دوم، ص180)

978-969-722-672-6
01013437

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net